

عمران سیریز

بے جرم مجرم

حصہ اول + دوم

منظہر کلیم ایم اے

پاکستانی پبلائٹ

میں اسی طرح کی حیرت کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "آپ نے عمران سیریز کی کتابیں لکھی ہیں اس میں سیرٹ سروس اور دوسری جاہلوی باتیں سوتی ہیں۔ ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ سب باتیں کس طرح آتی ہیں۔؟ آخر آپ نے یہ کام خود کیا ہوگا۔ یا پھر کسی سے مشورہ لیا ہوگا۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ یہ جاہلوی کام جو آپ عمران سیریز میں لکھتے ہیں آپ نے بذات خود کیا ہے؟

اب آپ سی بی آئی کے رین عبدالجبار اور عبدالعزیز صا جان کو کیا جواب دوں؟

والسلام

منظرہ کلیم ایم۔ اے

سہ پہر کا وقت تھا۔ موسم آج قدرے خوشگوار تھا اس لئے اس نے شہر کی سیر کا پروگرام بنایا۔ کار اس نے برج پارکنگ میں چھوڑی اور خود پیدل ہی فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ وہ بڑے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں برج سٹریٹ کی آراستہ دکانوں کے شوکیوں سے الجھتی چلی جا رہی تھی۔ یہ بازار نوادرات کے لئے مشہور تھا۔ اس چھوٹے سے بازار میں جتنی دکانیں تھیں وہ سب دنیا کے مختلف حصوں سے حاصل کئے گئے نوادرات سے پر تھیں۔ دکانوں کے شوکیوں میں عجیب و غریب چیزیں سجی کر رکھی گئی تھیں۔

اسے نوادرات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ وہ تو دکانوں میں موجود سیلر گرلز کے جوان جسموں کو زیادہ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے فلسفے کے مطابق جوان لڑکی سے زیادہ نادر چیز دنیا میں کوئی نہیں تھی۔ پلٹے پلٹے وہ اچانک ٹھٹھک کر روک گیا۔ ایک دکان سے ایک اٹھاتی خوب صورت

لڑکی باہر نکل رہی تھی۔ لڑکی بے حد حسین تھی۔

”اوہ یہ ایک نادر چیز ملی ہے اس بازار میں“ وہ بڑبڑایا۔

دوسرے لمحے اس نے تیزی سے سرک کر اس کی اور پھر جیسے ہی وہ لڑکی سیٹھیاں اتر کر فٹ پاتھ پر پہنچی وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ لڑکی اکیلی ہی تھی۔ سرخ رنگ کے شوخ اسکرٹ میں اس کا حسن ہر زاویے سے چھوٹ رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا سینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے تھی۔

”پلیز مس“ اس نے بڑے وقار سے لڑکی کو مخاطب کیا۔
لڑکی نے ایک اچھٹی ہوئی نفرس کے سر لپے پر ڈالی اور پھر اس کے جوتوں کے گوشے بکے سے چھین گئے۔

”جینٹ مری“ اس نے لگنائی ہوئی آواز میں اپنا نام بتلایا۔

”مجھے جان و کر کہتے ہیں مس مری کیا آپ چند لمحوں کی کمپنی گوارا کریں گی؟“

جان و کر نے بڑے مذہب لہجے میں درخواست کی۔

”اوہ سوری مسٹر جان و کر میں بے حد مصروف ہوں۔“

جینٹ مری نے اٹھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”پلیز بس اولی فار فینویشن“

جان و کر بھلا اتنی خوبصورت لڑکی کا اتنی آسانی سے پیچھا کیسے چھوڑ دیتا۔

”اوکے اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو چلیں“

لڑکی شاید شروع ہی سے راہی تھی۔

”تھینکس مس مری چلتے سامنے والے کیسے میں چل کر بیٹھتے ہیں“

جان و کر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے مری نے اس کے ساتھ جانے کا ارادہ

کر کے اس کی سماعت پشتوں پر احسان کر دیا جو۔

اور پھر وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سامنے والے کیسے میں داخل ہو گئے جیسے ہی وہ کیسے میں داخل ہوئے کیسے میں موجود تقریباً تمام مردوں کی نظریں جینٹ مری پر پروانہ وار اٹھیا اور ہونے لگیں۔ البتہ ان کی ساختی لڑکیوں کی کیفیت قطعی مختلف تھی۔

انہوں نے مری کو دیکھ کر ناگواری سے ہونٹ کھینچنے لگے۔

وہ دونوں چلتے ہوئے ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ لڑکی نے سینڈ بیگ میز کے اوپر ہی رکھ دیا۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی ویٹرس تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئی۔

”آرڈر پلیز“ اس نے انتہائی میٹھے لہجے میں پوچھا۔

”میسکر لےوے دسکی اور آپ“ واکر نے مری سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

”دسکی بی ہمارے لئے لے آؤ“ مری نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔

اور ویٹرس موڈ باز انداز میں سر کو خم لے کر واپس لوٹ گئی۔

دو گھنٹہ مخی معاف مس مری آپ غیر معمولی طور پر حسین ہیں“

ویٹرس کے جاتے ہی جان و کر نے اپنا جانا جیسا ناشروع کر دیا۔

”واقعی“ مری نے جری ادا سے جواباً پوچھا اور جان و کر اس

کی اس ادا پر ہر جان سے قربان ہو گیا۔

”مس مری آپ شاید اس ملک میں نووارد ہیں“

جان و کر سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے گھبراہٹ میں بات

کا سرخ پلٹ دیا۔

”صرف عیش۔۔۔“ جان وا کرنے سکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔“ مری نے ہنکارا بھلا اور خاموش ہو گئی۔

”مس مری یقین جانتے آپ سے رفاقت کے یہ چند لمحے میری زندگی کے سب سے شاندار لمحات میں شمار ہوں گے۔“

جان وا کرنے گھونٹ پیتے ہوئے بڑے رومانٹک لہجے میں سرگوشی کر دیا۔

”مجھے بھی آپ کی شخصیت بے حد پسند آتی ہے سزاوار۔“ مری نے

سکراتے ہوئے جواب دیا اور جان وا کرنے چہرے پر مسرت کا اظہار کیے بغیر۔

”تھینک یو مس مری آپ کے یہ چند الفاظ میرے لئے مسرت کا

خزینہ ہیں۔“

جان وا کرنے جواب دیا۔

دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑی۔ اس کی نظریں کیفے کے گیٹ پر

جھمکتیں جان وا کرنے کی بھی اضطرابی طور پر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک سادہ

سائون جان کیفے کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

مگر اس کی نظریں شاید ابھی ان لوگوں پر نہیں پڑی تھیں کیونکہ یہ انتہائی

باتیں کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”مسٹر وا کر کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔“ مس مری نے خوف زدہ

انداز میں جھک کر جان وا کر سے پوچھا اس کا لہجہ التجا سے بھر پور تھا۔

”اوہ آپ حکم کریں میں آپ کے لئے جان دینے میں بھی غرض محوس

کردوں گا۔“

جان وا کر اس موقع کو ہاتھ سے کیے جانے دیتا۔

”آپ یہ بیگ لے کر فوراً کیفے سے باہر نکلیں جا میں اور میز پر باؤس

”ہاں تمہارا اندازہ صحیح ہے میں آج ہی آئی ہوں۔“

مری نے اسے تحسین آمیز نظروں سے لے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے وا کر کے اندازے پر حیرت

ہوئی ہو۔

”اگر آپ کا مقصد صرف یہ تو فریج ہے تو پھر یقین کیجئے مجھ سے اچھا

ساتھی آپ کو اس پورے ملک میں نہیں ملے گا۔“ جان وا کرنے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو مگر یہاں یہ تو فریج کے لئے نہیں آئی۔“ مری نے جواب

دیا اور ایک لمحے کے لئے یوں خسوس ہوا جیسے جان وا کر کی امیدوں پر اس پڑ

گئی ہو مگر فوراً ہی وہ سنبھل گیا۔

”کوئی بات نہیں مس میری آفر بہ حال اپنی جگہ قائم ہے۔“ جان وا کر

نے ڈھبٹ ہنستے ہوئے کہا۔

”تھینک یو مسٹر وا کر مگر آپ نے درخواست صرف چند منٹس کہنی کی تھی۔“

اس سے زیادہ آپ مت بڑھیں۔“

مس مری نے قدر سے محنت لہجے میں جواب دیا۔

اتنے میں ویسے سے دو پیگ دسکی کے لا کر رکھ دیتے۔

”آپ سے ملنے کی خوشی میں۔“ جان وا کرنے جام نکراتے ہوئے

کہا۔ اور مس مری کی ہلکی مسکرا دی۔

ان دونوں نے گھونٹ لئے اور پھر جام میز پر رکھ دیتے۔

”آپ کا شغل کیا ہے مسٹر وا کر۔“ مس مری نے خوش گوار لہجے

میں پوچھا۔

اسے اپنی طرف متوجہ نہ پا کر داکر نے تیزی سے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے
نئے بیگ فون بوتھ کی چھت پر پہنچ گیا۔ اس نے یہ کام اتنی تیزی اور پھرتی
سے کیا تھا کہ شاید ہی کوئی آنکھ اسے چیک کر سکی ہو۔

دوسرے لمحے وہ اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔
کیفے سے نکل کر وہ جیسے ہی فٹ ہاتھ پر پینچا اچانک اس کے پہلو
میں کوئی سخت سی چیز چبھنے لگی۔ ساتھ اس کے کانوں میں سروشی کی
آواز گونجی۔

”چلتے جاؤ خبردار اگر حرکت کی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔“
داکر سمجھ گیا کہ اس کے پہلو میں چبھنے والی چیز ریولور کی نالی کے علاوہ
اور کچھ نہیں۔

”تم کیا چاہتے ہو؟“

اچانک داکر تیزی سے پلٹ گیا۔

اتنا تو وہ جانتا تھا کہ بھرے باز میں نوجوان اس پر گولی چلاتے ہوئے
ضرور ہجھے گا۔ کیونکہ اس کے کپڑے جانے کا خطرہ یقیناً سو فیصد سے بھی
اوپر تھا۔

”وہ بیگ کہاں ہے۔“ نوجوان جس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا
اور داکر جانتا تھا کہ انکلی نہ ورڈر گر پر رکھی ہوئی ہوگی بخت نے اس میں سوال کیا
”کیسا بیگ، کیا تم گھاس تو نہیں کھا گئے؟“
داکر نے بھی جواباً سخت بلھے میں جواب دیا۔

پشت کی نسبت اب آسنے سامنے وہ اپنے آپ کو زیادہ محفوظ خیال
کر رہا تھا۔

کے قریب میں چند منٹ بعد آپ سے یہ لے لوں گی؟
مس مری نے التجائیہ میں کہا۔

اور ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے سے داکر کے پیر پر پیر رکھ کر بادیہ
اس کا جسم جیسے ہی داکر سے ٹس ہوا داکر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی
رگوں میں خون کی بجائے برقی رو دوڑ گئی ہو۔ اس نے جھپٹ کر میز پر رکھا ہوا
بیگ اٹھایا اور دوسرے لمحے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے میں سے داخل ہوا نوجوان اب کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا
اس کی نظر شاید ابھی تک مسی پر نہیں پڑی تھیں۔ کیونکہ مسی کی کرسی قدرے
اندھیرے میں تھی۔ شاید نوجوان جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔

داکر جس وقت بیگ لے کر قسطنطنیہ سے گزرا نوجوان نے اسے
چومک کر دیکھا۔ اس کی نظر میں بیٹریک پر جم گئیں مگر ابھی اور طوفان کی
طرح داکر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

نوجوان ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف
پکا، اس کے باہر چلتے ہی مری اٹھی اس نے جام میں پڑا ہوا آخری گھونٹ
حلق میں اٹھایا اور پھر جیب سے ایک نوٹ کر نام کے نیچے بادیہ اور خود
تیز پیر قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔

جان داکر کیفے سے نکلنے ہی تیزی سے قریب ہی موجود فون بوتھ کی
دوسری سائڈ میں دب گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے اس نوجوان کو پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر
کھینچے ہوئے پایا۔

وہ شاید داکر کو تلاش کر رہا تھا۔

”میں پوچھتا ہوں بیگ کہاں سے جلدی بتاؤ ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا۔“

نوجوان کے لمبے میں انتہائی سخت نمایاں تھی۔

”ٹیکسی“ واگرنے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کتیزی سے آواز دی اور ٹیکسی رک گئی۔

یہ کوئی آدمی نظر نہیں آیا جس کے پاس بیگ ہو۔ وہ حیران تھا کہ واگرنے وہ بیگ کہاں غائب کر دیا۔ اس نے اس بیگ کے کیسے سے باہر نکلتے ہوئے تو دیکھا تھا۔ مگر ان چند لمحوں میں جب کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل رہا تھا۔ نہ جانے اس نے بیگ کا کیا ہوگا۔ کھینچے میں داخل ہو کر اس نے اس میز کی طرف دیکھا جہاں اس نے بیگ کر سکا۔

”اچھا دوست باقی باقی۔ پھر کہیں ملاقات ہوئی تو تمہیں بتاؤں گا کہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ مگر مری غائب تھی۔ یہ دوسرا شاک تھا جو اس کو پہنچا تھا۔“

مجھے سہ بازار روکنے کا کتنا منگنا پڑتا ہے۔“

واگرنے ہاتھ بڑھا کر ٹیکسی کا دروازہ کھول لیا اور دوسرے لمبے وہ ٹیکسی کے اندر تھا۔

اس نے زبردست نفسیاتی ڈاج دیا تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اور نوجوان کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ وہ کچھ کرنے کا سوچ بھی نہ سکا۔

ٹیکسی کافی آگے جا چکی تھی کہ اسے ہوش آیا اور دوسرے لمبے اس نے ایک نظر ٹیکسی کی نمبر پلیٹ پر ڈالی اور پھر تیزی سے دوبارہ کیسے کی طرف پلٹ پڑا۔

یہ تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ واگرنے میں بیگ نہیں لے گیا۔ اس نے اب واگرنے کے پیچھے جانے کا تو فائدہ ہی نہیں تھا۔ بیگ ضرور یہیں کہیں ہوگا۔

سے اسے پہچان گیا تھا جو دور سے نمایاں نظر آ رہا تھا۔ مری کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے مری کی طرف بڑھا۔ مری کیسے سے کافی دور ایک دکان کے باہر کھڑی تھی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا مری کی طرف بڑھا۔ وہ حتی الوسع احتیاط کر رہا تھا کہ مری اسے نہ دیکھ سکے۔

جدید وہ اس کے قریب پہنچ گیا لیکن وہ ٹھیک کر رک گیا مری خالی ہاتھ تھی۔ بیگ اس کے پاس بھی نہیں تھا بلکہ اس کے چسپہر چھائی پریشانی

نہی کر رہی تھی کہ وہ خود بیگ کے لئے پریشان ہے۔

”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے مری نے صرف مجھ سے بچنے کے لئے بیگ اس آدمی کو پکڑا دیا تھا۔“

اس نے سائیڈ میں رکھتے ہوئے سوچا۔

مری بڑی بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا مری کے چہرے پر زردی پھیلتی جا رہی تھی۔

کچھ سوچ کر وہ مری کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچا مری اسے دیکھ کر چونک پڑی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی زردی کچھ اور گہری ہو گئی۔ ”تم نے بیگ اس آدمی کو کیوں دے دیا تھا۔“ اس نے سخت

لہجے میں پوچھا۔

”تم تم کو مرنے کو اور تمہارا کیا مطلب ہے؟“

مری نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

”تم نے بہت بڑا رسک لیا ہے مری۔ وہ آدمی میرے سامنے ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس کے ہاتھ میں بیگ نہیں تھا۔“

اس نے مری کو بتلایا۔

اور مری کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہارٹ فیل ہو گیا ہو۔

”اب تم اپنے پاس کو بتا دینا کہ اب وہ زندگی بھر اس بیگ کو نہیں ڈھونڈ سکتا۔ دراصل غلطی تمہارے پاس کی تھی جس نے وہ بیگ لینے تمہیں بھیجی تم جیسی کمزور لڑکی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے راز کی بخوبی حفاظت کر سکتے۔“

نوجوان نے سخت لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”سبس سٹو۔“ مری نے ہکلاتے ہوئے اسے پکارا۔

”کیا ہے۔“ وہ غراتے ہوئے پٹا۔

”کیا تم سمجھ کر رہے ہو کہ وہ چلا گیا ہے اور بیگ اس کے پاس نہیں تھا۔“

مری نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کھلتا تھا۔“

ثابت ہوا۔ وہ مجھے بھی غیہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔

نوجوان نے نرم لہجے میں جواب دیا اور پھر چل پڑا۔

مری جہد لئے وہاں کھڑی کچھ سوچتی رہی۔ اس کا چہرہ انتہائی زرد ہو

گیا تھا۔ جیسے اس کے جسم سے کسی نے مام خون پٹوڑ لیا ہو اور پھر وہ سکست

خوردہ انداز میں دوبارہ کیسے کی طرف بڑھی۔ اس کی چال سے ایسے محسوس ہو

رہا تھا جیسے کوئی مجرم پھانسی کے تختے کی طرف بڑھ رہا ہو۔

”نوک مجھے علی عمران سلیمان والا کہتے ہیں مگر آپ جو کچھ بھی کہیں وہ بھی مجھے منظور ہے۔ سلیمان والا کہیں یا شی چنگ والا، سب ٹھیک ہے۔“
 عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے پوری تقریر کر ڈالی۔
 شی چنگ کا لفظ سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے بغور عمران کی آنکھوں میں دیکھا اور عمران یوں شراب لگایا جیسے وہ ناکھدا لڑکی ہو اور اس کے جسم پر ناخرم کی نظریں پڑ رہی ہوں۔
 ”آئیے ادھر میز پر بیٹھتے ہیں۔“ نو جوان نے مسکراتے ہوئے عمران کو دعوت دی۔

”یہ پر کہاں ہے صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس ہوٹل کی انتظامیہ بے حسرت ہے۔ آپ جیسے ہی میز پر بیٹھیں انہوں نے آپ پر بد اخلاقی کا سہل کا کرہروں کے ہاتھوں اٹھوا کر ہر پھینکوا دیا ہے۔ ویسے میں ایک شورہ دوں۔ آپ میز کے بجائے کسی پر کہوں نہیں بیٹھ جاتے؟“
 عمران کی زبان جب چل نکلی تو پھلا آسانی سے کہاں نکلتی تھی۔
 ”میر مطلب کرسی سے ہی تھا۔“

نو جوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ ایک میز کے گرد بیٹھ چکے تھے۔
 ”تشریف رکھیے۔“ نو جوان نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے دعوت دی۔

”یعنی آپ میز کو کرسی اور کرسی کو میز کہتے ہیں؟“

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب آپ سنجیدگی سے بات کیجئے۔ آپ شی چنگ کو جانتے ہیں؟“

نو جوان کی آنکھوں میں سختی کے آثار نمایاں تھے۔

”ارے صاحب آپ شی چنگ کہہ رہے ہیں۔ میں ہی چنگ کو بھی جانتا ہوں۔ اور اس کو بھی جانتا ہوں جو نہ بیویں میں ہے اور نہ بیویں۔“
 عمران نے خوب صورت انداز میں چوٹ کرتے ہوئے کہا۔
 ”آپ بے صدا حاضر جواب واقع ہوئے ہیں۔ مگر سوال یہ جو آپ نے ابھی تک نہیں دیا۔“

نو جوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر میں پہلے شی چنگ کو نہیں جانتا تھا تو اب تو جانتا ہوں۔ ظاہر ہے جب شی چنگ سامنے بیٹھا ہوا ہو تو پھر نہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“
 عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور نو جوان یوں اچھل پڑا جیسے اس کے سر پر کبھی بھجوتے کاٹ لیا ہو۔
 ”اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ شہزادان سیکرٹ سر ویس میں آپ کا عہدہ کیا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ اس ملک میں کیا کرنے آئے ہیں اور اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اور اب کیا کرنے والے ہیں؟“
 عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں تجویزوں کی طرح پیشین گوئیاں کرنی شروع کر دیں۔
 ”دوسرے لمحے نو جوان نے اچانک جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکال لیا۔ ظاہر ہے اس کا رخ عمران کی طرف تھا۔“

”میں بھی یہی کہنے والا تھا کہ آپ اب ریوالور نکال لیں گے۔“

عمران کے چہرے پر حماقت چھا چھم بھرم رہی تھی۔

یہ ریوالور شور نہیں مچاتا۔ خاموشی سے اٹھ کر آگے چلو۔ مگر دار

سیکڑ سروس کا دم نکلتا ہے۔

عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

”تم یہاں کی سیکڑ سروس کے رکن ہو۔“

نوجوان نے کار چلاتے ہوئے عمران سے سوال کیا۔ ”مجھے یہاں پہلے کی نسبت قدرے اطمینان تھا۔ ویسے کار میں بیٹھتے ہی ریڈیو اور جیب میں ڈال لیا تھا۔“

”ارے میں سیکڑ سروس کو نکال لیا تھا۔ میں جیب چاہوں سیکڑ سروس جھوڑ کر صدر مملکت کو بھی اپنا رکن بنالوں۔“

عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

”کس کا رکن۔“ شعی چنگ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

”اپنا“ یعنی اے بیورنچی ایسی ایشن کا۔۔۔ عمران نے لفظ اپنا

کی تشریح کر دی۔

ہونہ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔

شعی چنگ نے کار ایک کونٹری کے گیٹ میں موڑتے ہوئے سخت

لہجے میں کہا۔

”مذاق اڑانا بھی ایک کام ہے اور کئی ایسی سی ایشن کا صدر ہو کر کام

کیسے کر سکتا ہو تو لہذا آپ کا یہ رویہ رکن قطعی غلط اور بے جا ہے۔“

عمران نے اسی لاپرواہیانہ لہجے میں جواب دیا۔

پورے میں کار روک کر شعی چنگ باہر نکلا آیا۔ اس نے ایک بار پھر

ریڈیو اور نکال لیا۔ اور عمران جو بڑے اطمینان سے ٹیفٹ ہوا تھا ریڈیو دیکھ

کر تیزی سے باہر نکل آیا۔

اس قسمی حرکت کی تو۔۔۔

نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں سرگوشی کی۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ

تجربہ کی جھلک برسی تھی۔

”جناب کم از کم ویڈیو رول کر چائے کا آرڈر تو دے دیکھتے۔ پھر چلے

پستے ہیں۔ ایسی بھی ایک بلدی ہے۔ جو ٹل دالے بھی کیا سوچیں گے کہ کئی نبھوں

سے پالا پڑا ہے۔“

”عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔“

”نہیں تم اٹھو اور ہوٹل سے باہر چلو میں دوسری بات نہیں منا چاہتا“

نوجوان کے لہجے میں مزید سختی آگئی۔

”بہتر تمہاری مہربانی۔“ عمران اطمینان سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر

وہ بڑے وقار سے چلتا ہوا ہوٹل کے آؤٹ گیٹ کی طرف چل پڑا۔

نوجوان جس نے ریڈیو اور جیب میں ڈال لیا تھا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

ہوٹل سے باہر نکل کر عمران رگ گیا۔ اسے قسمت جی ایک تنوں کی آڑ

میں ٹائیگر کھڑا نظر آیا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھ کر یوں سر جھٹکا جیسے کسی

ذہنی بوجھ سے جھٹکا کا راجہ صل کرنا چاہتا ہو۔

”سامنے والی سیارہ کار میں بیٹھ جاؤ۔“

نوجوان نے ایک کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

چند لمحوں بعد وہ اس سیارہ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیور سیٹ پر وہ

نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ عمران تھا۔

”یار کار تو کافی منگنی مار رکھی ہے۔ شوکران سیکڑ سروس تو بڑی امیر

معلوم ہوتی ہے۔ یہاں تو ایک چھٹی چرتی سائیکل بھی یار لوگوں کو دیتے ہوئے

”میرا خیال ہے تم صرف ریلواری زبان سمجھتے ہو۔“

شی چنگ نے قدرے مسکراتے ہوئے اسے اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر شی چنگ آپ کو غلط فہمی ہے۔ میں صرف عورتوں کی زبان سمجھتا ہوں۔“

عمران نے اندر جاتے ہوئے مڑ کر شی چنگ سے کہا۔

شی چنگ اسے ایک کمرے میں لے آیا اور پھر اس نے اسے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ شی چنگ مقابل والی کرسی پر خود بیٹھ گیا۔

”ہاں مسٹاب مجھے بتاؤ کہ تم مجھے کیسے جانتے ہو اور سناو اب تک میں نے تمہارے ساتھ اس لئے نرم برتاؤ کیا ہے کہ میں تمہاری شخصیت کے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگا سکا کہ تم دراصل کیا ہو۔ یاد رکھو اب اگر تم نے میرے سامنے غبنے کی کوشش کی تو میں بات کرنے سے پہلے گولی چلا دوں گا۔“

شی چنگ کا لہجہ کافی حد تک تلخ ہو گیا تھا۔

”میں تو پہلے سے بتا ہوا ہوں مڑ کیا بنوں گا اور پھر جناب میں انسان ہوں کوئی سینٹ کا ہلک نہیں کہ سانچے میں بننا شروع ہو گیا۔“

عمران نے لفظ بننے کو پکڑ لیا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔“

شی چنگ کا پیمانہ صبر اب لمبے ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ریلواری کو ایک طرف ڈالا اور چلتے کی طرح عمران پر چھلانگ لگا دی۔

عمران جسامت کے لحاظ سے شی چنگ کے مقابلے میں آدھا بھی نہیں تھا۔ اس لئے شی چنگ نے ریلواری کو تکلیف دینے کی بجائے اپنے جسم کو ہی تکلیف دینا کافی سمجھا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا۔“

عمران بھی کی طرح مڑ کر ایک طرف ہو گیا اور شی چنگ جو غصے کی زیادتی کی بنا پر عمران پر یوں چھٹا تھا جیسے اسے ہزاروں میں بھیج کر اس کی ہڈیاں سرسبز بنا دے گا۔ منہ کے بل کرسی سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا پڑا۔

”پچھچھ کیوں چوٹ تو نہیں لگ گئی۔“

عمران نے جو ایک طرف کھڑا پکلیں جھپکا رہا تھا بڑی ہمدردی سے سوال کیا۔

اور شی چنگ سانپ کی طرح لہر لہر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

”اب میں تمہیں یقیناً جان سے مار دوں گا۔“

شی چنگ نے چپکے کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہاتھ جوڑو کے ماہر کی طرح آگے پھیل گئے۔

”مسٹر شی چنگ غصے کو قابو میں رکھو اور اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سنو میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں۔“

عمران نے اسے ہاتھ اندر طور پر آمادہ دیکھا تو اتنا ہی سنجیدگی سے کہا۔

مڑ کر شی چنگ کے سر پر چوٹ نے غصے کا بھوت چڑھا دیا تھا۔ اس لئے اس نے عمران کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔

عمران نے سوائے تیزی سے اچھل کر پہلو بچانے کے اور کوئی حرکت نہ کی۔

بڑوں پر زہر آلود مسکراہٹ رنگ رہی تھی۔

”اب تمہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔“

اس نے ریوا لور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے شدید بار بجھے ہیں کہا۔

”تم تھیک کہہ رہے ہو میری چیگ کیونکہ تم اس تک میں پہلے بار آئے ہو اور تم مجھے نہیں جانتے۔“

عمران نے اب بھی بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جو نہ —“ شہی چیگ نے ہنکا راہچرا اور چھپنا کر دیا۔ عمران

جس کی نظریں ریوا لور کی نال پر جمی ہوئی تھیں۔ بند کی طرح چھوٹک رکھ کر

ایک طرف ہٹ گیا اور گولی سامنے دیوار سے ٹکرا کر فرش پر جا گری۔

پھر توشی چیگ کے سر پر خون سوار ہو گیا۔ اس نے تیزی سے فائر پزیر

کرنے شروع کر دیئے۔ مگر عمران تو برقی بنا ہوا تھا۔ کوئی بھی گولی اس کے جسم کو

چھو نہ سکی۔

اور جب شہی چیگ کے ٹریگر دبانے پر ریوا لور سے گولی کی بجائے ٹوتھ

کی آواز نکلی تو اس نے جھنجھلاہٹ کی شدت میں ریوا لور عمران پر کھینچ مارا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے ریوا لور دلوچ لیا۔

”اب لتی جونی مسٹر شی چیگ یا مزید کچھ حوصلہ باقی ہے؟“

عمران نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

”تم انسان نہیں ہو اور نہ آج تک میرا نشانہ کبھی خط نہیں ہوا۔“

شہی چیگ نے شکست خوردہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں کچھ

سہمی گئی تھیں۔ وہ یقیناً اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا۔

”اب اطمینان سے مرنے پر تیار ہو جاؤ اور میری بات سنو۔“

اور شہی چیگ اپنے بازو کے زور پر لہر کر رہ گیا۔

”اب بھی موقع ہے شہی چیگ میری بات مان لو۔“

عمران نے اس دفعہ انتہائی سہل لہجے میں کہا۔

مگر شہی چیگ جو دوبارہ چٹکھا تھا وہ بھلا عمران کی بات کہاں سناتا

تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے عمران پر تیسری بار حملہ کر دیا۔ ہاں البتہ اتنا فرق

ضرور پڑا کہ اس بار اس کے حملے کا انداز انتہائی چھپا ہوا تھا۔ شاید وہ پہلے دو

حملوں میں عمران کی چھری کا اندازہ لگا چکا تھا۔ حملہ اتنا تیز اور جارحانہ تھا

کہ عمران نے پہلو بچانا غیر ضروری سمجھتے ہوئے اس کے ایک بازو کو انتہائی

چھری سے اپنے بازو پر روکا۔ اور ایک زوردار لفٹ بک شہی چیگ کے جڑے

پر چمک دیا۔ ہاتھ کا فی زوردار پڑا تھا۔ کیونکہ شہی چیگ نے دیوار کے ساتھ جا

لگا تھا۔

اس کے منہ سے خون نکلنے لگا اور دائیں جڑے کی کھال پھٹ گئی۔

”اب بھی قتل نہیں آئی۔ نہ جانے کس گدھے نے تمہیں سیکرٹ سروس

کا نمبر بنا دیا ہے؟“

عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

اور شہی چیگ عمران کے اس اطمینان پر مزید بھیڑ گیا۔ دوست لہجے اس

نے انتہائی تیزی سے عمران پر حملہ کیا مگر عمران پر اس کی بجائے وہ اپنے جسم

کو بل دیتا ہوا عمران کے بائیں ہاتھ پر پڑے۔ جوستے ریوا لور پر جا گرا۔

عمران اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے پہلے

ہی ریوا لور اٹھا لیتا مگر اس نے کوئی دھیان نہیں دیا۔

شہی چیگ ریوا لور پر قبضہ کر کے تیزی سے اٹھ کھڑا۔ اس کے خون آلود

عمران نے اسے بچے کی طرح بچکا کرتے ہوئے کہا۔
 اور سٹی چنگ شکست خوردہ انداز میں چلتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔
 ”ہاں اب مجھے بتاؤ کہ تم اس ملک میں کیسے آئے۔“
 عمران نے بھی سامنے کسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 ”م۔ مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اس ملک
 میں کیوں آیا ہوں؟“
 سٹی چنگ نے چونکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”مشرقی چنگ تم شاید ابھی نئے نئے سیکرٹ سروس میں آئے ہو۔
 مجھ پر کوئی الزام تو نہیں! اتنا کہ میں سب کچھ ایک لمحے میں جان لوں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”مگر تم میڈیٹرم اور سیکرٹ سروس میں ہونا کیسے جانتے ہو؟“
 سٹی چنگ نے جواب سوال کیا۔
 ”اس بات کو چھوڑو میڈیٹرم! یہ ایسا ہے کہ میں پوری دنیا کی سیکرٹ
 سروسز کے ممبران کے نام جیتے ویتھ اچھی طرح جانتا ہوں۔“
 عمران نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔
 ”مگر میں نہیں کیوں بتاؤں کہ میڈیٹرم کیا ہے؟“
 سٹی چنگ نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ وہ اب کافی حد تک سنبھل
 چکا تھا۔

”یہ تم نے پہلی بار کام کی بات کی ہے۔ یقیناً تمہیں نہیں بتانا چاہیئے
 تھا۔ مگر تم ہمارے دوست ملک سے تعلق رکھتے ہو۔ اس لئے تمہیں
 یہاں اگر ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس کا تعاون کرنا چاہیئے تھا۔“

عمران نے جواب دیا۔
 ”وہ جب میں مناسب سمجھوں گا کروں گا آپ مجھے مشورہ دینے
 والے کون ہیں؟“
 سٹی چنگ دوبارہ ہنستے سے اکھڑنے لگا۔
 ”کیا تمہارے چیف نے تمہیں ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے؟“
 عمران نے اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا۔
 ”میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔“
 سٹی چنگ ہوشیار ہو چکا تھا۔
 ”تو ٹھیک ہے میں چتا ہوں جب تم مناسب سمجھنا ایسا کر لینا۔
 مگر میری ایک بات یاد رکھو جب پانی میرے گزر چکا ہو گا تب تمہارا
 ایسا کرنا بھی تمہیں یا تمہارے ملک کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔“
 عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”بیٹھو بیٹھو مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو جب کہ تمہارے قول کے مطابق
 تمہارا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں پھر تم خواہ مخواہ اس مسئلے میں
 کیوں الجھ رہے ہو؟“
 سٹی چنگ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
 ”جب تم میری بات نہیں مان رہے تو مجھے باؤلے کہتے تھے تو
 نہیں کاٹا کہ میں تمہارے سوال کا جواب دوں۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ
 میڈیٹرم علی عمران ہے۔“
 عمران نے روٹھنے والے انداز میں جواب دیا۔
 اور سٹی چنگ عمران کے اس روٹھنے پر کھٹکھٹا کر مہنس پڑا۔

”اچھا دوست تم بیٹھو جیسا تم کہو گے ویسا ہی کروں گا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تمہاری بات نہ مان کر میں بہت بھاری غلطی کروں گا۔“

”نہیں اب مجھے اجازت دو اور جتنی جلدی ہو سکے میں سے مشورے پر عمل کرنا ورنہ....“

عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر وہ تیزی سے چلتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

سٹی چنگ وہیں بیٹھا اسے جالتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔
عمران جب کوٹھنی سے باہر نکلا تو اس نے سر پر ہاتھ پھیر کر مخصوص اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک درخت کی اوٹ سے ٹاٹیسگر باہر نکل آیا۔

جیسے ہی ٹاٹیسگر عمران کے قریب پہنچا، عمران نے سر کو سٹی کے سے انداز میں اسے کہا۔

”میں سٹی چنگ کی تمام نقل و حرکت کی رپورٹ چاہتا ہوں۔“
اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔

ٹاٹیسگر بھی لالچائی کے سے انداز میں اسے کہتا ہوا گزرتا چلا گیا۔
جیسے عمران اس کے لئے قطعی اجنبی رہا ہو۔

سیاہ کار جیسے ہی ہوٹل کے کپاؤنڈے سے باہر نکلی، قریب ہی موجود ٹیکسی سٹینڈ پر سے ایک سبز رنگ کی ٹیوٹا ٹیکسی بھی اس کے پیچھے حرکت میں آگئی۔ سیاہ کار تیزی سے شہر کی مصروف ترین سڑکوں پر سے گزرتی جا رہی تھی۔ سیاہ کار میں دو آدمی موجود تھے جنہوں نے گہرے سیاہ رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے۔ اس کے بالکل پیچھے سبز ٹیوٹا ٹیکسی میں صرف ایک نوجوان ڈرائیور تھا، ویسے اس نے میٹر ڈاؤن کر رکھا تھا۔ وہ خاموشی سے سیاہ کار کے پیچھے چلتا جا رہا تھا۔ بعض سڑکوں پر اس نے جان بوجھ کر اپنی ٹیکسی سیاہ کار اور دیگر گاڑیوں کے بعد میں رکھی اور بعض اوقات وہ سیدھی سڑک پر سیاہ کار کو کہتا ہوا اس کے بھی نکل جاتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ ٹیکسی میں موجود نوجوان تعاقب کے فن میں پوری طرح ماہر تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی مگر شہر کی رونقیں اپنے پورے عروج پر

”کیا مصیبت ہے۔“ اس نے تنگ آکر چنان کو ایک ٹھوکرا دی
 در پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جانی گھما کر کار کا انجن
 چکایا اور پھر اسے واپس موٹر نے کی کوششوں میں لگ گیا۔ اتنی تنگ تھی
 سڑک پر کار واپس موٹر نا بھی ایک مستند بن گیا تھا۔ تقریباً دس منٹ
 کی جان توڑ کوششوں کے بعد وہ کار بیک کرنے میں ... کامیاب ہو گیا۔
 کار کا راج سیدھا ہوئے ہی اس نے گتیر بدل کر ایک سیئر دبا دیا اور
 کار مکان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے کی طرف پکی مگر نزدیک موڑتے
 ہی اسے ایک بار پھر پوری قوت سے بریکن لگا کافی پڑی۔ کیونکہ سامنے کے
 تنگ موڑ سے ایک بیوی گاڑی اچانک اس کے سامنے آگئی تھی۔ دونوں
 گاڑیاں آسنے سامنے رک گئیں۔ نوجوان نے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کار
 کا انجن ایک بار پھر بند کر دیا۔ کیونکہ سامنے سے آنے والی گاڑی اتنی میوی
 تھی کہ اس کا اس تنگ سڑک پر موڑنا تقریباً ناممکن ہی تھا۔
 بیوی لیٹا اوور سے دو آدمی نیچے آکر کراس نوجوان کی طرف بڑے
 نوجوان بھڑان کو اپنی طرف آنا دیکھ کر کار سے نیچے اتر آیا۔
 ”کیا بات ہے آپ دوسری بانی روڈ سے کیوں نہیں آتے۔ آپ
 کو معلوم نہیں کہ یہ سڑک صرف یک طرفہ ٹریفک کے لئے استعمال ہوتی ہے؟“
 ان میں سے ایک نے جو جسمانی لحاظ سے خاصا لچم لچم تھا اور اس
 کی وردی بنلارہی تھی کہ وہ پیشہ ور ڈرائیور ہے۔ انتہائی سخت لہجے
 میں سوال کیا۔ کیونکہ آنے والے وقت میں جو مشکل پیدا ہوئی تھی اس کا
 احساس اسے بھی ہو گیا تھا۔
 ”آپ ٹھیک کہتے ہیں جناب میں دراصل جاہی رہا تھا مگر آگے

متھیں اور سڑکوں پر ٹریفک کا اثر دام تھا۔ دکانوں سے سبھی سائن
 بورڈوں اور نمون سائن لائٹس کی تیز روشنی سے پورا ماحول منور تھا۔
 بعد ہی سیاہ کار سڑک کی روشن سڑکوں کو چھوڑ کر مصافحات کی طرف جانے
 والی سڑک پر مڑ گئی۔ یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا اس لئے سبز
 ٹریفک لائٹس نے کافی فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ کافی
 دور جا کر سڑک دو اوپن پھاڑوں کے درمیان گھرتی چلی گئی اور پھر ایک
 موڑ مڑتے ہی سیاہ کار کی بیک لائٹس بھی غائب ہو گئیں۔

ٹریفکی ڈرائیور نے ایک سیلٹر دبا کر سیٹ بڑھا دی اور پھر وہ جیسے ہی
 موڑ مڑا۔ اچانک اس نے پوری قوت سے بریک دبا دیئے کیونکہ سڑک
 کے عین درمیان ایک کافی بڑی چٹان پڑی ہوئی تھی اس کی دونوں سیٹوں
 سے اتنا رستہ نہیں تھا کہ وہ اپنی کار رکھ سکے۔ سیاہ کار غائب ہو چکی تھی۔
 نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انجن بند کیا اور پھر دروازہ
 کھولا کر باہر نکل آیا۔ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں موبوڈر پلاور
 کے دستے پر تھا اور نظریں ادھر ادھر جھکتی ہوئی دوبارہ اس چٹان
 پر جم گئیں۔ دونوں طرف اوپنچے اوپنچے پھاڑ تھے اور بائیں طرف سے
 ابھی تک چھوٹے چھوٹے پتھر گر رہے تھے۔

”ہوں تو اس کا مطلب ہے چٹان خود گری ہے گرائی نہیں گئی۔“
 نوجوان نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر چٹان
 کو ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کی مگر چٹان بہت بھاری تھی۔ پوری
 قوت استعمال کرنے کے باوجود وہ چٹان کو اس کی جگہ سے ایک انچ بھی
 نہ کھسکا سکا۔

ڈرائیور نے فیصلہ کن بجھے ہیں کہا۔

”چلیے صاحب۔“ نوجوان بھی شاید کچھ پرامید تھا اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔

تینوں تیزی سے چلتے ہوئے اس چٹان کی طرف بڑھے۔ ڈرائیور نے جیب سے چھوٹی سی مارچ نکالی اور پچھ اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پتھوڑی دور جا کر وہ تینوں چٹان کے قریب پہنچ گئے۔

”کافی بڑی چٹان ہے۔“ ڈرائیور نے چٹان کو دیکھ کر تھوڑے مایوسی سے کہا۔

”ہو نہ ہو مہر جال کوشش تو کرنی چاہیے۔“

منحنی سے آدمی نے سمجھ کر تے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں اس چٹان کو ایک طرف دھکیلنے کی کوشش میں ہو گئے۔ کافی دیر تک وہ اس چٹان سے زور آزمائی کرتے رہے مگر چٹان ان تینوں کے بس سے باہر تھی۔ پتھوڑی سی دیر بعد ڈرائیور اور وہ منحنی سا آدمی دونوں ہانپنے لگے، البتہ نوجوان کا سانس ٹھیک تھا شاید ورزش کا عادی معلوم ہوتا تھا۔

”اچھا صاحب آپ کار کے پاس چل کر ٹھہریں۔ یہاں قریب ہی کالونی ہے میں وہاں سے مدد لے کر آتا ہوں۔“

ڈرائیور نے نوجوان سے کہا۔

اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔

ڈرائیور اور وہ دوسرا منحنی آدمی چٹان کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

موت کے بعد ایک کافی بڑی چٹان نے سڑک بند کر دی ہے۔ مجبوراً میں کار روٹ کر واپس آکر ہاتھا۔ اب بتلایئے اس میں میرا کیا قصور ہے؟“

نوجوان جس نے گہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا، بڑی صلیبی سے جواب دیا۔

”اودھ پھر تو بڑی مشکل ہو گئی۔“

ڈرائیور کے بجھے سے پریشانی صاف عیاں تھی۔

”جی ہاں۔“ نوجوان نے یوں مطمئن انداز میں جواب دیا جیسے وہ ساری رات یہیں بیٹھنے کا ارادہ کر کے کار سے نکلا ہو۔

”کیا وہ اتنی بڑی چٹان ہے کہ جم تین آدمی مل کر بھی اسے نہیں کھسکا سکیں گے؟“

ڈرائیور کے ساتھ کھڑے ہوئے منحنی سے آدمی نے پوچھا۔

”نوجوان ایک لمحہ بغور اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مسکراہٹ بھرے بجھے میں جواب دیا۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے جسم میں کتنی طاقت ہے۔ البتہ میں نے تو پورا زور لگا دیا تھا مگر وہ چٹان اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں کھسکی۔“

”خیر ایک انچ تو کوئی بات نہیں میرا دعویٰ ہے کہ چاہے پہاڑ بھی کیوں نہ ہو۔ ڈیڑھ انچ کے قریب تو میں اکیلا اسے ہٹا لوں گا۔“

منحنی سے آدمی نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس کی بات پر زور سے ہنس پڑے۔

”چلو چل کر کوشش تو کریں ورنہ اور تو کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ یہاں ساری رات کھڑے رہیں۔“

سہ سے آدھا خون نچڑگیا ہو۔ وہ اسی طرح ڈھیر ہو کر سرک پر بیٹھ گیا۔
 ”گہری چوٹ ہو گئی یہ سب کچھ ایک باقاعدہ سازش تھی۔“

اس کے ذہن نے سوچا اور اب اسے یاد آگیا۔

تھوڑی دیر پہلے ایک کڑوا تھا ہے۔ لینڈ اوور وہاں بیک گیر میں
 آسانی جاسکتا ہے اور وہاں سے مرکر واپس بھی۔

”مگر میری کار لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔“

وہ بولھلا کر سوچنے لگا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کار میں اس
 کی دانست کے مطابق ایسی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ جس کی بنا پر وہ
 تنہی بڑی سازش کرتے۔ کافی دیر تک سوچنے کے باوجود کوئی بات اس
 کی سمجھ میں نہ آئی۔ اس لئے مجبوراً وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر چل کر اسے وہ جگہ نظر آگئی جہاں اس کے خیال کے
 مطابق لینڈ اوور بیک لیا گیا ہوگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اس کو کیا

جواب دے گا۔ اپنے اس کے متعلق وہ ابھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنا سخت
 آدمی ہے ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک ہلکی سی جھنجھٹا

کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔ وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اتر
 نے بڑی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا لکڑی کا

کر اس کے کونے میں لگا ہوا ایک ہلکا سا ڈوبا۔ جھنجھٹا ہٹ گیا اور وہ
 جو اس لکڑی سے خارج ہو رہی تھی، بند ہو گئی۔ اب اس کی جگہ ہلکی

ہلکی زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔ پھر چند لمحوں بعد ایک بجارہ
 مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو مہربان پھریشن اسموکنگ باس کالنگ۔۔۔ اور

”ذرا جلدی آنا کہیں میں ساری رات بیٹھا تمہارا انتظار نہ کرتا

رہوں۔“

نوجوان نے انہیں آواز دیتے ہوئے تاکید کی۔

”اچھا صاحب۔۔۔“ ڈرائیور نے جواب دیا اور پھر وہ
 آگے چلتے ہوئے اندھیرے میں گم ہو گئے۔ نوجوان واپس مڑا۔ اور

دوبارہ اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مگر چونکہ کار کی چھوٹی لائٹس روشن تھیں
 اس لئے اسے اطمینان تھا۔ جب موٹر مڑ کر وہ آگے بڑھا تو اس نے

آنکھیں میچا کر دیکھا کہ اندھیرے میں دیکھا مگر کہیں روشنی کی ایک کرن
 بھی موجود نہیں تھی۔ اس نے غلط فہمی طور پر دو تین بار آنکھیں میس

مگر وہ گہرا اندھیرا بدستور ماحول پر تسلط تھا۔

”اچانک اسے کسی بات کا احساس ہوا اور اچھل کر آگے کی طرف
 بھاگا۔ اور پھر جب وہ اندازاً اس جگہ پہنچا جہاں کار اور لینڈ اوور

موجود تھیں تو وہ یوں رک گیا جیسے دونوں طرف کے پہاڑ اس کے
 سر پہ آکرے ہوں۔

نہ تو وہاں کار موجود تھی اور نہ ہی لینڈ اوور۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کار کہاں غائب ہو گئی اور وہ لینڈ اوور
 — وہ اگر واپس بھی گیا ہے تو کیسے وہ تو اس تنگ سرک پر نہیں

مڑ سکتا تھا۔“

نوجوان بولھلا کر سوچنے لگا۔

ایک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور جیسے اس کے

”یس نمبر تھری آپریشن پائپ آؤٹنگ سپیکنگ دس اینڈ۔۔۔“

اور۔۔۔

نوجوان نے قدرے گھبراہٹ آمیز بلھے میں جواب دیا۔

”رپورٹ نمبر تھری۔۔۔ اور۔۔۔“

باس کی بھاری بھر کم آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

”باس۔۔۔ آئی ایم دیری ساری باس میں ایک گہری سائش

کا شکار ہو گیا ہوں۔“

اور پھر اس نے تعاقب اور کار کے غائب ہونے کی پوری تفصیل

سنائی۔

”ہو نہ تمہیں کس نے حکم دیا نمبر تھری کہ جہیں پارٹی کا تعاقب کرو

تمہیں تو بڑا فدا کی کٹرائی کے لئے احکامات دیتے گئے تھے اور۔۔۔“

باس کا لہجہ بالے صراحت ہو گیا تھا۔

اور نوجوان کو باس کی بات سن کر یوں لگا جیسے اسے کسی نے پکڑ کر

سیکنڈوں فٹ گہرے اندھیرے غار میں دھکیل دیا ہو۔

”سبس۔۔۔ سر آپ نے تو پیغام بھیجا تھا کہ بڑا فدا کی کی بجائے جہیں

پارٹی کا تعاقب کروں اور۔۔۔“

نوجوان نے تھری پر کانپتے ہوئے جواب دیا۔

”کیسا پیغام تمہیں کس طرح پیغام ملا تھا اور۔۔۔“

باس نے ادھر سے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

”سر ایک دفعہ تمہا جس کے نیچے باس لکھا ہوا تھا اور۔۔۔“

نمبر تھری نے جواب دیا۔

”تو اس کا مطلب ہے تمہیں نہ ہی کوڈ کی پرواہ رہی اور نہ ہی

ٹرانسمیٹر کی۔ تم مجھ سے ٹرانسمیٹر پر کنٹکٹ کر سکتے تھے اور۔۔۔“

باس کی گرجا دار آواز سنائی دی۔

”سبس۔۔۔ سر غلطی ہو گئی اور۔۔۔“

نمبر تھری کے جسم پر خوف سے لرزہ طاری ہو گیا۔

”تمہیں علم نہیں کہ تھری دن تمہاری اس جیپوٹی سی غلطی نے کتنا

بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ کار میں خفیہ طور پر سبس زیر و سبس کے کاغذات

چھپائے گئے تھے جو کہ بڑا فدا کی کے ہاتھ پہنچانے تھے سگراپ اور۔۔۔“

باس غصے سے گرجتا ہوا بولا۔

”سبس۔۔۔ سر مجھے کاغذات کا قطعی علم نہیں تھا اور۔۔۔“

نمبر تھری سبس زیر و سبس کا نام سن کر مزید گھبرا گیا۔

”تمہیں ہر بات کا علم کیسے ہو سکتا ہے نمبر تھری بہ حال اب میں

دیکھوں گا کہ جہیں پارٹی کے قبضے سے وہ کاغذات کیسے نکل سکتے ہیں

تم الیا کرو کہ اپنے ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے پر موجود ایک کھینچ لو تاکہ تم سے

فوری کنٹکٹ ہو سکے اور میکے آئندہ آرڈر کے لئے تیار رہو۔ میں

چاہتا ہوں کہ اب تم ہی جہیں پارٹی کے قبضے سے وہ کاغذات

نکالو تب ہی تمہاری جان بچ سکتی ہے۔۔۔ اور اینڈ آل۔۔۔“

باس نے قدرے نرم بلھے میں کہا۔

اور نمبر تھری نے جان بچنے پر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا چنانچہ

اطمینان ہوتے ہی اس نے لائن ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے پر موجود ایک

کی تلاش شروع کر دی۔ آخر اس کی انگلیاں اس ہک سے ٹکرا
 ہی گئیں۔ یہ ایک چھوٹا سا ہک تھا جو اس سے پہلے اس کی نظروں
 پر نہیں چڑھا تھا۔
 اس نے پھرتی سے وہ ہک کیپٹا اور پھر لاٹھر کو جیب میں ڈال
 کر آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دس قدم ہی آگے گیا تھا کہ ایک
 ہونک دھماکہ ہوا اور نوجوان کا جسم لاتعداد ٹکڑوں میں تقسیم ہو
 کر فضا میں بکھر گیا۔

دُور کہیں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ اس کی آواز سنتے ہی
 اچھل پڑا۔ اس نے سحریٹ منہ سے نکال کر اپنی ٹرسے میں رکھ دیا۔ اور
 خود تیز قدم اٹھاتا ہوا بالکونی سے واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
 کمرے کی درمیانی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کو اس نے اپنی طرف
 گھسیٹا اور پھر رسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔
 جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”ڈی ایون سپیکنگ ما دام“

اس نے انتہائی موڈ بانہ بے میں جواب دیا۔

”یس“ کیا پوزیشن ہے؟

دوسری طرف سے ایک مترجم نسوانی آواز سنائی دی۔

”ما دام ابھی ابھی میں نے پوائنٹ زیر وکی طرف سے دھماکے

کی آواز سنی ہے۔ میرا خیال ہے ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے۔“

ڈی ایون نے مسرت سے بھرپور لمحے میں جواب دیا۔
 ”ابھی صرف خیال ہے جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے تم دوسرا
 قدم نہ اٹھانا یہ بے حد ضروری ہے۔“
 مادام نے قدرے سخت لمحے میں اسے تنبیہ کی۔
 ”کیا بات ہے مادام کیا حالات غراب ہو گئے ہیں؟“
 ڈی ایون نے تشویش زدہ لمحے میں سوال کیا۔
 ”ہاں حالات نہ صرف غراب ہو گئے ہیں بلکہ بے حد غراب ہو
 گئے ہیں جبین پارٹی اور بلیک سرکل پارٹیاں میدان میں آ رہی ہیں
 اور درپردہ بے حد پیچیدہ نقل و حرکت شروع ہو گئی ہے۔“
 مادام نے جواب دیا۔

”اوکے مادام میں خیال رکھوں گا کہ کوئی غلط حرکت نہ ہو۔“
 ڈی ایون نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ مادام نے جواب دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم ہو گیا۔

ڈی ایون نے رسیور کر ٹیل پر رکھا اور پھر اٹھ کر دوبارہ کمرے
 سے باہر نکل آیا۔ بالکونی میں مگر اس نے قریب رکھی ہوئی میسز پر
 سے دور بین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگا لیا۔

یہ مکان ایک اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ اس لئے یہاں سے کافی
 دور دور تک دیکھا جاسکتا تھا۔ پھر دور بین کے لینز بھی کافی طاقتور
 تھے۔ ڈی ایون کی نظریں کافی دور ایک چھوٹے سے فارم ہاؤس کے
 کپاؤنڈ پر جمی ہوئی تھیں۔

کپاؤنڈ میں ایک ہیلی کاپٹر صاف نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر موجود
 شناخت سے صاف ظاہر تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر کسی کی ذاتی ملکیت ہے
 ہیلی کاپٹر کے قریب ہی ایک نوجوان ہاتھ میں ٹین گن لئے کھڑا تھا۔
 اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھا ہوا تھا۔ اس کا رخ
 فارم ہاؤس کی عمارت کی طرف تھا۔ فارم ہاؤس سے تقریباً سو گز
 دور ایک گھنے درخت پر موجود ایک اور نوجوان بھی اس کی نظروں
 میں تھا۔ اس نوجوان نے اپنے آپ کو درخت کے پتوں میں اچھی طرح
 چھپایا ہوا تھا لیکن ڈی ایون کی دور بین برابر اس کی نقل و حرکت کا
 جائزہ لے رہی تھی۔

چند لمحوں بعد فارم ہاؤس کی عمارت سے تین افراد نکل کر ہیلی کاپٹر
 کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ ان میں سے ایک طویل القامت مگر ڈبل پٹلا
 تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا مہیوی بیگ تھا۔

ہیلی کاپٹر کے قریب موجود ٹین گن بردار نوجوان نے انہیں قریب
 آتے دیکھ کر پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول دیا۔

اور پھر وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئے۔
 وہ نوجوان ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا گھومنے

لگا اور جب وہ پوری رفتار سے گردش کرنے لگا تو اچانک درخت
 پر بیٹھے ہوئے نوجوان کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک چھوٹے سے
 ریلو اور سے شعلہ نکلا اور ایک طرف کھڑا ٹین گن بردار نوجوان چیخ
 مار کر فرار ہو گیا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر زمین سے بلند ہو گیا اور جب وہ تقریباً درخت

جتنی ہمت دی پر پہنچا تو درخت پر بیٹھنے نوجوان نے اس دیوار سے
ہیلی کا پٹر پر فائرنگ شروع کر دی۔ اس کے دیوار سے نارنجی رنگ کے
شعلے بلند ہوئے اور دوسرے لمحے ایک زلزلہ دھماکہ ہوا۔ ہیلی کا پٹر فضا
میں ہی پھٹ چکا تھا۔

”وہ مارا۔۔۔ گڈ لوائے۔۔۔ دیری گڈ“

ڈی ایون ہیلی کا پٹر کے پھٹنے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔

ہیلی کا پٹر کے جلتے ہوئے ٹکڑے زمین پر گرے اور دوسرے لمحے
نوجوان درخت سے نیچے اتر کر ہیلی کا پٹر کے بلے کی طرف دوڑا۔ ہیلی کا پٹر
کا ڈھانچہ ابھی تک جل رہا تھا۔ نوجوان دیوار دار آگ کی دیوار میں
گھستا چلا گیا جیسے وہ پاگل ہو چکا ہو۔

ڈی ایون کے چہرے پر سخت تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔

وہ شدید بے چینی کے عالم میں باتوں پٹختے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا
چہرہ دوبارہ کھل اٹھا۔

وہ نوجوان ہاتھ میں ایک پڑے تیزی سے آگ کی دیوار سے باہر
نکلا۔ اس کے چُست کپڑوں نے کہیں کہیں سے آگ پکڑ لی تھی۔ باہر
نکلنے ہی اس نے زمین پر پلٹیاں کھانی شروع کر دیں جلد ہی آگ بجھ
گئی۔ منہ اور سر پر اس نے سرخ رنگ کا کپڑا باندھ رکھا تھا جو اس
نے اٹھتے ہی اتار پھینکا تھا۔ اب وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ اس نے
ہیل کو ہاتھوں سے صاف کیا اور تیزی سے نزدیکی کھیت کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔

ڈی ایون کے چہرے پر مسرت کا آئینہ رہا۔ اس کا انگ

بیک مسرت سے پھڑک رہا تھا۔ اس کی باری ٹنے میدان مار لیا تھا اور
ہیلک جیمین باری ٹکے ہاتھ سے کل گیا تھا مگر دوسرے لمحے وہ بُری
طرح اچھل پڑا۔

نوجوان کے کھیت کے قریب پہنچتے ہی اچانک کھیتوں میں سے
چار نقاب پوش باہر نکلے انہوں نے ہاتھوں میں شین گیندیں رکھی تھیں
اس سے پہلے کہ نوجوان جیب میں ہاتھ ڈال کر دیوار سے نکلتا۔ چاروں نے
اس پر شین گینوں کے فائرنگول دیئے۔ نوجوان کا جسم شین گینوں کی گولیوں
پر رقص کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا بے جان جسم زمین پر آگرا۔ ایک
شین گین بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر نوجوان کے ہاتھ سے ہیلک
گھسیٹ لیا۔

ڈی ایون نے غصے سے دُور بہن بالکونی کے فرش پر بیٹھی اور پھر
بھاگتا ہوا بالکونی کے آخر میں موجود سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ
مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔

چھت پر ایک تیز رفتار سنگل سیٹ ہیلی کا پٹر موجود تھا۔ ڈی ایون
بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کا پٹر میں سوار ہوا اور دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا
ہیلی کا پٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز ہوتی چلی گئی۔ اس کا
مُرخ فارم ہاؤس کی طرف ہی تھا۔

وہ ڈائٹ سے باہر نکلا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر گرل نے رجسٹر پر سے سر اٹھا کر کاروباری انداز
میں مسکراتے ہوئے اُسے دیکھا۔

”فون سے واکر نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کاؤنٹر گرل نے ٹیلیفون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ
رجسٹر پر سر جھکا لیا۔

واکر نے ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھینچا اور پھر رسیور اٹھا کر
غبر فائل کرنے شروع کر دیتے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”ڈبلیو ڈی گرہٹ سپیکنگ“

واکر نے آواز دبا کر کہا۔

”ہیں سرنائی سپیکنگ فراہم دس اینڈ“

دوسری طرف سے ایک آواز سنانی دی۔

”نمانی تم کیا کر رہے ہو؟“

واکر نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔ ویسے اس نے آواز اس
حد تک دہائی جو تھی کہ اس کی گفتگو کا کاؤنٹر گرل کے کانوں تک
نہ پہنچ سکے۔

”سرفارغ ہوں حکم فرماتے“

نمانی نے دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

”فورا بازار نوادرات پہنچو اور کیفے ڈی نکس کے قریب فون
بوٹھ کی چھت پر ایک بیگ پٹا ہوا ہے وہ لے کر مہیٹہ کو ایئر پورٹ
کرو“

واکر نے اگلے موڑ پر مڑتے ہی ٹیکسی ڈرائیور کو روکنے کے لئے
کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھری نظروں سے واکر کی طرف دیکھتے
ہوئے سائیڈ پڑ ٹیکسی روک لی۔ واکر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اتر اس نے
جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف اچھالا اور
خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کے قریب ہی ایک ریسٹوران کے دروازے
میں داخل ہو گیا۔ دلاوارے کے قریب ہی ٹوٹا ٹھنڈا تھا۔ واکر نے دروازے
کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

ریسٹوران کا ہال کچھ بھرا ہوا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی سوسائٹی
میں مگن تھے۔ اس لئے کسی نے واکر کی طرف دھیان نہ دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد گھنی مصنوعی مومچیں اور سپرنگ کے دباؤ
سے اٹھی ہوئی ناک اور دائیں گال پر مصنوعی مسہ لگاتے جب وہ باہر
نکلا تو اس کا حلیہ کیسر بدل چکا تھا۔ ڈبل کوٹ وہ اٹا کر پہن چکا تھا۔

واکر نے دبلے بلبے میں حکم دیا۔

”بہتر جناب میں ابھی جاتا ہوں“

نانی نے جواب دیا۔

”مگر انتہائی ہوشیاری کی ضرورت ہے کیونکہ ارد گرد دشمن

تاک میں ہونگے“

واکر نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب نانی ایسے کاموں میں ماہر ہے“

نانی نے جواباً جوش سے بھر پور بلبے میں کہا اور واکر نے سیلور کڑیل

پر رکھ دیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا سکرٹ نکال کر کاؤٹر پر رکھا

اور پھر واکر ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ نانی

کو مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے کم از کم پندرہ منٹ چاہئیں۔

وہ اس وقفے کے دوران چائے پینے کے ساتھ ساتھ کچھ سوچنا چاہتا

تھا۔ چنانچہ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ویٹر کو جانے کا آرڈر دیا اور پھر

گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔

ویٹر نے چائے لاکر رکھ دی مگر وہ اپنی سوچوں میں غرق رہا۔ چند

لمحوں بعد وہ اچانک چونکا اور پھر اس نے قدرے خفیف سا موگر

برتن اپنی طرف کھسکانے اور چائے بنانے لگا۔ چائے پینے کے بعد اس

نے گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جیب سے اس نے

ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ٹرے پر رکھا اور خود تیز قدم اٹھاتا

ہوا کیسے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ کیسے سے باہر نکلا دروازے کے قریب بیٹھا ہوا

ب غیر ملکی نوجوان بھی اٹھ کر کیسے سے باہر آ گیا۔ کیسے سے باہر نکل کر وہ

بیس ہی کیسے ڈی کس کی طرف چل پڑا۔ تقریباً پانچ منٹ چلنے کے بعد وہ

بیسے ڈی کس کے قریب جا کر رک گیا۔

تقریباً ایک منٹ بعد کیسے ڈی کس کے قریب ایک اسپورٹس

کارا کرر کی اور اس میں سے ایک سمارٹ سا نوجوان باہر نکلا۔ اس

نوجوان کو دیکھ کر واکر کے لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ رینک گئی

غینایہ نانی تھا۔

نانی نے کار میں سے نکل کر چند منٹ تک ارد گرد کے ماحول کا جائزہ

لیا اور پھر وہ سیدھا ٹیلیفون بوتھ کی طرف چل پڑا۔

تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ جلد ہی بوتھ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک

بار پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور جیب سے سکرٹ کا کینٹ نکال کر اس

میں سے سکرٹ منتخب کی اور پیکٹ دوبارہ جیب میں ڈال کر لاسٹر

نکال لیا۔

سکرٹ سلگانے کے بعد اس نے لاسٹر جیب میں ڈالنے کی بجائے

بستے سے بوتھ کی چھت کی طرف اچھال دیا۔ اس نے یہ سب کچھ اس فطری

نڈائیں کیا جیسے غلطی سے اس نے لاسٹر کو پاس کی تیلی سمجھ کر اچھال دیا

ہو۔ دوسرے لمحے وہ چونکا اور پھر اس نے بوتھ کی دلیز پر بیر رکھ کر

ہاتھ بڑھایا اور بیگ اس کے ہاتھ میں تھا۔ بیگ اس نے انتہائی

پھرتی سے دوسرے ہاتھ میں سنبھال لیا اور ایک دفعہ پھر لاسٹر کے

لے ہاتھ چھت کی طرف بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ لاسٹر اٹھا کر سیدھا

ہوتا ہوئی غیر ملکی نوجوان جو واکر کے تعاقب میں تھا۔ بکن کی سی تیزی سے

وہ نوجوان جس نے بیگ چھینا تھا۔ کیفے کے دوسرے دروازے سے نکلی کر بیٹھڑ میں گم ہو چکا تھا۔



مہر سی نے خاموشی سے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔ اس کے اندر جلتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ مکہ قطعی تاریک تھا۔

”کیا رپورٹ ہے مہر سی؟“

ایک گھبرائی آواز نے خاموشی کا طلسم توڑا۔

اور مہر سی نے شکست خوردہ انداز میں اپنے پر گزرنے والا تمام واقعہ حرف بحرف کہہ سنایا۔ اس کا تمام جسم خوف اور مذمت سے لرز رہا تھا۔

”ہو نہ ہو اس کا مطلب ہے تم اپنے مشن میں قحطی ناکاؤ۔ جی ہوتا“

آواز میں زخمی بھیڑیے کی سی غراہٹ تھی۔

”مم۔ مم۔ مگر باس۔“ مہر سی انتہائی خوف کے عالم میں فقرہ

مکمل نہ کر سکی۔

”مہر سی کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ بیگ کتنا اہم ہے تم میری ٹیم

کی پرانی دکر ہو تم آخر اتنی خوفزدہ کیوں ہو گئی کہ تم نے وہ بیگ غیر آدمی

پکھا اور دوسرے لمحے اس نے ناٹی کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور اسی کی کار کی طرف بھاگا۔ ناٹی اضطرابی طور پر پلٹا اور اسی لمحے وا کرنے بھی اچانک جیب سے ریوالور نکال لیا مگر اس نوجوان نے انتہائی بھرتی ثبوت دیتے ہوئے کار کی طرف جاتے جاتے اچانک اپنا رخ موڑا پلک بپلکے میں وہ کیفے کے دروازے میں داخل ہو گیا۔

واکر کے ریوالور سے شعلہ نکلنا اور دوسرے لمحے ناٹی کی چیخ پورے بازار میں گونج اٹھی۔ ناٹی جو تیزی سے اس نوجوان کے پیچھے لپکا تھا۔ واکر کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی کی زد میں آ گیا۔

گولی اس کی کمر میں گھس گئی اور وہ چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ واکر نے بوکھلا کر ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے کیفے کے دروازے کی طرف بھاگا مگر چند لوگوں نے اسے فائر کرتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے انہوں نے شور مچا کر واکر کا تعاقب شروع کر دیا۔ کیفے کے دروازے کے قریب موجود دو لکھی متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ واکر نے تیزی سے اپنا رخ موڑا اور پھر بھاگتا ہوا وہ ناٹی کی کار کی طرف بڑھا۔ کار کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور انجن اسٹارٹ تھا۔ ناٹی نے یہ سب کچھ جلدی بھاگنے کے لئے کیا تھا اور اس کی یہ احتیاط واکر کے کام آگئی۔ دوسرے لمحے واکر چھپٹ کر کار میں بیٹھا اور پھر کار کمان میں سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھ گئی۔

لوگ شور مچاتے رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ ڈیولڈ کا نیشنل اپنی ٹورنگل پر وہاں پہنچتا واکر کی کار موڑ کر نظر سے اوجھل ہو گئی۔ اب لوگ ناٹی کی لاش کے گرد جمع ہونے لگ گئے۔

کے حوالے کر دیا۔

باس نے اہماتی خوفناک لہجے میں کہا۔

مرسی کے جسم میں جاری لرزہ کچھ اور بڑھ گیا مگر وہ سر جھبکائے خاموش کھڑی رہی۔ اب بھلا وہ کیا جواب دینی جیگ کو دیکھتے ہی نہ جلنے کیوں وہ اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ یہ بات وہ سمجھا نہیں سکتی تھی۔

”ٹھیک ہے تم اپنے کمرے میں جاؤ میں دیکھوں گا کہ میں تمہارے لئے کیا کم سے کم سزا تجویز کر سکتا ہوں۔“

باس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

اور کانپتی ہوئی مرسی واپس مڑی جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچی دروازہ خود بخود کھل گیا اور مرسی کے باہر نکل جانے پر دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ سامنے والے کونے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ٹیم شیم شخص موجود تھا۔ اس کے ہڈاگ نما چہرے پر پُر اسرار سی مسکراہٹ رہی تھی۔

اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون سیٹ کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”بگ باس سپیکنگ۔“

اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی گھمبیر لہجے میں کہا۔

”یہ نمبر سیونٹی تھری سپیکنگ باس۔“

دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

”سیونٹی تھری مشن کی رپورٹ بتاؤ۔“

بگ باس نے غراتے ہوئے کہا۔

”باس مشن بے حد کامیاب رہا ہے دو پارٹیاں نظروں میں آتی ہیں ان میں سے ایک پارٹی کا آدمی اس کے اپنے آدمی کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ مقامی طور پر اس پارٹی کا لیڈر واکر ہے۔

مارا جانے والا واکر پارٹی کا ایک رکن نانی تھا۔ دوسری پارٹی بلیک سرکل کی ہے ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلا گیا ہے۔

سیونٹی تھری نے تفصیلی رپورٹ دی۔

”وہ ڈمی بیگ اب کہاں ہے اور کس پاسٹ کے قبضے میں ہے۔“

بگ باس نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

”ڈمی بیگ مرسی سے واکر پارٹی کے قبضے میں آیا اور واکر پارٹی سے بلیک سرکل پارٹی نے چھین لیا۔ اب وہ بیگ بلیک سرکل کے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔“

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

”اور اصلی بیگ کا کیا بنا۔“

بگ باس نے پوچھا۔

”اصلی بیگ زیر و پوائنٹ پر پہنچ گیا ہے باس۔“

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

”ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے ڈمی بیگ کے سلسلے میں مرسی کا

انتخاب کامیاب رہا۔“

بگ باس نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”یہ باس دوسری پارٹیوں کو اس سلسلے میں شک بھی نہیں ہو

سکا کہ یہ بیگ ڈمی ہو سکتا ہے۔
سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ایک سرکل کی تمام رپورٹ دو گھنٹے

میں دو۔ واکر پارٹی کی نگرانی کے لئے آدمی لگا دیتے ہیں یا نہیں؟
بیگ باس نے سوال کیا۔

”ایس باس دونوں پارٹیاں ہر لمحہ ہماری نظروں کے سامنے ہیں“

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تمہاری رپورٹ کے بعد میں تمہیں آئندہ احکامات

دوں گا۔“

بیگ باس نے جواب دیا۔

”اد۔ کے سر۔“ سیونٹی تھری نے متوجہ نہ ہو کر کہا اور
باس نے کمر پٹیل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

چند لمحے بھر کمراس نے دوبارہ نمبر گھمائے اور ریسپورڈر کان سے لگا
لیا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

”کون بول رہا ہے۔“ باس نے لہجے کو ضرورت سے زیادہ گھمبیر
بناتے ہوئے پوچھا۔

”علی عمران تھوکر پر چون مار قیادیلیر“

دوسری طرف سے عمران کی چپکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مسٹر عمران میں تمہارا پرانا دوست بیگ باس بول رہا ہوں؟“

باس نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

”بیگ بین۔ کمال ہے گھڑی سازی کی صنعت بے حد ترقی کر گئی۔“

عمران کا لہجہ حیرت سے پُر تھا۔

”بیگ بین نہیں۔ بیگ باس۔“

باس نے جھجھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ بیگ باس یعنی سوروں کا سردار اچھا نام ہے۔ اب یہ
معلوم نہیں کہ تمہاری شکل بھی سنوئر سے ملتی ہے یا نہیں بہ حال نام
اچھا ہے۔“

عمران نے جواب دیا۔

”شٹ اپ تمہارے لئے میرے پاس ایک بُری خبر ہے مجھے
امید ہے کہ تمہاری ساری حاضرجوابی دھری کی دھری رہ جائے گی۔“

بیگ باس نے انتہائی غصے سے کہا۔

”دُخیر ہے تو کسی اخبار کو بھیج دو وہ تمہیں فی کالم کچھ رقم عنایت
کریں گے میں تو بڑا غریب آدمی ہوں۔“

عمران نے جواب دیا۔

”سنو تمہارے ملک کے اہم کاغذات اس وقت میرے قبضے
میں ہیں۔ اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ نہ صرف تمہارے ملک بلکہ
تمہارے علاوہ دیگر ملکوں کے اہم کاغذات بھی ہمارے پاس موجود ہیں

اب بتلاؤ کیا خیال ہے؟“

بیگ باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”کیا رومی بیچنے کا کام شروع کر دیا ہے یا مستحق خواب کی حالت
میں زندہ ہو۔“

عمران نے بڑے لاہر دیا نہ انداز میں جواب دیا۔

”تمہیں یقین نہیں آیا۔ ٹھیک ہے جلد ہی تمہاری حکومت کو پتہ چل جائے گا۔ میں نے تمہیں اطلاع دینا ضروری سمجھا کیونکہ ایسے کاموں میں تم ہمیشہ خدائی فوجدار کا کردار ادا کرتے رہے ہو“

بگ باس نے انتہائی زیریں انداز میں جواب دیا۔

”تم ان کا مذاق کیا کرو گے بہتر یہ ہے کہ یہ تمہارا دی بیچ دو اور ہوٹل کا بل ادا کر کے ٹھنڈے سے اپنے ملک کو سدھار جاؤ“

عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا۔

”ویری گڈ اب تم سبھی ہونا شروع ہو گئے ہو۔ فکر نہ کرو جلد ہی تم اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جاؤ گے“

بانی بانی — بگ باس نے کہا اور رسیور کر ٹیل پر رکھ دیا۔

اچانک کہہ گھنٹی کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر مہر کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی میں سے نکل رہی تھی۔ بگ باس نے اس کا بین دیکھا سیٹی کی آواز کھنکی بند ہو گئی۔ اب اس کی جگہ ایک مردانہ آواز گونجنے لگی۔

”ہیلو — ہیلو — بگ باس نمبر زیرو ون کانگ یو اور“

”ییس بگ باس ایڈمنٹنگ اور“

بگ باس نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

”باس غضب ہو گیا۔ بگ باس جو پوائنٹ زیرو پر پہنچا وہ ڈمی تھا۔

اس میں کوئی کام کا کاغذ موجود نہیں ہے اور“

دوسری طرف سے زیرو ون نے نکلتے ہوئے لہجے سے کہا۔

کیا کہا ڈمی بگ پوائنٹ زیرو پر پہنچا یہ کیا بکواس ہے اور“

بگ باس یوں چیخا جیسے اس کے سر پر پائینڈرجن مہاگرنے وال ہو“

”ییس باس میں صحیح کہہ رہا ہوں اور“

دوسری طرف سے زیرو ون نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی ابھی بتوری سیلون نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ اصل بگ پوائنٹ زیرو پر پہنچ گیا ہے اور ڈمی بگ دوسری پارٹیوں کے پاس ہے۔ اب تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ جلد ہی متواتر اور“

بگ باس کے منہ سے غصے کے مارے جھانک نکلتے لگی۔

باس آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا آپ فوراً اصل بگ دوسری

پارٹیوں کے قبضے سے نکلا میں ورنہ۔ ورنہ ہم — اور“

زیرو ون نہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا مگر اس نے فقرہ ناکم چھوڑ دیا

”اور کے تم وہ بگ فوراً میرے پاس بیج دو۔ اور

ایڈمنٹنگ“

بگ باس نے جواب دیا اور پھر ٹن دبا کر رابطہ قائم کر دیا۔

ٹرانسمیٹر اس نے دوبارہ میز کی دراز میں ڈال دیا اور خود اٹھ کر بے چینی

سے کمرے میں پھلنے لگا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

ابھی ابھی اس نے عمران کو دھکی دی تھی کہ وہ جلد ہی اپنی بوٹیاں پھین

پر مجبور ہو جائے گا مگر اب اس کی اپنی حالت ایسی ہو رہی تھی۔ اس

کاس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

چند لمحوں تک اسی طرح ٹٹلنے کے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر دوبارہ میز کی دراز سے نکالا اور پھر اس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے بگن دیا۔

”ہیلو میلو نمبر تھری سیون بگ باس کانگ اور“

بگ باس نے تقریباً چھینٹے ہوئے کہا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے جوابی آواز سنائی دی۔

”ایس نمبر تھری سیون سپیکنگ اور“

دوسری طرف سے بولنے والا تھری سیون ہی تھی۔

”تھری سیون پوائنٹ زیرو سے زیرو ون نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ وہاں اصل بیگ کی بجائے ڈمی بیگ پہنچ گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اور“

بگ باس نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے سوال کیا۔

”آپ کا کہہ رہے ہیں باس یہ کیسے ہو سکتا ہے وہاں تو اصل بیگ ہی بھیجا گیا تھا۔ اے ون وہ بیگ الے کر گیا تھا۔ مری کو جو بیگ میں نے دیا تھا وہ ڈمی تھا۔ میں نے خود چیک کر کے دیا تھا۔“

اور“

تھری سیون کا لہجہ حیرت سے پڑھتا۔

”مگر وہ غلط تو نہیں کہہ رہا۔ یقیناً بلیک سرکل کے پاس جو بیگ

ہے وہ اصلی ہے اور“

بگ باس نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں جواب دیا۔

”ایک منٹ سرا اور“

دوسری طرف سے تھری سیون نے جواب دیا۔

اور پھر تقریباً ڈیڑھ منٹ کی خاموشی کے بعد تھری سیون کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”باس ہم نے بلیک سرکل سے وہ بیگ چھین لیا ہے۔ میں نے

چیک کیا ہے وہ ڈمی ہے میں آپ کو بھیجوا رہا ہوں آپ چیک کریں

اور“

دوسری طرف سے تھری سیون بول رہا تھا۔

”فوراً مہیکے۔ پاس بھیجیو میں خود چیک کرتا ہوں۔ یہ کیا چکر

چل گیا ہے اور“

بگ باس نے تقریباً شکست خوردہ لہجے میں جواب دیا۔

”بہتر سرا بھی چند منٹ میں وہ بیگ آپ کے پاس پہنچ جائے

گا اور“

تھری سیون نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“

بگ باس نے جواب دیا اور پھر ٹپ

آف کر دیا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانیوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔

اس کی سمجھی میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا چکر چل گیا ہے۔

اسی لمحے دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب پارل کرنے لگا۔

اس نے میز کے کونے پر لگا ہوا بگن آف کر دیا۔ کمرہ دوبارہ تاریکی میں مدغم ہو گیا۔ دوسرا بگن دباتے ہی دروازہ کھلنے لگا۔ اوپر لگا ہوا

یہ بیگ مخصوص انداز میں تیار کئے گئے تھے۔ اس لئے ان کے کھولنے پر بقیہ کارا انتہائی بچھپیدہ تھا۔ چند لمحوں کی جبر و جہد کے بعد اس سے بیگ کھول لیا۔ اور پھر اس کی امیدوں پر اداس پڑ گئی۔ بیگ کے اندر رتی کاغذات تھے ہوتے تھے۔ اس نے بے چینی سے کاغذات نکال کر میز پر بکھیر دیئے مگر ان میں سے ایک بھی کاغذ کام کا نہیں نکلا۔ اس نے انتہائی بے چینی اور شدید اضطراب کے عالم میں دوسرے بیگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور چند لمحوں کی اضطرابی جبر و جہد کے بعد اس نے اسے بھی کھول لیا اور جب بیگ کھلتے ہی اس میں بھی اسے رتی کاغذات سمجھے ہوئے نظر آئے تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے کنویں میں گمراہ چلا جا رہا ہو۔ شدید مایوسی کے عالم میں اس کا سر میز کی سطح پر تھک چلا گیا اور دونوں ڈمبی بیگ اور میز پر بکھیرے ہوئے رتی کاغذات اس کا منہ چڑا رہے تھے۔

بلب کھج گیا
در ہندہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں بیگ لئے اندر داخل ہوا۔
”بیگ ہمیں رکھ دو“
بیگ باس نے بھلانی ہوتی آواز میں حکم دیا اور نوجوان نے بیگ دیں رکھ دیا۔
”تم اپ واپس جاؤ“

بیگ باس نے اسے دوسرا حکم دیا اور وہ خاموشی واپس مڑ گیا۔
اس کے باہر نکلنے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ باس نے روشنی کی اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف آیا۔ اس نے بیگ اٹھایا۔ بیگ کے اوپر پوائنٹ زبرو کی چٹ سی ہوتی تھی۔
ابھی اس نے بیگ نہ کر میز پر رکھا ہی تھا کہ بلب دوبارہ جلنے لگا۔ اس نے دوبارہ روشنی گل کی اور پھر دروازہ کھولنے کا بیڑا باندھا۔ دروازہ کھلا اور ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

”بیگ وہیں رکھ کر واپس چلے جاؤ“
بیگ باس نے اسے حکم دیا اور وہ بھی بیگ وہیں فرش پر رکھ کر واپس مڑ گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد جیسے ہی دروازہ بند ہوا، بیگ باس نے روشنی کی اور چینی کی طرح بیگ کی طرف لپکا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اسی بیگ کو اصلی ہونا چاہیے تھا۔ بیگ کے اوپر تھری سیلون کی چٹ موہوتی اس نے بیگ لا کر میز پر رکھا اور پھر اضطرابی حالت میں اس نے سب سے پہلے وہی بیگ کھول کر شروع

مٹ اوپر جا چکی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اسی لفٹ کے ذریعے شی چنگ
 آ رہا ہے۔ وہ گیٹ کے قریب کھے ہوئے لفٹ ریکارڈ بورڈ کے
 قریب رگ گیا۔

لفٹ ساتویں منزل پر رکی تھی۔ اس بات کا قطعی یقین کرنے کے بعد
 وہ تیزی سے دوسری لفٹ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اندر داخل ہو
 کر دروازہ بند کیا اور ساتویں منزل کا بلن دبا دیا۔

لفٹ جلد ہی ساتویں منزل پر جا کر رگ گئی۔ دروازہ کھلا اور ٹائیگر
 باہر نکل آیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں آفسر کے دروازے تھے
 آفسر کے اندر لوگوں کی گھما گھمی اور ٹاپ رائٹرز کی کھڑکھڑاہٹ گونج

عمارات کے جانے کے بعد ٹائیگر کو کافی دیر تک انتظار کر رہی تھی۔ بعض آفس بند بھی تھے۔
 پڑا۔ پھر اسے شی چنگ کی کار کو بھی سے باہر نکلتی ہوئی نظر آئی۔ جب
 کی کار ٹائیگر کے سامنے سے ہو کر گزر گئی تو ٹائیگر اپنے موٹر سائیکل کی
 طرف بڑھا جو اس نے قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں سٹینڈ
 نہ ہو تھا۔ ٹائیگر نے کافی فاصلہ دے کر شی چنگ کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اسے جلد از جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا تھا۔

شی چنگ کی کار مختلف سطحوں سے گزرنے کے بعد مین مارکیٹ کی
 آٹھ منزلہ عمارت کے سامنے رگ گئی۔ شی چنگ کار سے باہر نکل کر عمارت کی
 میں داخل ہو گیا۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل ایک سائیڈ پرسٹینڈ کی اور پھر تیز قدم اٹھانے کی طرف پشت کئے ایک میز پر جھکا ہوا تھا۔ ٹائیگر ایک ہی
 ہوا وہ بھی شی چنگ کے پیچھے عمارت میں داخل ہوتا چلا گیا۔
 مین گیٹ کے قریب ہی دو لفٹیں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک نے بڑھتا چلا گیا۔

جاتا ہے۔ بیٹن والا سراسر نے اپنے دائیں کان میں اٹکا دیا۔ یہ ایک انتہائی جدید مگر خاصا طاقتور ڈکٹ فون تھا۔

اب ملحقہ دفتر میں پیدا ہونے والی تمام آوازیں اس کے کانوں تک پہنچنے لگیں۔ ڈکٹ فون اتنا طاقتور تھا کہ بلکی سے بھی آواز بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ اب بہت تن گوش تھا۔ جدیدی سے شنی چنگ کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

”لیس باس مجھے حیرت ہے کہ اس نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ وہ میرے متعلق بہت کچھ جانتا ہے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں جلد از جلد مقامی بیکرٹ سروس سے رابطہ قائم کروں اور“

”مقام اسے نہیں جانتے شنی چنگ اس لئے تمہیں حیرت ہو رہی ہے وہ اس صدی کا چالاک ترین انسان ہے۔ پالکیشیا اور اس کے دوست ملکوں کو اس پر فخر ہے اور پوری دنیا کے مجرم اور سیکرٹ ایجنٹ اس کے نام سے ہی خوف کھاتے ہیں“ اور

دوسری طرف سے آنے والی بلکی سی آواز مانا گیا کہ ”کانوں میں پہنچی“ مگر باس شخص ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے آپ کا آرڈر نہیں تھا ورنہ میں اسے گولی مار دیتا“ اور

شنی چنگ نے جواب دیا۔ ”شنی چنگ کیوں مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر اسے شخص اتنی آسانی سے گولی مار سکتا تو نہ جلنے وہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ تمہارا لہجہ بتلا رہا ہے کہ تم نے بھی اسے ختم کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اور“

لڑکی اس پر اچھٹی ہوئی نظر ڈال کر لفٹ کی طرف تیز قدموں سے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے آخری سرے پر جا کر ٹائیگر پٹا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ اس آفس کے قریب پہنچی جہاں اسے شنی چنگ کی کپڑے نظر آتی تھی۔ اس آفس کے باہر کسی پلےٹی ڈرم کی نیم پلےٹی لگی ہوئی تھی اس سے پہلے والا آفس بند تھا اس کے دروازے کے باہر تالا لگا رہا تھا اور دروازے پر ایک چٹ لگی ہوئی تھی چٹ پر اس ڈرم کے بیٹن کی اچانک موت پر ایک دن کی تعطیل کا نوٹس درج تھا۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کالرسے ایک چھوٹی سی پن نکال کر تالے پر چبھ گیا۔ ایک لمحے سے بھی کہ وقفے ہی تالا کھل چکا تھا۔ اس نے اس کام میں اتنی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس کے ہاتھ لگاتے ہی تالا کھل گیا ہو۔

دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور چھٹی چڑھا دی۔ شنی چنگ والا دف چونکہ ملحقہ تھا۔ اس لئے اس نے درمیانی دیوار میں بنے ہوئے روشنی کو اپنے مقصد کے لئے مفید پایا۔ اس نے کالر کے قریب والے بڑے کوباتھوں سے پکڑ کر کھینچی اور پھر بیٹن لمفیض سے علیحدہ ہو کر اس کے ہاتھوں میں آگیا۔ کالر کے نیچے لگی ہوئی سفید ڈوری اس بیٹن سے منسلک تھی۔ وہ ڈوری تیزی سے کھینچتا چلا گیا۔ ڈوری کافی لمبی تھی اس ڈوری کے دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بیٹن تھا۔ اس نے وہ سرخ رنگ کا بیٹن روشندان کی طرف اچھال دیا۔ رڈ کی بکڑی پر جا کر وہ بیٹن یوں چپک گیا جیسے مقناطیس سے لوبا چمڑے

ہمیں کافی وقت مل سکتا ہے۔“
 نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
 ”مگر تم نے اس ٹاپ کے بیگ کہاں سے حاصل کر لئے؟“
 شچی چنگ نے سوال کیا۔

”باس ہمیں اس فرم کا پتہ چل گیا تھا جہاں سے اس نے بیگ تیار کروائے تھے۔ اس سلسلے میں بگ باس کے کمرے میں فٹ وائرلیس ڈکٹ فون نے بہترین کام کیا ہے۔ جس وقت اس نے آرڈر پر بیگ تولنے مجھے شک پڑ گیا۔ چنانچہ میں نے بھی خفیہ طور پر اسی فرم سے اسی وقت بیگ تیار کرائے تھے۔“
 نمبر تھری نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب کیا پوزیشن ہے؟“
 شچی چنگ کا لہجہ نرم تھا۔
 ”باس میں یہ کہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایک سائڈ آپ سنبھالیں۔ ایک سائڈ تم کو شش کرتے ہیں؟“
 نمبر تھری نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے مجھے پوزیشن بتاؤ؟“
 شچی چنگ نے فوراً آنا دگی نگاہ کر دی۔
 ”باس جہاں تک میرا اندازہ ہے جو بیگ وہ پوائنٹ زیر و پر بھیجنا چاہتے ہیں اس میں اصل کاغذات ہیں۔“
 ”اس اندازے کی وجہ؟“
 شچی چنگ نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

”باس دوسرا بیگ اس نے اپنی ایک معمولی کارکن لڑکی مرسی کے حوالے کرنا ہے اور اس کے لئے کوئی خاص ہدایات نہیں ہیں۔ پوائنٹ زیر و والے بیگ کو وہ بہت خفیہ رکھ رہا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اصل کاغذات پوائنٹ زیر و والے بیگ میں ہیں۔“
 نمبر تھری نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔
 ”مگر یہ نفسیاتی چال بھی ہو سکتی ہے شریٹیک ہے یہ پوائنٹ زیر و والے بیگ کو کو کرتا ہوں تم دوسرے بیگ کے پیچھے لگو۔“
 شچی چنگ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔
 ”ٹھیک ہے جناب میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔ اب آپ پوائنٹ زیر و کی پوزیشن سمجھ لیں۔ بگ باس کا ایک خاص آدمی اب سے ٹھیک ایک گھنٹہ بعد وہ بیگ لے کر ہیڈ کوارٹر سے چلے گا۔ اس کی کارگر سے کلر کی ہے۔ شہر سے چھ میل دور گرین بل کے قریب ۱۶ نمبر کالج جی واصل پوائنٹ زیر و ہے۔ وہ آدمی وہ بیگ لے کر وہاں پہنچے گا۔ آپ نے پوائنٹ زیر و پہنچنے سے پہلے ہی وہ بیگ تبدیل کرنا ہے۔“
 نمبر تھری نے تفصیل بتائی۔
 ”تم مجھے سبق پڑھانے کی کوشش نہ کرو۔ مگر نمبر تھری مجھے احمق سمجھ کر یہاں نہیں بھیجا گیا۔“
 شچی چنگ کو غصہ آگیا۔
 ”سوری باس میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ ہمیں آپ سے کمل اور بھرپور تعاون کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے یہ گستاخی کی تھی۔“
 نمبر تھری نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

زور دے جوتے اس نے بکسی سی نظر لفٹ ریکارڈر پر ڈالی لفٹ نیچے آ
تی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس لفٹ میں شی چنگ ہے۔ وہ تیزی سے بندنگ
ہا میں گیٹ کراس کر کے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔

جیسے ہی اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے دیکھا، شی چنگ اپنی
کار میں بیٹھ رہا تھا۔ ٹائیکٹر کو معلوم تھا کہ شی چنگ نے کہاں جانا ہے
اس لئے اس نے موٹر سائیکل ٹھہرا دی۔ سڑک کے اگلے موڑ پر پہنچے ہی
اس نے ایک کیفے کی سائیڈ پر موٹر سائیکل روک دی۔ شی چنگ کی کار
لے کر اس کرتی جونی گزر گئی۔ دوسرے لمحے ٹائیکٹر نے موٹر سائیکل اس کے

پیچھے لگا دی۔ اور جلد ہی وہ اسے ایک بار پھر کراس کر گیا اب اسے اچھی
طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ شی چنگ گرین ہل جانے کے لئے کونسا راستہ
اختیار کر رہا ہے۔ جلد ہی ٹائیکٹر گرین ہل کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنی
موٹر سائیکل ایک زیر تعمیر مکان کی آڑ میں روک دی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی شی چنگ کی کار بھی اس مکان سے تین چار
مکان دور جا کر کر گئی۔ یہاں ایک چھوٹا سا کیفے تھا جس کے باہر
بک شال بنا ہوا تھا شی چنگ نے کار اس بک شال کے قریب روک
اور پھر ہاتھ میں بیگ لے کر باہر نکل آیا۔ اس نے اسی بک شال پر کھڑے
ہو کر تقریباً آدھ گھنٹے تک مختلف رسائے وغیرہ دیکھے اور پھر ایک
کتاب خرید کر وہ آگے چل پڑا۔ وہاں سے تقریباً تین سو گز دور سڑک
قطعی سنان تھی۔ مختلف مکانات زیر تعمیر تھے۔ شاید یہاں کوئی کالونی
تعمیر کی جا رہی تھی۔

شی چنگ ایک زیر تعمیر خالی مکان کی اوٹ میں جا کر رک گیا۔

”وہ ڈی بیگ کہاں ہے؟“
شی چنگ نے سوال کیا۔

”وہ نیچے آپ کی کار میں پہنچا دیا گیا ہے۔“

نمبر تھری نے مذہباً نہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب تم جاؤ اور دوسرے بیگ کو تبدیل کرنے کا پلان
بناؤ لیکن زیادہ گھومیں نا کامی کاغذ منٹے کا عادی نہیں ہوں۔“

شی چنگ نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

”بے فکر رہیں جناب۔“

نمبر تھری نے جواب دیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ دروازہ کھلنے اور بند
ہونے کی آواز آئی۔

اور ٹائیکٹر نے تیزی سے کان سے ہٹ نکال کر ڈوری کو مخصوص انداز
میں جھٹک دیا۔ سرج رنگ کا مین روشن دان کی کھڑکی سے علیحدہ ہو گیا۔

ٹائیکٹر نے انتہائی پھرتی سے ڈوری سمیٹی اور پھر چپل لمحوں کی کوشش
کے بعد وہ اسے کار کے نیچے دبائے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کام سے

فارش ہو کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے آہستہ سے چٹختی کھولی
اور پھر دروازے کو آرام سے کھول کر باہر جھانکا۔ کار ریڈار خالی تھا۔ وہ

تیزی سے دروازے سے باہر نکل آیا اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
تالے کو کٹ دے میں لگا کر آہستہ سے دبا دیا تالا دوبارہ بند ہو گیا اسی

لمحے اس نے شی چنگ والا دروازہ کھلتے دیکھا۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا اپروانی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی وہ پچھلے فلور میں پہنچ گیا۔ دوسری لفٹ کے سامنے سے

مناہنگر بھی بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا رہا اور پھر وہ اس مکان کے قریبی مکان کی اوٹ میں ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ہی دوسرے ایک گرے کلر کی کار تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دی، ٹائیگر لارٹ ہو گیا۔ جیسے ہی کار اس مکان کے سامنے سے گزری جہاں شی چنگ چھپا ہوا تھا۔ ایک شعلہ سا چمکا اور دوسرے لمحے گرے کلر کا کار ٹاٹر برسٹ ہو گیا۔

گولی یقیناً سائنڈرنگے ریوا لور سے چلائی گئی تھی۔ اس لئے گولی چلنے کا دھماکا قطعی نہیں سنائی دیا۔ کار تقریباً دس گز آگے جا کر رک گئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور پھر ایک نوجوان تیزی سے باہر نکلا وہ کار کی پچھلے ٹاٹر کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ شام کے سات گھنٹے ہو رہے تھے۔

وہ برسٹ شدہ ٹاٹر پر جھک گیا پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے سٹپنی باہر نکالی۔ وہ شاید وہیل تبدیل کرنا چاہتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹاٹر برسٹ ہونے کی بیخوج وجہ نہیں سمجھ سکا۔

وہ نوجوان وہیل تبدیل کرنے میں مصروف ہو گیا، ٹائیگر نے دیکھا کہ مکان کی آڑ سے نکل کر شی چنگ ہاتھ میں بیگ لئے بڑے محتاطانہ تیز قدموں سے کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹائیگر اپنی جگہ پر جم رہا۔ دوسرے لمحے اس کی تیز نظروں نے دیکھا کہ شی چنگ نے بڑی احتیاط سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر وہ اندر جھک گیا دوسرے لمحے وہ سیدھا ہوا۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں بیگ تھا۔ شی چنگ نے چالاک

یہ کی تھی کہ دوسری طرف کا ٹاٹر برسٹ کیا تھا۔ اس لئے وہ نوجوان کار کی دوسری سائیڈ پر مصروف تھا۔ جیسے ہی شی چنگ نے کار کا دروازہ بند کیا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر نے شی چنگ کو جوڑتے دیکھا اور پھر دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ شی چنگ سائپ کی سی تیزی سے کار کے نیچے رینگ گیا تھا۔ شاید کار کا دروازہ بند ہونے کی آواز نوجوان کے کانوں تک پہنچ گئی کیونکہ وہ نوجوان تیزی سے ادھر متاظر آیا مگر شی چنگ کار کے نیچے غائب ہو چکا تھا۔ نوجوان نے کار کا دروازہ تیزی سے کھولا اور پھر اندر نظر ڈال کر اس نے اطمینان کیا پھر دروازہ بند کر کے وہ ایک لمحے تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا جیسے وہ اپنا شک رفع کرنا چاہتا تھا۔ مگر دُور دُور تک سرک سنانا تھی۔ اس لئے وہ مطمئن ہو کر دوبارہ برسٹ ویل کی طرف چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دوسری سائیڈ پر مڑا۔ شی چنگ سائپ کی سی تیزی اور مہارت سے باہر رینگ آیا اور پھر جھپکے جھکے انداز میں تیز مگر بے آواز چلتا ہوا دوبارہ مکان کی طرف بڑھا۔

شی چنگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا جیسے ہی شی چنگ مکان کی طرف بڑھا، ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کی کار کی طرف بڑھا۔ وہ شی چنگ سے میمیں بیگ حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے ایسے پاس موٹر سائیکل تھی اور شی چنگ کے پاس کار اس لئے اس کا پڑا جانا یا کار سے چلائی ہوئی گولی کی زد میں آجانا ناممکن نہیں تھا۔ دوسری صورت یہ تھی کہ وہ شی چنگ کو وہیں گولی مار کر اس سے بیگ حاصل کر لیتا لیکن وہ اپنے ریسک پر ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ مہال شی چنگ دوست ملک کا سیکرٹ ایجنٹ تھا اور وہ مکران کے حکم کے بغیر اسے

ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تیزی سے چلتا ہوا وہ شیشی چنگ کی کار کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے عجیب سے تاریک حال کر انتہائی چھتری سے ڈرائیونگ سیٹ کے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اندر ہاتھ بڑھا کر بیک ڈور کا لاک کھول دیا۔

انتہائی برق رفتاری سے اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ بند کیا اور پھر کھینچا دروازہ کھول کر وہ سیٹوں کے درمیان دبک گیا۔ تقریباً چند لمحوں کا ہی وقفہ پڑا تھا کہ شیشی چنگ کی کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے لاک کھولا اور پھر بیک سیٹ پر اچھلتا آیا اور خود تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے آگے بڑھی اور پھر لیوٹننٹ بونی بیک ہو گئی۔ اس نے بی بی سیڈ لائٹس جلائی تھیں اور نہ ہی بیک لائٹس سڑک چونکہ سناں تھی اس لئے اسے زیادہ محتاط ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

کافی دور آنے کے بعد جب کار شہر میں داخل ہوئی تو اس نے لائٹس جلائیں اور کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ ٹائیگر سیٹوں کے درمیان درگا ہوا اس طرح رہا تھا کہ اب وہ آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرے بھر اس کا ذہن ایک آخری فیصلے پر پہنچ گیا۔

آس پاس کے ٹریفک کے شور سے اسے ابھی طرح احساس تھا کہ جس سڑک پر وہ سفر کر رہے ہیں وہ خاصی پر رولتی ہے۔ اس لئے وہ خاموش پڑا رہا۔ پھر جب ٹریفک کا شور قطعی مدہم پڑ گیا تو اس نے ایک ہاتھ بیک کے سینڈل پر ڈالا اور دوسرا ہاتھ دروازے کے سینڈل

پر اب وہ باہر کودنے کے لئے قطعی طور پر تیار تھا مگر کار کی سپیشلیز تیار تھی اور اس صورت میں باہر کودنا موت کو دعوت دینا تھا۔ اچانک اس کے عیار ذہن نے کام کیا اور اس نے ایک انہیبیٹو استعمال کیا۔

”کار روکو جلدی“

اس نے اچانک پیٹ پر تے ٹلے بجھے میں شور مچا کر کہا اور شیشی چنگ جونہ جانے کن خیالات میں گم کار چلا رہا تھا۔ اس اچانک اعصاب شکن آواز پر یکدم نروس ہو گیا۔ دوسرے لمحے میچوٹائیگر کی حسب توقع ہی رہا شیشی چنگ نے گھبرا کر پوری قوت سے بیک دبا دیتے۔ جونہی کار کی سپیشل کم ہوئی ٹائیگر نے دروازہ کھول کر باہر قلابازی لگا دی۔

اس کی توقع سے رفتار بھر بھی زیادہ تھی اس لئے وہ خاصی دور تک سڑک کے کنارے قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ اس کو خاصی چوٹیں لگی تھیں مگر یہ چوٹوں یا تکلیفوں کے احساس کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اس لئے جیسے ہی ایک جگہ جا کر اس کا جسم رکا وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

بیک ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

جیسے ہی وہ سیدھا ہوا ایک گولی اس کے کان کے پاس سے شور مچاتی نکلتی چلی گئی۔

شیشی چنگ متوقع روئے عمل کے بعد دوبارہ سنبھل چکا تھا۔ اس نے کار روکتے ہی باہر پھلانگ لگائی۔

اور دوسرے لمحے وہ رولر کوئٹل کر ٹائیگر کی طرف دوڑ پڑا۔ قطعی دہی وقت تھا جب ٹائیگر سنبھل کر اٹھا تھا۔

شی چنگ نے اسے اٹھتے دیکھ کر فائر کیا مگر جلدی کی وجہ سے نشانہ خطا گیا اور گولی ٹائیگر کے کان کے قریب سے گزر گئی۔
ٹائیگر نے قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں چھلانگ لگا لی چنانچہ وہ دوسرے فائر کی زد سے بھی بچ نکلا۔

پھر ٹائیگر نے بھی جب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے اسے درخت کی اوٹ سے فائر کر دیا شی چنگ جو قریب پہنچ چکا تھا اس کے اس ہاتھ پر گولی لگی جس سے اس نے ریوالور سنبھال رکھا تھا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور کھلی کر زمین پر گر گیا۔

خاصا اندھا بڑھ چکا تھا مگر قریب کی چیزیں اب بھی واضح طور پر نظر آرہی تھیں بڑی چنگ کے ہاتھ سے جیسے ہی ریوالور گرا۔ وہ آگے بڑھنے کی بجائے چبھتے کی سی پھرتی سے دوبارہ ریوالور کی طرف بڑھا۔
”خضر دارو میں رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا“

ٹائیگر نے اسے لٹکا رہا۔

مگر شی چنگ پر شاید جنوں سوار ہو چکا تھا۔ ان نے ٹائیگر کی لٹکار پر کان نہیں دھرتے۔

ٹائیگر چونکہ اسے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے دوسری بار زمین پر پڑے ہوئے ریوالور کو نشانہ بنایا۔ گولی لگتے ہی ریوالور اڑ کر دور جا پڑا شی چنگ ایک طرف پھر ریوالور کی طرف بھاگا اور ٹائیگر نے میسر فائر کر دیا۔ اب کے ریوالور کا فنی دور جا پڑا تھا ٹائیگر کا یہ نشانہ حیرت انگیز حد تک درست رہا تھا۔

اب ٹائیگر کو کافی وقفہ مل چکا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے درخت

کی اوٹ سے نکلا اور پھر قریب کے ایک مکان کی طرف بھاگ پڑا جلد ہی وہ مکان کی دیوار کی آڑ میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو شی چنگ ریوالور اٹھا کر اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے اب وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ وہ مختلف مکانوں کی آڑ لیتا ہوا دوبارہ بین روڈ کی طرف بھاگنے لگا۔ اس کے پاس چونکہ کوئی سواری نہیں تھی اس لئے وہ مجبور تھا کہ مین روڈ کا رخ کرے۔

ایک گلی عبور کرتے ہی جیسے ہی وہ دوسری گلی کی طرف بھاگا تو اچانک دائیں طرف سے شی چنگ سامنے آ گیا۔

شی چنگ بھی شاید اب مکمل ہوشیاری سے ٹائیگر کا تعاقب کر رہا تھا۔ اچانک آئے سامنے آ جانے سے دونوں یکدم ٹھٹھک کر رہ گئے۔ دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تو تھے مگر وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ گولی چلانے کی ہمدست دونوں کو ہی مشکل تھی۔

پھر ٹائیگر پہلے حرکت میں آیا۔ اس نے پوری قوت سے وہ ہاتھ گھمایا جس میں بیگ پکڑا ہوا تھا۔ بیگ شی چنگ کے منہ پر پڑا۔ اور وہ دوسری طرف الٹ گیا۔

استاد قف ٹائیگر کے لئے کافی تھا۔ اب شی چنگ کو ختم کئے بغیر آگے بڑھنے کا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

کیونکہ شی چنگ تو پیر تسمہ پا کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کے ریوالور سے گولی کھلی اور ساتھ ہی شی چنگ کے منہ سے ایک بھیاںک چیخ نکلی اور وہ وہیں زمین پر ہی تڑپنے لگا۔ ٹائیگر شی چنگ کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے آگے کی طرف بھاگا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ مین روڈ پر پہنچے جہاں کامیاب ہو گیا۔
یہ شہر کا نواحی علاقہ تھا اس لئے یہاں پر قطعی ٹریفک نہیں تھی۔
سڑک کے کنارے کن رے ٹائیگر درختوں کی آڑ میں ہوا شہر کی طرف
چل پڑا۔

تقریباً تین میل چلنے کے بعد اچانک ایک درخت کے اوپر سے
ایک آدمی اس پر کود پڑا۔ ٹائیگر اس اچانک حملے سے سنبھل نہ سکا اور
وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

اوپر سے کوڑنے والا آدمی اس کے جسم سے ملتا ہوا دوسری طرف
جاگرا۔ ٹائیگر پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ در ساتھ ہی حمد آ رہی اٹھا۔
مگر اسی لمحے اچانک ایک طرف سے گومیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور حملہ
چینج مار کر دوبارہ لٹ گیا۔

ایک گولی ٹائیگر کے کٹ کا لرچھاڑ گئی مگر ٹائیگر کے اور ان
خطا نہیں ہوتے۔

وہ پھرتی سے ایک قریبی مکان کی اوٹ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے
دو مختلف سائیڈوں سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔

یقیناً دو پارٹیاں آپس میں ٹکرائی تھیں۔
ٹائیگر ایک مکان کے دروازے سے لگا کھڑا تھا کہ اچانک
دروازہ کھلا اور کسی نے ٹائیگر کو اندر گھسیٹ لیا۔

» خاموش و مبور نر گولی مار دوں گا «
گھسیٹنے والے نے سخت بے میں ٹائیگر کو حکم دیا اور ساتھ ہی ایک
ریالور کی نال اس کی گردن سے جا لگی۔ اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا گیا۔

ب ٹائیگر سچے جوش کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اسے گھیسے ورنہ صاف تو ہی الجھنے
لگی تھا اس کا سر ف ایک ہی سمت تھی تھا۔

وہ ٹائیگر کو سننے اندر ایک کمرے میں آگئے۔ کمرے میں پہنچتے ہی
ٹائیگر نے اچانک کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی
پھرتی سے جھپٹ کر سامنے والے آدمی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور
جس تیزی سے وہ اس پر بڑا یہ سب کچھ ایک جھپٹے میں ہو گیا اور اب ریالور
لے اور ٹائیگر کے درمیان اس کا اپنا ہی سہتی آ گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ ریالور والے سنبھلتا۔ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس
آدمی کو ریالور والے پر دھکیل دیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے
جھڑا کر نیچے گر پڑے۔ ریالور والے کے ہاتھ سے جھوٹ چکا تھا
ٹائیگر نے کوئی تہمت دینے بغیر جھپٹ کر بیگ اٹھا لیا اور پھر دوسری
جلد تک میں وہ کمرے سے باہر نکلا۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور
بجیر چڑھا دی۔

پھر وہ بیگ لئے تیزی سے قریبی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔ دروازے
پر رخ اس نے اس لئے نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دروازے کی
خف جانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ جلد ہی وہ مکان کی
چھت پر پہنچ گیا۔

اندھیرا چھا چکا تھا۔ وہ چھت پر ریگتا ہوا دوسرے کنارے پر
پنچا اور دوسرے لمحے ساتھ والے مکان پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس
خارج وہ مختلف مکانوں سے ہوتا ہوا ایک گلی کے سرے پر پہنچ گیا۔
اس نے سر اٹھا کر نیچے گلی میں دیکھا۔ وہ گلی خالی تھی ورنہ فائرنگ کی

وک لیا۔ وہ تیزی سے ٹیکسی میں گھس گیا۔
 ”مین مارکیٹ چلو۔“ اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔
 ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے اسے شاید چیک کر لیا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے
 شور و غل کی آوازیں نہیں اور دوسرے لمحے میدان کی سائیڈ میں ٹھہری
 ہوئی دو کاروں کے ابھن جاگ پڑے۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی جاگئی۔
 ٹیکسی کے بیک مرر میں وہ اپنے پیچھے آتی ہوئی گاڑیوں کو چیک کر چکا
 تھا۔ ”دائیں طرف سوڑو۔“

اس نے اچانک ڈرائیور کو ایک بائی روڈ کی طرف مڑنے کے لئے کہا
 ٹیکسی تیزی سے بائی روڈ پر مڑ گئی۔

مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ مین مارکیٹ پہنچ گیا۔ ایک کیفے
 کے سامنے اس نے ٹیکسی کو الٹی اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال
 کر ڈرائیور کو دیا اور خود کیفے میں گھست چلا گیا۔

کار میں ابھی تک پیچھے تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ کیفے کا عقبی دروازہ
 بھی ہو گا مگر وہ جلدی میں غلط کیفے میں گھس گیا تھا اب واپس جانا
 حماقت تھی۔ کیونکہ یقیناً تعاقب کرنے والے اسے کیفے میں جاتا دیکھ
 چکے ہوں گے۔ چنانچہ او کو روکنا چارہ کار نہ دیکھ کر اس نے سیدھا ٹولماٹ
 کا رخ کیا۔ اندر سے دروازہ بند کر کے اس نے ایک ٹولیل سانس لی۔
 یہ بیگ حاصل کرنا بھی ایک قیامت سے کم نہایت نہیں ہوا تھا
 اب وہ جلد از جلد اس بیگ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا صرف
 اس بات پر وہ ابھی تک حیران تھا کہ ٹی جنک سے بیگ پھینکے

اور زس کر بہت سے لوگ باہر نکل آتے تھے اور کسی بھی لمحے پولیس
 کی آمد بھی متوقع تھی۔

ٹھانیر نے موقع غنیمت سمجھا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے گلی میں
 پھلانگ لگا دی۔ گو چھت زمین سے کافی بلندی پر تھی مگر ٹائیگر
 کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ جنازیم کا باہر تھا۔

گلی میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے سڑک کی بجائے دوسری سائیڈ پر بھاگا
 بیگ کافی بڑا تھا در نہ وہ اسے کوٹ کے اندر چھپا لیتا۔ اب بیگ ہی
 اس کے پہچانے جلنے کی بڑی نشانی تھی۔ گلی کراس کرتے ہی اس کی ٹھہیر
 دو آدمیوں سے ہوئی لیکن ٹھانیر کو ہاں رکے بغیر تیزی سے دوسری گلی
 میں مڑ گیا۔ اسے اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔
 لیکن جلد ہی وہ ایک پھولی ٹی گلی میں مڑ گیا۔ بھاگتے ہوئے جب وہ ایک
 موڑ پر پہنچا تو اچانک اسے ٹھٹھک کر کڑک جانا پڑا۔ سامنے دیوار تھی۔

اب واپس جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور یہ پیچھے
 آتے ہوئے قدموں کی آواز برابر قریب پہنچتی جا رہی تھی۔

چنانچہ ٹائیگر نے ایک بار پھر جنازیم پر بھروسہ کیا اور دوسرے لمحے
 اس نے ایک ہی پھلانگ میں دیوار کراس کر لی۔ دوسری طرف میدان تھا
 اور وہ کم کے بل زمین پر جا کر اخاصی چوٹ آئی مگر وہ وہیں دبوک گیا۔
 سامنے ایک اور مین روڈ تھی مگر میدان میں بھی اسے مشکوک آدمی
 چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھپھتا پھپھتا آگے بڑھا۔
 گلی میں آنے والے آدمی دیوار دیکھ کر ٹھہرنا واپس چلے گئے ہوں گے۔
 جیسے ہی وہ مین روڈ پر پہنچا ایک خالی ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دے کر

بعد دوسرے لوگوں کو اس کا پتہ کیسے چل گیا۔ صرف ایک ہی بات اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ جس وقت وہ ششی چنگ کو گولی مار کر آگے بڑھا ہوگا ششی چنگ اس وقت مرانہیں ہوگا۔ اس نے یقیناً ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں کو سچویشن بتلا دی ہوگی۔ چنانچہ اسے کور کر لیا گیا۔ دوسری پارٹی سے متعلق وہ صرف یہی سوچ سکتا تھا کہ دوسری پارٹی نے یا تو ششی چنگ کی کال کیج کر لی ہوگی یا پھر ششی چنگ کی پارٹی میں کوئی خدرا ہوگا۔

مہال ابھی تک وہ بدستور خطرے میں تھا۔ اس نے واپس ٹرانسمیٹر کا ڈنڈہ بن کھینچا اور عمران سے رابطہ ملانے لگا۔

عملانے نے رسیور کرڈیل پر لکھا اور پیپر تیزی سے ڈرائیو روم میں لکھس گی۔ چند لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کر کے فلیٹ کی سیڑھیاں تیزی سے اترتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سڑک پر بھاگنے لگی۔ عمران سمست فخراب کی حالت میں ڈرائیو چمک کر رہا تھا۔ ویسے اس نے فلیٹ سے نکلنے ہی پہلے تعاقب کا خیال رکھا مگر کہیں بھی سے تعاقب کا شائبہ نہ ہوا۔

جلد ہی وہ سرسلمان کی کوٹھلی کے گیٹ میں داخل ہو گیا۔ کار اس نے پورچ میں روکی اور پیپر دروازہ کھولتے ہی اچھل کر باہر آ گیا اور بجلی کے کوندے کی طرح لپکتا ہوا وہ ڈرائیوگ روم کی طرف بڑھا۔ ملازم نے اسے خلاف معمول یوں تیزی سے آتے دیکھا تو بکھلا ہٹ میں اُلٹے ہاتھ سے سلام کر کے پردہ اٹھا دیا۔

عمران تیر کی طرح اندر گھستا چلا گیا۔ سر سلطان صوفیہ پر بیٹھا ہونے لگے۔ عمران کو اس انداز سے اندر آتے ہوئے دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

”غیر بہت سے عمران تم نے اتنی امیر خانی کال کیوں کی؟“
انہوں نے بوکھلا بیٹھ کے عالم میں سوال کیا۔

سلطان صاحب فحشے اٹھی اٹھی اطلاع ملی ہے کہ حکومت کے اہم خفیہ کاغذات غائب کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے شک ہے کہ امیر سیکرٹ سروس کے کاغذات ان میں نہ ہوں۔

عمران نے ایک صوفیہ پر تقریباً بیٹھتے ہی اٹھنا ہی سمجھ گیا۔ اسے کہا۔

”تم کو یہ کہہ رہے ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ شاریپ و آملی کیس کے بعد ان کی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا گیا تھا۔“
سر سلطان مزید بوکھلا گئے۔

”آپ فور چیک کر امیں ورنہ آپ جانتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے انتہائی برا ہو گا۔“

عمران نے جبے میں چٹان کی سی سختی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔“

سرمدی کی حالت قابل دید تھی۔ انہوں نے جھپٹ کر سیلیمنوں کا رسیور اٹھایا اور کال پتی جوئی انگلی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
جلد ہی رائیڈ مل گیا۔

”ہیو سلن سپیکنگ۔“ سر سلطان کے لہجے سے بے حسنی نمایاں تھی۔

”یس زیدی سپیکنگ ناٹھی انچارج سیکرٹ ریجیڈ انس۔“
دوسری طرف سے ایک بھاری بھر کمزور سنائی دی۔

”سر زیدی سیکرٹ سروس کا ریجیڈ چیک کر دیا۔ وہ ٹھیک ہے امیر جنی آرڈر۔“

سر سلطان نے تقریباً کال ہٹتے ہی کہا۔ ان کے ذہن میں کچھ عجیب چل رہی تھیں۔ بگوس سے رخصت کر دیتے تھے کہ آرڈر ریجیڈ۔ تب ہوا تو کیا ہو گا۔

”بہتر سر ہولڈ کریں۔“

دوسری طرف سے زیدی نے جواب دیا۔

اور سر سلطان رسیور کانوں سے لگائے عمران کی طرف خالی خالی کندوں سے دیکھنے لگے۔

عمران خاموش بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر چٹان کی سی سختی تھی۔ یہ محسوس ہوتا تھا جیسے احمق عمران کہیں غائب ہو گیا ہو اور اس کی جگہ کوئی اور عمران وہاں موجود ہو۔

تقریباً پانچ منٹ کے وقفے کے بعد زیدی کی کال آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہیلو سر میں نے چیک کر لیا ہے۔“

”رپورٹ دو گندھے آدمی دیر مت کرو۔“

سر سلطان جو کبھی غصے میں نہ آتے تھے اس بار ایک لمحے کا توقف بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور پھٹ پڑے۔

”ریجیڈ ٹھیک ہے سر۔ ریجیڈ ٹھیک موجود ہے۔“

حفاظتی تھا، بھی صحیح ہو کر رہا ہے کسی قسم کی معمولی سی گڑبڑ بھی نہیں ہوتی۔

زیدی نے سر سلطان کے اس طرح اچانک غصے سے ہلکا کر چابی جلدی رپورٹ دے ڈالی۔

اور سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریور کر ٹیل پر سے مارا۔ ان کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔
”کاغذات تو محفوظ ہیں۔“

انہوں نے چند لمحوں کے توقف کے بعد نرم لہجے میں عمران سے کہا۔
”آپ میرے ساتھ ہیں میں خود چیک کرنا چاہتا ہوں۔“
عمران نے جتنی چاہئے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

”چلو یہ تھیک ہے تم کو دیکھی تھی کہ میں زیدی کو اپنی آمد کی اطلاع دے دیتا ہوں۔“

سر سلطان نے دوبارہ سیلفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
”یہ نہیں بغیر اطلاع کے چلیں۔“

عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
”چلو۔“

سر سلطان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔
عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی متے کہ اچانک مکھی کی

بھینجا ہٹ کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔
وہ رک گیا اور پھر اس نے اپنی گھڑی کا ڈائلٹن کھینچ لیا اور اسے

دھن سے لگا لیا۔

سر سلطان بھی رک گئے۔

”جیلو عمران سپیکنگ اور نہ۔“

عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”ٹائیکر سپیکنگ سر اور نہ۔“

دوسری طرف سے ٹائیکر کی آواز سنائی دی۔

”ریس کیا بات ہے اور نہ۔“

عمران نے سوال کیا۔

”سر میں انتہائی خطرے میں ہوں اور نہ۔“

ٹائیکر نے جواب دیا۔

”کیا بات ہے جلدی بتلاؤ اور نہ۔“

عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”سر گوشی چنگ ایک گینگ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں دو اور پارٹیاں بھی سامنے آئی ہیں۔“

”گنگ باس اور واکر گروپ۔“

شی چنگ جس گروپ کے پیچھے لگا ہوا ہے اس کا نام بلیک سکیل ہے وہ کچھ کاغذات ان سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور نہ۔“

ٹائیکر نے مختصر طور پر بتلایا۔

”اوہ کیسے کاغذات کچھ پتہ چلا۔“

عمران کے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔

”سر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کاغذات کی نوعیت کیا ہے۔ ویسے

اور میں نے اس کے تیزی سے کمرے سے باہر نکل چلا گیا۔
دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے کیسے ڈی شیریمن کی طرف دوڑی
یہی جا رہی تھی۔



ڈی شیریمن نے کامیابی کا پٹر جیب ہی اس فارم باؤس کے
دپر چنچا، کیسے کیفیت سے اس پر فائز ہونے شروع ہوئے، ڈی شیریمن
نے تیزی سے پہلی کا پٹر بندی پر اٹھایا اور پھر اس نے سیٹ کے نیچے
بہت ڈال کر دھکی جا رہی باتوں سے اس کی پن کٹیجی ورا سے نیچے
کیسٹ میں بھینک دیا۔ ایک زوردار دھماکا مچا اور نیچے سے ہونے
والی فائرنگ ایک دھماکا بن گئی۔

ڈی شیریمن کو خطہ تھا کہ اس کے جیسے کہیں وہ بیگ بھی ان آدمیوں
کے ساتھ ہیں نہ تیار ہو جائے مگر چونکہ وہ لوگ کیفیت میں چھپے ہوئے تھے
اس لئے وہ سمجھتا تھا اس نے غفلت کا بون پر انداز سے سے میں چار اور
ہم ہمارے، اور پھر کافی دیر تک جب نیچے سے فائرنگ نہ ہوئی تو اس
نے فائرنگ سمجھا کہ کافی دور فارم باؤس کو قریب اپنا پہلی کا پٹر
اتار دیا۔ مشین گن باتھ میں تھے وہ پہلی کا پٹر سے اترا اور پھر بڑے

کا غذات بلیک سرکل گروپ کے پاس ہیں وہ انہیں حاصل کرنا چاہتا
تھا۔ اس نے ایک آدمی سے ایک بیگ بھی چھینا ہے مگر پھر وہ بیگ
میں نے اس سے حاصل کر لیا ہے، شاید اس میں وہ کا غذات ہوں اور
ٹما نیگرنے جواب دیا۔

”ویری گڈ وہ بیگ اب کہاں ہے اور
عمران نے تقریباً چھتے ہوئے پوچھا۔

”سراس وقت وہ میرے قبضے میں ہیں مگر میں نے کچھ نہیں
پارٹیاں لگی ہوئی ہیں اور میں کیسے ڈی شیریمن کے ٹوائٹ سے آپ کو
کال کر رہا ہوں اور
ٹما نیگرنے جواب دیا۔

”بیگ وہیں چھپ گیا، دو اور کافالت جیب میں ڈال لو اور
عمران نے فوری طور پر تجویز بتائی۔

”میں نے کوشش کی ہے کہ جناب مگر وہ بیگ نہیں کھلتا اور
ٹما نیگرنے جواب دیا۔

”اوکے تم وہیں رہو میں آ رہا ہوں اور رائیڈ آؤ
عمران نے ڈائٹ مین کا کمرہ ایلے ختم کیا۔

اور پھر یہ سلطان سے مخاطب ہو گیا۔

”میں ایک ضروری کام کے لئے ہی رہا ہوں۔ آپ بے شک آرام
کریں، میں آپ کو خود ہی کال کروں گا۔

”ٹھیک ہے۔
سر سلطان نے جواب دیا۔

مقابل اور اس کے درمیان آگ کی دیوار قائم ہو چکی تھی، جس پر وہ
سیلی کا پٹر میں بیٹھ گیا۔

اور دوسرے لمحے اس کا سیلی کا پٹر فضائیں بند ہو گیا۔

سیلی کا پٹر کافی لمبی پرلے ہوئے وہ کھیت پر آیا، وہ پہلے جھک کر
نی اس نے دو آدمیوں کو کھیت سے نکل کر بھاگتے ہوئے آگ سے نہیں
سے ایک کے ہاتھ میں وہ بیگ بھی تھا۔

ڈی ایون سیلی کا پٹر ان کے سر پر آگیا اور پھر اس نے سہارے پر ایک
رو چھوڑ کر مشین گن سنبھالی۔ اس نے شین گن کا رخ اس آدمی کی طرف
کیا جس کے ہاتھ میں بیگ تھا، مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کھنکے۔ وہ
شخص اپنے سر پر سیلی کا پٹر دیکھتے ہی ایک چھوٹی سی دیوار کی آڑ میں ہو گیا۔
ڈی ایون نے دوبارہ کنٹرول سنبھال لیا۔ اور پھر اس نے ایک رافٹ

بگایا اور جب وہ دوبارہ اسی دیوار کے قریب پہنچا تو اس نے سیلی کا پٹر
کافی نیچے کر لیا تھا تاکہ اس بیگ والے آدمی کی صحیح پوزیشن کا اندازہ کر سکے
اس کی تیز نظر اس دیوار پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک دیوار کی آڑ سے
شعبوں کی ایک قطار بلند ہوئی، یقیناً وہ آدمی سیلی کا پٹر مشین گن سے فائر
کر رہا تھا۔ ڈی ایون نے تیززی سے سیلی کا پٹر بند کرنا پناہ بنا کر مشین گن
کی گولیاں منسلک سیٹ ہیلی کا پٹر کے انجن کو نقصان پہنچانے میں کامیاب
ہو چکی تھیں۔

سیلی کا پٹر کے انجن سے زوردار گڑ گڑاہٹ کی آواز نکلی اور ڈی ایون
ٹھہرا گیا۔ کیونکہ چاہے کچھ بھی ہو۔ سیلی کا پٹر پھر بھی کافی لمبی پر تھا۔
اور بغیر پیرا شوٹ کی مدد سے اس سے کودنا اپنی لمبائیوں کو مزید ریزہ

مخاطب انداز میں وہ کھیت کی طرف بڑھنے لگا۔ کھیت کے قریب ہی اس
نوجوان کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کے ہاتھ سے ان لوگوں نے بیگ
چھینا تھا۔

ابھی وہ لاش سے چند قدم ہی دور تھا کہ اچانک کھیت کی
طرف سے اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

ڈی ایون نے تیززی سے پھلانگ لگائی اور اس نوجوان کی لاش کے
ساتھ چپک گیا۔ گولیاں اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔

اس نے بھی شین گن کا فائر کھنک دیا۔ مگر مقابل سے گولیوں کی بارش
بند نہ ہوئی۔ دراصل مقابل کھیت میں ہونے کی وجہ سے بہترین آڑ میں تھے۔

اس نے ایک ہاتھ سے مشین گن سنبھالی اور دوسرا ہاتھ جیب میں
ڈال کر ایک چھوٹی سی بوتل نکال لی۔ بوتل میں سفید رنگ کا ماحول بھرا ہوا
تھا اس نے وہ بوتل دسی بم کی طرح گھما کر کھیت میں پھینکی اور ساتھ ہی
اس بوتل کا نشانہ لے کر فائر کھنک دیا۔ بوتل چھٹ گئی اور اس میں موجود
محول کھیت کے پودوں پر پھیل گیا۔ فائر کی وجہ سے جہاں جہاں محلول
گرا اس جگہ نے آگ پکڑ لی۔ محلول شاید انتہائی طاقتور تھا۔ کیونکہ آگ تیزی
سے پھیلی شروع ہو گئی تھی۔

ڈی ایون لاش کے پیچھے چھپا پڑا رہا۔ آگ تیزی سے پھیلی چلی جا
رہی تھی۔ اچانک کھیت سے ہونے والی فائرنگ بند ہو گئی۔

ڈی ایون کو خطرات تھا کہ مقابل کہیں پھلی سائیڈ سے نہ نکل جائیں
چنانچہ فائرنگ بند ہوتے ہی وہ تیززی سے اٹھا اور واپس سیلی کا پٹر

کی طرف بھاگنے لگا۔ اسے اپنے پیچھے گولی آنے کی فکر نہیں تھی، کیونکہ اب

ہونے کی دعوت دینا تھا۔

اقل تو اس نے جلدی کی وجہ سے پیر شوٹ ہی نہیں ماندا تھا۔
اور ماندا بھی ہوتا تو اتنی کم بندی پر یہ بھی بیٹھا ہوتا۔ اس
نے تیزی سے پہلی کا پڑھ لکھائی اور اس کی طرف ڈرک پڑا۔ سر پہلی کا پڑ
کی بندی لکھ رہا تھا۔ یہی نہ کم ہونی چاہی۔

اور کچھ جب سے گونے کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں رہا تو اس
وقت پہلی کا پڑ تیزی سے جلتے ہوئے کھستک کے اوپر پڑ چکا تھا۔
اب پہلی کا پڑ کو آگ لگ چکی تھی اور وہ کسی بھی نے لکھ لکھ کر
تھکا یا زمین پر گر کر تھکا ہو سکتا تھا۔

اب آئی بیٹوں پھنس چکا تھا۔

کوئی تب بھی اس کا استقبال کرتی اور نہ کوئی تب بھی آگ
لے۔ دعوت ہوتی ہے۔ پہلی تھی۔

ایک لمحے سے ہی کم چھپکا ہٹا کے بعد اس نے اپنے گونے
کا فیصلہ کر لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنات
چکا تھا۔

دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر سرخ جلب روشن تھی۔
وہ اسے بے پروائی پلے سپاہی اور آفسر ہاتھوں میں لکھیں
نہجائے مستعد کھائے تھے۔

یہ ایک کافی بڑا ہاں تھا جس کا انداز اس وقت تقریباً دس
دو یوٹا نیپ کی میز کے گرد بیٹھے کسی ہم میٹنگ میں مصروف تھے
یہ دس کے دس یورپ کے مشہور ترین لوگوں کی سیرت سرورس کے
سربراہ تھے۔ صدر خود میزبان ملک کی سیرت میں لکھ لکھ کر
"یہ عالم آسمانی پر اسرار اور غلط ہے۔ ہمیں اس سے بے

لڑی اور اجماع فیصلے کرنے ہوں گے۔
صدر کرنل سی گال نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں میٹنگ کے دیگر
ممبران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن اس پر اسرار غلطی کی اصل ذمہ داری تو ہمارے سامنے

ہی نہیں ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اور اس سے وہ لوگ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

ایک ممبر سینیورناٹھ نے جواب دیا۔

”جی تو اس تمام پیراٹرم میں اہم چھپیدگی ہے میرا خیال ہے پہلے یہاں اس بارے میں سوچنا چاہیے۔ اس کے بعد ہی کوئی ایسا کلیوٹل سکتا ہے جس کی روشنی میں ہم اسے حل کرنے کے متعلق متوجہ کئے گئے ہیں“

ایک دوسرے ممبر نے جواب دیا۔

”وہیے اگر دیکھا جائے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے کہ کسی ملک کے ایسے عناصر کی تفصیلات حاصل کرنا جو اس کی حکومت کے خلاف رہا ہو۔ تقریباً ہر ملک میں ایسے سیاسی عناصر موجود ہیں جو کھلم کھلایا درپردہ حکومت کے خلاف رہتے ہیں اور پھر ہر حکومت ایسے عناصر سے اچھی طرح واقف رہتی ہے“

”یہ تو ٹھیک ہے۔ مٹرا گل منجر پچیدگی یہاں پیدا ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے تقریباً ہر بڑے ملک کے ایسے عناصر کی تفصیلات جمع کی ہیں۔ اس کا مقصد کیا ہے۔ اس سے توصیف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بین الاقوامی سازش ہو رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سازش کے نتائج ہمارے قصور سے بھی زیادہ بھیا تک نکلیں“

صدر نے جواب دیا۔

”آخر ایسی حرکت کون کر سکتا ہے اور اسے اس سے کیا مفادات مل سکتے ہیں جو حکومتیں آپس میں متحارب رہتی ہیں اور جن پر ایسی حرکت کا شک کیا جاسکتا ہے وہ سب اس بسٹ میں شامل ہیں اور ان

سب عناصر کی تفصیلات حاصل کی گئی ہیں“

ایک اور ممبر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے ایسا کہ کسی ایسے ملک کی یہ حرکت ہو جو اپنا ہر ناقہ و گروپ میں شامل نہ ہو“

ایک اور ممبر نے رائے دی۔

جہاں تک جاری معلومات کا تعلق ہے ایسا کہ جی تہہ بہہ نابل ذکر ملک کو نشانہ بنایا گیا ہے اور اگر کسی ایسے ملک کی حکومت بھی ہو جو کسی طرح جی نابل ذکر اشارہ نہ ہوتا ہو تو پھر وہ تمام دنیا کے طاقتور ترین ممالک سے کیسے ٹکرا سکتا ہے“

ایک اور ممبر نے جواب دیا۔

”نہیں اگر ایسا ہے بھی تو وہ اس سے کیا نفع اٹھا سکتا ہے ظاہر ہے اگر وہ تمام دنیا کی حکومتوں کے مخالف گروپ کو یکسپند مسئلہ کرنا چاہتا ہو تو اسے خود ناقہ و گروپ اور معاشی طور پر انتہائی مہر ہونا چاہیے۔ اس طرح وہ ایسا کر سکتا ہے کہ کوئی انٹرنیشنل گروپس کو معاشی طور پر بے پناہ اسلحہ دے کر بے ہمتی کے خلاف کسی سازش کے لئے کھڑا کر سکتا ہے اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو وہ ملک ان لوگوں کی حکومتوں سے کیا مفاد اٹھا سکتا ہے۔ پھر اگر اس کے مفادوں و مفادات کا تعلق ہے تو وہ کسی ایک ملک کے ساتھ ہو سکتے ہیں نہ کہ دنیا کے تمام ممالک کے خلاف“

ایک نے بھرپور دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”مہر حال جو لوگ بھی اس کی پشت پر ہیں ان کا ظاہر ہے کوئی نہ

ہمارے چند دوست مالک نے بھی اس کا انکشاف کیا اور پھر جب
جمع نے ایٹم گروپ کے مالک سے اس بات پر اس کے کسی کی توجہ چلا کر
تقریباً تمام قابل ذکر مالک کے سیکرٹریسے۔ ان کے ساتھ یہی
عمل کیا گیا ہے :

• پہلے کسی بھی ملک کے سیکرٹری کے پاس یہ بھی کہ غرض
چھوڑ کر دیکھ لیتے ہیں ان کے فوٹو کے ساتھ ساتھ
سفارتی پتے پر اس معاملے پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کئی سفارتی
قابل ذکر مالک یہ چاہتے ہیں کہ ان کے پتے کے ساتھ ساتھ ان کے
ان سبب کے ساتھ یہ حرکت کی گئی ہے اب تک جو اس کے متعلق
جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ صرف اتنی ہیں کہ اس سلسلے میں چند
پر نام ہیں جن میں ایک پارٹیاں خاصی بڑی ہیں لیکن ان کا غرض کی کوئی
کس کے اس میں اصل مجرم کون ہے۔ اس سلسلے میں ابھی کوئی
ہے بھی معلوم نہیں ہو سکی معاملہ کی درپردہ اہمیت کی خاطر یہ مینٹن
کا لی گئی ہے :

• صدر ان قابل دیکھتے ہوئے آخری فقرے ادا کئے۔
"میرے خیال میں جو بین الاقوامی طور پر ایک پارٹی تشکیل دیں
جس میں وہ نالائے چیدہ جیدہ مالک کے اچھے سیکرٹری ایجنٹ شامل
ہوں اور وہ سب مل کر اس کیس کا سراغ لگائیں۔ ہر ملک ایک دوسرے
کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔
ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

• صدر نے یہ بھی جو سب سے بڑا ملک ہے اور اس

کوئی اتحاد اس میں نہیں ہوگا۔
وہ کیا مفاد ہے ؟
اور اگر وہ مفاد ہماری حکومتوں کے مفاد ہیں تو یہ ہمارا فرض
ہے کہ ان لوگوں کو اس سے روکا جائے۔
صدر نے سنجیدہ پہلو میں کہا۔

"اس سلسلے میں جو واضح معلومات ہمیں ملتی ہیں اس کے پاس ہیں
وہ مینٹن میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ ان کی روشنی میں آئندہ کالکٹر کل
سوچا جاسکے۔
صدر کے قریب بیٹھتے ہوئے ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

• ہر سب کو جو معلومات اس سلسلے میں ملتی ہیں ان کا مجموعہ اس
فائل میں موجود ہے جس سے پتہ چل سکتا ہے کہ ان
صدر نے میز پر پڑی ہوئی ایک ٹرنک کی فائل اٹھاتے
ہوئے کہا۔

"خبر دہانی سے ہم گوشہ برآ کر ہیں :
ایک ممبر نے تنبیہ کی کہ جواب دیا۔
"اس جیکر کا پہلا انکشاف ہمارے ملک سے ہوا جب کہ ایک
یہ معلوم ہوا کہ حکومت کے ان سیکرٹری کے خلاف ہیں ان کی فوٹو کا پتہ
کے ریکارڈ پر مشتمل ہیں جو حکومت کے خلاف ہیں ان کی فوٹو کا پتہ
ہو معلوم طور پر آسانی تھی ہیں۔ ہمارے سیکرٹری ریکارڈ آفس میں یہ
انتظار رکھی گیا تھا کہ اگر کوئی کسی کا غرض کی فوٹو آئے تو معلوم ہو سکے
جس شخص اس کا انکشاف ہوا ابھی ہمارا محکمہ اس پر غور کر رہا ہے۔"

سہیل نے ہم کو دیکھ کر ایک دوسرے کی کامیابیوں یا ناکامیوں سے دوسروں کو آگاہ رکھا جائے گا۔ ایک اور مہر نے تجویز پیش کی۔

”میرے خیال میں بہتر صورت یہ ہے کہ چیدہ چیدہ یورپین ممالک کا غلطی نہ کروپ تشکیل دیا جائے۔ ایشیا والے علیحدہ اپنا گروپ قائم کر لیں۔ اظہار ہے کہ میں تو ہم لوگوں سے ہی اس کو مانا ہے؟“

”تو پھر اس کا کریڈٹ ایشیا والے کیوں سے جائیں؟“ ایک مہر نے قدرے غصیلے ہوئے کہا۔

اس تجویز کے پیش ہوتے ہی سب ممبران نے اس کی بھرپور تائید کی اور پھر اکثریت رائے سے اس کا فیصلہ کر لیا گیا۔ اس گروپ کا نام یورپین سیکرٹ سروس، نو سینٹین ہیروین۔

یعنی ای۔ ایس۔ آئی جی۔ تجویز کیا گیا اور اس کا صدر مقام اس ممبران ملک میں رکھا گیا۔ چنانچہ ہر ممبر نے اپنے اپنے معرکہ و فتنہ ترین سیکرٹ ایجنٹ کا نام صدر سینگ کو تجویز ہی طور پر دے دیا اور چند دیگر غمنی خصلتوں اور قاتلوں کا۔ روایتوں کے بعد سینگ بڑا مست کردی گئی۔

عملان نے تیزی سے اپنی کار کھینچ ڈی شینزان کے قریب روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا کیٹھے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کیٹھے میں خاصہ ریش تھا تقریباً ہر میز کی توتی تھی لوگوں کی باتوں اور خوبصورت لڑکیوں کے منظر مہم جوں نے ماحول کو افسانوی رنگ دے رکھا تھا۔

عمران اس ماحول سے متاثر ہوئے بغیر دروازے کے قریب موجود ٹوائٹ کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ ٹوائٹ کے قریب پہنچا وہ متحکم کر رہ گیا۔ کیونکہ اسی لمحے ٹوائٹ کا دروازہ کھلا اور ایسا نوجوان باہر نکل آیا۔

عمران حیران رہ گیا کہ ٹائیکر کہاں غائب ہو گیا۔ اس نے ایک نظر نوجوان پر ڈالی جو ایک میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران سر ہٹاک کر ٹوائٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

”کوڑا ایم“

”تم کہاں سے بول رہے ہو اور“

عمران ٹائیگر کے بتاتے ہوئے کوڑے سے پوشیدہ سمجھ گیا تھا۔

چند لمحوں تک خاموشی یہی پھر ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”میں اس وقت پانامہ سے بول رہا ہوں جناب آپ سمجھ سکتے ہیں“

”اوہ“

ٹائیگر کی آواز آئی۔

”اور عمران نے اور ایڈیٹل کہہ کر رابطہ قائم کر دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے اسے نظر راہ پر لگانے کے لئے پانامہ شہر

نام لیا ہے تاکہ وہ پانامہ کے مجرم ہیں رہے۔ جانا نکر وہ جانتا تھا کہ پانامہ

الحکومت سے بیس میل دور ہے۔

اور وایٹ ٹائیگر میرف دس میل کے اندر ہی کام کر سکتا ہے۔

عمران نے وہ ٹیمن دیا اور دوبارہ ٹیمن کی طرف سے بڑا ٹوٹا۔ ٹوٹا ٹوٹا

بڑا ٹوٹا ٹیمن کا اس نے ٹیمن آنا اور پھر اندر جاتا تھا تو اس نے ایک پیل ٹائیگر

میں نے پیل ٹائیگر کو روک دیا۔ ٹیمن نے پیل ٹائیگر کے اوپر ایک

بڑا اور اس میں کراسنگ کا مدھماٹا سننا بنا ہوا تھا۔ یہ نشان کسی

بڑا درجہ سے پیل ٹائیگر کی سطح پر تیزی سے کھڑکایا تھا۔

عمران نے پیل ٹائیگر جیب میں ڈالی اور پھر دروازہ کھول کر ٹوٹا

سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ کیسے کے مین گیٹ کی طرف ہی تھا۔

اس نے مین گیٹ کے قریب موجود پبلک فون بوتھ کا دروازہ کھولا

ٹوٹا ٹوٹا حسب توقع خالی تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ٹوٹا

کو بغیر ٹیمن کرنا شروع کر دیا۔ کسی قسم کے جندو جند کے آثار و ماں

موجود نہیں تھے۔

وہ یہ تو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ٹائیگر کو مجبوراً وہاں سے نکلنا پڑا

ہوگا۔ مگر یقیناً اس نے عمران کی رہنمائی کے لئے وہاں کوئی نشان ضرور

چھوڑا ہوگا۔ اور عمران کو کسی نشان کی تلاش تھی۔

ٹوٹا ٹوٹا کا ایک ایک چپہ چپہ جاننے کے باوجود جب کوئی نشان نہ ملا

تو عمران نے اپنی ٹیمن کی کواڈرٹ میں چنپا اور ٹائیگر سے سلسلہ ملانے کی کوشش

میں مصروف ہو گیا۔ تو یہاں پہنچے ہی محل کے بعد سلسلہ قائم ہو گیا۔

”ٹائیگو کون بول رہا ہے اور“

دوسری طرف سے آواز آئی۔

”تم کون ہو اور کوڑا ٹیمن تیار ہو اور“

عمران نے بدلی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

دیسے وہ ٹائیگر کی طرف سے۔ مگر بس ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس پر ہے

اگر دوسری طرف ٹائیگر خود ہوتا تو اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر مجرموں کے تھے جڑھ چکا ہے اور اب مقابل

میں ٹائیگر کی بجائے کوئی مجرم ٹائیگر کی آواز کی نقل کرنے کی کوشش کر

رہا ہے۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد دوبارہ آواز آئی۔

”بیس میر اسلم بول رہا ہوں کوڑا ٹیمن کی آواز اور“

اس بار ٹائیگر کی آواز سنائی دی تھی۔

اور اندر داخل ہو گیا۔

رہسبور اٹھا کر اس نے سکڑا لایا اور پھر منہ گھمانے لگا۔ چند لمحوں کے بعد
ہی راہ بطور قائم ہو گیا۔

”میں عمران بول رہا ہوں؟“

عمران نے سلسلہ ملتے ہی سچندرہ بچے میں کہا۔

”بیک زبرد سپینگ مسر“

دوسری طرف سے بیک زبرد کی آواز سنائی دی۔

بیک زبرد و صفدر اور کین شکیل دونوں کی ڈیوٹی بھار کا لوٹی کی کوٹھی
نمبر ۲۰ پر لگا دو۔ وہاں شوگر اس سیکریٹ سرس کے ایک جاسوس
شی چیگ یا اس کے ساتھیوں کی نقل و حرکت چیک کریں؟

عمران نے احکام دیتے ہوئے کہا۔

”شوگر اس سیکریٹ سرس۔“

بیک زبرد کا ہوجر لکھب سے بھر پور تھا۔

”ہاں“

عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے شی چیگ کا حلیہ تفصیل سے بتا

دیا۔

”بہتر جناب میں ابھی انہیں احکام دیتا ہوں“

بیک زبرد نے موہا نہ بچے میں جس جواب دیا۔

”ہاں! اور تصویر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ میرے فلیٹ کی نگرانی کرے۔“

اور اگر مشتبہ آدمی اس فلیٹ کی نگرانی کرتا ہوا نظر آئے تو اسے چیک
کرے۔ اُسے سختی سے کہہ دینا کہ کسی قسم کی حماقت برداشت نہیں کی

گئے گی۔۔۔“

عمران نے تصویر کے متعلق احکام دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر جناب۔۔۔ بیک زبرد نے جواب دیا۔

”اور جو یا کو حکم دو کہ وہ مجھے کیسے ڈیوٹی میں آئے قریب فوراً آئے

میں اس کا انتظار کروں“

عمران نے بیک زبرد کو کوئی اسے متعلقہ بات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر جناب۔۔۔ کیس کیا آپ مجھے پوزیشن بتا دیں گے کہ کیا کیس

ہے۔“

بیک زبرد نے الجھن سے نجات پانے کے لئے آخر عمران سے سوال

کر ہی دیا۔

”ابھی تک کسی کیس کے سر پر کا مجھے بھی علم نہیں بہر حال اتنا نظر آتا

ہے کہ کوئی لباس سید شروع ہو چکا ہے“

عمران نے بھیجی۔۔۔ سے جواب دیا۔

”ان لوگوں کی طرف سے عمر کوئی رپورٹ آئے تو پھر میں آپ سے

کہاں ٹکنا کروں“

”میں خود ہی نہیں گاں کر رہا ہوں۔۔۔“

بہتر سپورٹس سے لگا دیا۔

فون بونٹہ کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی۔ وہ کسی گہری سوچ

میں غرق تھا۔

بیک زبرد وغیرہ کیس تھا؟ ان کے متعلق احوال عمران کے پاس

کون سی آف ایشن نہیں تھی۔۔۔ یہی وہ حال تھا کہ اس بیک میں کیس کا

”کون ہو تم؟“

جولیانے انسانی سخت بے میں آواز دی۔

”میں صدیوں سے بھٹکی ہوئی ایک روح ہوں۔ جو تمہارے پیار کی تلاش میں آج تک سرگرداں رہی مگر آج مجھے سنا مل گئی ہے۔“

اب آواز کسی اور جگہ سے آ رہی تھی۔

اور جولیانے بکھڑا دیا۔ اس کے جسم میں سرودی کی ایک تیز سی لم دوڑ

گئی۔ اس نے تیزی سے بلاؤز میں ہاتھ ڈالا۔ اور پھر ایک چوٹا سا ٹیڈ نیو لیا۔ لوز نکال کر وہ آگے بڑھی۔ وہ ستون کے پیچھے دیکھنا چاہتی تھی مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

”کیا بات ہے جولیا کیا دیکھ رہی ہو؟“

اچانک اس کی پشت سے عمران کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے

گھوم گئی۔

سامنے عمران معصوم صورت لئے کھڑا تھا۔

”یہ تمہاری بشارت تھی تم مجھے بے حد پریشان کہتے ہو۔ اس واقعہ میں باس سے نہ رو تمہاری شکایت کروں گی؟“

جولیانے غصے سے چوٹ پڑنے والے بچے میں جواب دیا۔

”کیسی شکایت کیا تم گھاس تو نہیں کھا گئیں مجھے تو باس نے خود

بھیجا ہے کہ میں تم سے اس کیفے کے باہر ہوں؟“

عمران نے انتہائی معصومیت سے جواب دیا۔

اور جولیا خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

”اچھا اب زیادہ باتیں مت کرو کام بتاؤ؟“

ہیں۔ اس نے سوچا کہ شیشی چنگ سے اب راز اگلا نا ہی پڑے گا۔

اس نے اس نے صفحہ راور کیٹیں تشکیل کو شیشی چنگ کے پیچھے لگا دیں

تھا۔ بگ باس کے فون سے اس کے ذہن میں ایک مبہم سرشت بن

سر اٹھایا تھا کہ کہیں اس کے فلیٹ کی لڑائی نہ ہو رہی ہو۔ اگر باس

تو وہ اس آدمی کے ذریعے بگ باس تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔

اپنی کار سے تقریباً بیس گز دور وہ ایک ستون کے پیچھے ٹھہر کر

جولیا کا انتظار کرنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک ٹیکسی کیلے ڈمی شیزان کے قریب آ

کر رکی اور پھر ٹیکسی سے جولیا باہر نکل آئی۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا

اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

جولیا اُدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ وہ یقیناً عمران کو تلاش کر رہی تھی۔

”اُدھر آجائو جان من نہ جانے کتنی صدیوں سے میری رون تمہارا

انتظار کر رہی ہے۔“

ایک مدھم سی آواز جولیا کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ چونک پڑی

اس نے اس ستون کی طرف دیکھا جہاں سے اس کے خیال کے مطابق

آواز آتی تھی مگر وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ البتہ کیفے کے اندر سے

کبھی کبھی قہقہوں اور آوازوں کا شور اسے سنائی دے جاتا تھا۔

جولیانے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر جو کئے انداز میں چلتی ہوئی

اس ستون کی طرف بڑھی ستون کے قریب وہ جا کر رک گئی۔ ستون

خاصا چوڑا تھا ستون کی چوڑائی دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ وہ فقرہ کہنے والا

یقیناً اس ستون کے پیچھے چھپا ہوا ہو گا۔

جولیانے تلخ ہنسنے میں کہا۔

”فطرت نے عورتوں کے ذمے ازل سے صحت ایک ہی کام لگایا ہے۔“

عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔

”شٹ اپ!“

جولیانے انتہائی سخت ہنسنے میں جواب دیا۔

”اچھا غصے میں مت آؤ چہ تمہیں تمہارے فلیٹ پہنچا دوں۔“

عمران نے انتہائی مطمئن ہنسنے میں جواب دیا اور اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

”سنو تمہیں ہاسٹ کیا کام ذمے لگایا ہے۔“

جولیانے انتہائی جھنجھلاہٹ میں پوچھا۔

”اس نے صرف یہی کہا ہے کہ جولیانے کو لینے دی شیراز سے اپنی

کار میں لفٹ ہے کہ اس کے فلیٹ پر پہنچا دو۔ وہ شاید تمہارا برابر

بچا نا جانتا ہے۔ بڑی ہمار دی ہوئی ہے ہاس کو تم سے دیے میں بھی

دو گین پڑوں گے رہتے لئے لیورپول میں چھوڑوں گا۔“

عمران نے جواب دیا۔

اور جولیانے کو اتنی شدت سے غصہ آیا کہ وہ کچھ بول نہ سکی۔

”چلو تا اب کیا نکلے دکھا رہی ہو مجھے دیر ہو رہی ہے۔ میں نے

ایک گریڈ فریڈ کو ٹام سے رکھا ہے میں نے اسے کچھ دکھائی ہے۔“

عمران نے کھڑکی پر غور کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور جولیانے جانے کیا سوچ کر اس مویشی مری۔ ویسے غصے اور جھنجھلاہٹ

اسے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

”ہلو۔۔۔“ جولیانے اب کار کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے

دماغ میں یہی خیال آیا تھا کہ عمران اسے پریشان کرنے کے لئے ایسا کر

رہا ہے۔

عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور جولیانے کی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عمران

مڑ کر ڈرائیو تک سیٹ پر آ بیٹھا۔ اور کار آگے بڑھی۔ وہی جھنجھلاہٹ

اس کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

خوف کام کرے گی اور دوسرا ایسی معلومات حاصل کرے گا تو فی طور پر حرم نہیں ہے۔ " مادام بٹر فلڈی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

وہی اس کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں نہیں۔

وہ تو ٹھیک ہے مادام بٹر فلڈی کے معاملے پر گہری پریشانی نہ ہو رہی ہے۔ اس نے ان کا اس میں دلچسپی لینا ایک فطری عمل ہے۔ " ڈی سیس نے جواب دیا۔

پاکیش با سے رپورٹ ملی ہے وہاں کیا پولیٹیشن ہے؟ " مادام نے سوال کیا۔
" وہاں فی الحال کوئی گروپ تو سامنے نہیں آیا لیکن انفرادی طور پر عبد و حمد شروع ہو چکے ہیں۔ " ڈی سیس نے جواب دیا۔

" بیگ نمبر دو اس وقت کس کے قبضے میں ہے اور ہمارے گروپ کی وہاں کیا پولیٹیشن ہے؟ " جلد از جلد اس بیگ کو یہاں دیکھنا چاہتی ہوں؟ " مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

" مادام وہاں اسسٹنٹ میں ایک سے زیادہ پارٹیاں مصروف ہیں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ بیگ ایک آدمی سے حاصل کر لیا گیا ہے اور وہ آدمی بھی ہماری قیدیوں سے ڈی سیس نے جواب دیا۔

" اور۔ " کے گڈ رپورٹ وہ بیگ با۔ " جلد از جلد اس بیگ نمبر۔ " مادام نے سوال کیا۔

" اس کے لیے ڈی سیس کی کوشش کر رہا ہے وہ یقیناً قبضے میں آجائے گا۔ " ڈی سیس نے جواب دیا۔

" اور۔ " کے ٹھیک ہے۔ اسی میں۔ آئی جی کی مکمل رپورٹ جلد از جلد بھیجی جاوے۔ " مادام نے کہا۔

" بٹر فلڈی سپینگ۔ " اس نے ریمور کان سے لگا کر مترنم لہجے میں کہا۔
" مادام میں ڈی سیس بول رہا ہوں، دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز گونجی۔

مادام بٹر فلڈی نے یہو بدلا اور پھر انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
" کیا رپورٹ ہے ڈی سیس؟ "

" مادام یورپین ممالک کی سیرٹ سر وینر کے سر ہا ہوں نے آج یہاں ٹینگ کی ہے جس میں انہوں نے " ای۔ ایس۔ ایس۔ آئی۔ ڈی " تفصیل دی ہے جس میں یورپ کے بڑے ممالک کے مشہور سیرٹ ایجنٹ شامل ہوئے۔ اس بیورو کا صدر مقام بھی ملک ہے اور یہ تنظیم مشترکہ طور پر ان کا غذات کو چھل کرنے کی جلد چہرہ کرے گی اور یہیں بے نقاب کرنے کی کوشش کرے گی۔ " ڈی سیس نے رپورٹ دی۔
" ہونہ۔ " کا غذات ہم نے براہ راست حاصل نہیں کئے تو یہ تنظیم ہمارے

”او کھل کر بات کر دو ڈی دن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرے پورے
گروہ میں صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جس سے میں کھل کر بات کرنا گوارہ
کرتی ہوں۔ اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہر بار جو بھی رائے دی، وہ ہمارے
لیے نیک فال ہی ثابت ہوتی تھا۔ مثلاً اد میری ذہانت اور ہمارے آدمیوں
کی خدمت کا یہی نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ہمارا گروپ انکوائس کی
طرح جوڑیں پھیلانے ہوئے ہے۔ یہ نہیں ہماری زندگی کا سب سے بڑا
سب سے اہم اور سب سے اچھا کام ہے۔ اگر اس کیس پر ہم کامیاب
ہو سکتے تو پوری دنیا ہمارے قدموں تلے ہوگی۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ بلا
ہیچک بات کرو۔“

”مادام نے جوش میں پوری تقریر کر ڈالی۔

”مادام دراصل بات یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر ابھی تک اس کیس کو
سمجھ ہی نہیں سکا کہ آپ کیا چاہتی ہیں اور ہم اس کیس سے کیا فائدہ اٹھا
سکتے ہیں۔“

ڈی ون نے کھلے الفاظ میں جواب دیا۔

”ویری گڈ مجھے فہماری صاف گوئی بے حد پسند آتی ہے۔
سنو میں کہیں تفصیلات بتاتی ہوں اس کے بعد اس کیس کو
جوئی سمجھ سکو گے۔“

”تم ہانتے ہو کہ ہمارا گروپ نیشات کا کاروبار کرتا ہے۔ اور اس وقت
پوری دنیا میں ہمارا گروپ اس کاروبار میں جھپٹا ہوا ہے اس سلسلے میں انفرادی
طور پر مختلف ممالک کی حکومتیں ہماری سدا رہتی ہیں، پھر بھی ہمارا
کام چلتا رہتا ہے مگر پچھلے ایک سال سے پوری دنیا کی جدید حکومتیں

بڑ بہتر مادام آپ فکر نہ کریں میرا شبہ مکمل طور پر ان کے خلاف کام کر
رہا ہے۔ ڈی ون سس نے جواب دیا۔

اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔
اس کے ٹیلیفون چہرے پر پریشانی کے آثار اب کافی حد تک واضح
ہو چکے تھے۔

اس نے سونے کے بازو میں لگا ہوا ایک ہن دبا دیا اور تقریباً پانچ
منٹ بعد ہی دروازے پر دستک سنائی دی۔

”بیس کم ان ٹیٹرنڈن سیٹھی جو بھیجی وہ تقریباً ۲۰ سال کی ایک انتہائی
ٹیلیفون ٹینٹ تھی۔

اس کی غیہ معمولی طور پر جھجکتی ہوئی آنکھیں اس کی انتہائی ذہانت کی عکاسی
کر رہی تھیں۔

دروازہ کھلا اور میرا ایک گھٹے ہوئے جسم کا ٹو جھان اندھا داس ہوا۔

”دیس مادام، اس نے انتہائی مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔

”بیٹھو ڈی ون میں نے تم سے ضروری باتیں کر لی ہیں۔“

مادام نے قدرے نرم لہجے میں ڈی ون سے کہا اور ڈی ون خاموشی
سے سامنے رہی جوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہمارا شن فہماریس۔ میں سے قریب سے دونوں ٹیک آج ہمارے

پاس پہنچ جائیں گے۔ اب مشن فہماریس کے سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔“

مادام نے بحث کے سے انداز میں سوال کیا۔

”مادام میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ آپ کا حکم ہمارے لیے اہم ہے۔“

ڈی ون نے کچھ ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

ہر دنیا کی حکومتوں کے اپنے کاروبار کے خلاف قاعدہ کردہ "پول" کو ناکام بنا سکتے ہیں۔

ڈی ون نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم نے صحیح اندازہ لگایا اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ کائنات میں کیا تھا۔ ان کائنات میں ہمارے نباتات کے کاروبار پر بین الاقوامی سطح پر تحقیق کی گئی تھی۔ اور ہماری تشخیص کی چیز جو اس میں شامل تھی وہ یہ تھی کہ تمام دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے خلاف موجود ایسے سیاسی عناصر کی شاہجی کی گئی تھی۔ جو اگر حکومتوں پر قابض ہو جائیں تو وہ ہمارے کاروبار کی سرپرستی کرنے پر تیار ہیں۔"

نہ بتاتی نے کائنات میں موجود اصل راز پر سے پردہ ہٹا دیا۔
 "ویرجی گلاسیچ کیا وہ کائنات مکمل ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کیا ہمارے کاروبار کے سرگرم ہیں آنے والے تمام ممالک کے متعلق ان میں تفصیل شامل ہے؟"

ڈی ون کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
 "ہمارا کائنات تو مکمل ہیں، لیکن شاید تحقیق کرنے والوں نے اپنے آپ کو دو گروپوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ پریچین گروپ کے وفادات عیسائی تھے اور ایشیا گروپ کے عیسیدہ اب دونوں گروپوں کے کائنات ہمارے پاس پہنچنے والے ہیں۔"

یہ تھا وہ مشن بنراجن کے لئے ہماری ٹیم پہلے تین ہفتے سے کام کر رہی ہے۔"
 بنراجن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

اس کاروبار کے خلاف متحد ہو گئیں۔ انہوں نے ایک علیحدہ بین الاقوامی حکمہ اس کاروبار کو ختم کرنے کے لئے تشکیل دے دیا، اس کے باقاعدہ قواعد و ضوابط عمل میں لانے گئے اور ہر حکومت ان قواعد و ضوابط پر سختی سے پابندی کرنے لگی۔ اس طرح آہستہ آہستہ ہمارا کاروبار مٹا چلا گیا۔

ہم کسی ایک یا دو حکومتوں کے خلاف تو کام کر سکتے ہیں مگر پوری دنیا کی حکومتوں کے خلاف کام کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو کر رہ گیا ہے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ مجھے یہ کاروبار قطعی ختم ہونا نظر آیا۔ چنانچہ میں نے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوئی صورت نکالنے پر غور کرنا شروع کر دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی فخری طور پر دوسرے چھوٹے گروپ بھی جو اس نازک صورت سے دوچار تھے وہ بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔

تقریباً چار ہفتے پہلے اچانک ایک مشن کے دوران ایک عجیب

انکشاف ہوا۔
 گودامروں کے لئے اس میں دل چسپی کا کوئی سامان ہوا نہیں، بہرحال مجھے جب ان کائنات اس کی رپورٹ ملی تو میں نے اس مسئلے میں گہری دلچسپی لی۔"

بنراجن سانس لینے کے لئے رک گئی پھر اُس نے ڈی ون سے اچانک سوال کیا۔

"تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں کیوں اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گئی؟"

"کیس مادام فیثا ان کائنات میں کوئی ایسا انکشاف ہوگا جس کے ذریعے

”لیکن مادام! ان کاغذات کی بینک دوسرے لوگوں کے کانوں میں کیسے پڑ گئی؟“

”ڈی ون نے سوال کیا۔“

”تمہیں معلوم ہے میں نے ڈی ون ہنڈرسٹسی کو کیوں گوئی مارنے کا حکم دیا تھا۔ وہ ہمارے گروپ کی کافی سیٹھ تھا، اس نے یہ راز ہمارے مخالف گروپ کو پہنچا پایا تھا۔ وہ نوک ان کاغذات کو حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ ان سے خود ناکامہ اٹھا سکیں۔“

مادام بشر فلتائی نے جواب دیا۔

”ہونہر تو اس سلسلے میں مزید آپ کا کیا پروگرام ہے؟“

”ڈی ون نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔“

”حقیقی معنوں میں اب کام شروع ہونا ہے کاغذات حاصل کرنا تو ایک ابتدائی کاروائی تھی اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کاغذات سے صحیح معنوں میں کیسے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟“

مادام نے حتیٰ خیر بھیجے میں کہا۔

”آپ کا اس سلسلے میں کیا پروگرام ہے، آپ کے خیال میں ان کاغذات سے صحیح فائدہ کیسے اٹھایا جاسکتا ہے اور اس مفاد کے اٹھانے میں کیا رکاوٹیں حال میں ڈی ون نے سوال کیا۔“

”سب سے پہلی رکاوٹ تو یہ ہے کہ یورپین ممالک نے اس مشن کے خلاف ایک مخصوص بیورو قائم کیا ہے جس میں یورپین ممالک کے چیدہ چیدہ سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں اور دوسری رکاوٹ وہ حکومتیں ہیں، جن کے خلاف ہم کام کر رہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان سیاسی عناصر کو مالی امداد

در اسلحے کی سپلائی کی جائے۔ اور حکومتوں کے خلاف سازشیں کر کے ان عناصر کو محسوس دلاو دی جائیں اور اس سے پہلے ان کے سرکردہ عناصر سے قاعدہ ایگزیکٹ کیا جلمے کر وہ ہمارے کاروبار کے لئے ہر قسم کی مراعات دیں گے۔“

مادام بشر فلتائی نے خیال انگیز بھیجے میں کہا۔

”مادام یہ بڑا وسیع پروگرام ہے اور کتنا مخفی معاف میں سمجھتا ہوں۔ یہ پروگرام صرف ہماری پارٹی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہمیں تقریباً ہر پڑے ملک کی طاقتور حکومتوں سے ٹکروانا پڑے گا، ان حکومتوں کی سیکرٹ سروسز اینٹیجیس اور پولیس بیک وقت ہمارے آڑے آئیں گیں، اور ہمارا کام روز بروز مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔“

”ڈی ون نے کھلے لفظوں میں تمام خدشوں کا اظہار کر دیا۔“

”یہ تو ٹھیک ہے لیکن تم یہ کیوں سوچتے کہ ایک تو ہمارا گروپ تقریباً دنیا کے تمام بڑے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے اور ہم میں اتنی طاقت بھی ہے کہ ہم حکومتوں کو ان کے ذریعے سوتلا کر ڈالیں۔“

”دوسرا آج کل کے سیاسی حالات تم اچھی طرح جانتے ہو ہر حکومت کے خلاف تقریباً علوم اور باغی عناصر کام کر رہے ہیں، ہمیں صرف انہیں بیوروٹ کرنی پڑے گی باقی کام خود بخود ہوتا چلا جائے گا۔“

مادام نے جواب دیا۔

”یہ تو ٹھیک ہے مادام مگر آپ بظاہر اتنے معمولی کام کی وسعت کا اندازہ کریں کہ ہمیں کیا کیا کرنا پڑے گا۔“

”ڈی ون نے جواب دیا۔“

ڈی دن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جب میں کسی کام کا فیصلہ کر لوں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس کام سے باز نہیں رکھ سکتی، اور تم مسلسل مایوسی کی باتیں کر رہے ہو اور میں برداشت کر رہی ہوں۔ اب اگر تم نے منفی انداز میں بات کی تو میں اس کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیے۔
 مادام کو یکم جہاں آگیا اس کی خوبصورت آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔
 ”مم — مادام میں تو ایک املائی بات کر رہا تھا ویسے آپ کے حکم پر ہم سر دھڑکی بازی کھانے کو تیار ہیں۔“

ڈی دن کا رنگ زرد پڑ گیا۔
 ”تو پھر تم کوئی تعمیری تجویز پیش کرو۔“
 مادام ڈی دن کے لہجے سے نرم پڑی۔
 مادام اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ ہم اپنے کاروبار میں شامل تمام بڑی یا بڑوں کا ایک پول بنالیں۔ تاکہ ہم سب متحد ہو کر اس سلسلے میں کام کر سکیں، بالادستی ہماری قائم رہے گی اور جب کام مکمل ہو جائے تو پھر ہم جیسے چاہیں گے انہیں ڈیل کر لیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ پارٹیاں بھی ہمارے آڑے آئیں گی اور پھر حکومتیں بھی شاملہ دوسری پارٹیوں کو خریدنے کی کوشش کریں۔
 دن ڈی نے اپنی تجویز پیش کر دی۔
 ”ہو نہ خیال تو اچھا ہے مگر کیا دوسری پارٹیاں ہماری بالادستی منظور کر لیں گی؟“

مادام نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔
 ”یہ کام آپ مجھے پرچھو دیں میں ان سب کو راضی کر لوں گا۔“
 ڈی دن نے اعتماد سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

”ویر می گڈ اگر تم یہ کام کر لو تو سمجھو ہمارا آدھا کام پورا ہو جائے گا۔“
 مادام کے لہجے سے مسرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔
 ”ٹھیک ہے مادام آپ اس بارے میں قصی نکرنا کریں۔ ہاں البتہ آئندہ نیا پلاننگ کے لئے آپ تفصیلات طے کر لیں۔ تاکہ جتنی جلدی ہو سکے کام تیز کیا جاسکے۔“
 ڈی دن نے جواب دیا۔
 ”او — کے اب تم جانتے ہو جب پول ہو جائے تو مجھے رپورٹ کرنا۔ اتنے میں میں آئندہ کی تفصیلات طے کر لیتی ہوں۔“
 مادام نے جواب دیا۔
 اور ڈی دن اٹھ کر دوبارہ انداز میں دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ڈالٹ کے اندر دوڑ گیا۔

ٹائیگر نے قدرے مسکراتے ہوئے بند ہوتے دروازے پر نظر ڈالی
در پھر اس کی نظریں بال میں گھومنے لگیں۔
اسے کوئی بھی مشکلی شکوک نظر نہیں آئی تھی۔

اس نے سوچا ہو سکتا ہے تعاقب کرنے والوں کو وہ کیسے میں داخل
ہونا نظر آیا ہو۔ اس لئے اب باہر بڑک پر جان خود اپنے آپ کو ان کی
غروں میں لانا تھا۔

چنانچہ ایک لمحے کی سوچ کے بعد وہ تیزی سے کاؤنٹر کے قریب
موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک کی بجائے دو در
سیڑھیاں بھلا گیا ہوا دوسری منزل پر چڑھتا چلا گیا۔

اس منزل میں چند رہائشی کمرے تھے جو کھنٹوں کے حساب سے بک
کئے جاتے تھے۔ ظاہر تھا کہ یہ عیاشی کا ایک مخصوص اڈا تھا اور ہوٹل کی
انتظامیہ سولے مخصوص کیمپوں کے دوسروں کو اوپر نہیں جانے دیتی ہوگی۔
اس لئے اس نے سوچا کہ میں اوپر پہنچ جاؤں تو کچھ عرصہ کے لئے تعاقب
والوں سے بچھا چھوٹ سکتا ہے۔

پھر جیسے ہی وہ دوسری منزل کے قریب پہنچا وہاں بیٹھا ہوا ایک
دربان اس کے آڑے آگیا۔

”فرمائیے صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں، ادھر پراپیوٹیٹ ہے“
دربان نے فہمائش آمیز لہجے میں سوال کیا۔

”مجھے کمرہ نمبر دس میں جانا ہے۔ وہ میں نے ہی بک کروا لیا ہے“
ٹائیگر نے اندازاً کمرے کا نمبر بتلاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

ٹائیگر نے جیسے ہی کال ختم کی اس نے ٹوالٹ کے دروازے پر
دستک سنی، ہٹا ہر تھا کہ اسے کافی دیر ٹوالٹ میں ہوگئی تھی اگر یہ مجرموں
کی دستک نہ ہوئی تو کسی انتہائی ضرورت مند کی ہوگی۔ جواہر جلی میں
ہوگا۔

اب باہر نکلا ضروری تھا اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس
کے ہاتھ میں پینل مارچ آگئی۔ اس نے بیڈ کے بگل کی نوک سے اس پر
ایک مخصوص نشان ڈالا اور پھر پانی کی ٹینکی کا ڈھکن اٹھا کر پینل مارچ اس
میں ڈال دی۔

بیڈ دوبارہ باندھ کر اس نے ٹوالٹ کا دروازہ کھولا اور مطمئن
انداز میں باہر نکل آیا ماسٹرنے ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے چہرے پر
انتہائی پریشانی کے آثار تھے، ٹائیگر کو باہر نکلتے دیکھ کر اس کے چہرے
پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ برق کے گوندے کی طرح

ن میں سے ایک نے غراتے ہوئے کہا۔
ایک لمحے کے لئے تو ٹائیگر نے سوچا کہ ن سے کرا جائے، مگر اُن
گوگوں کے چہروں کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ٹائیگر کو کوئی مارنے سے
قنطیٰ دیرخ نہیں کریں گے۔

اتنے میں دروازے پر ٹکی سی رسک ہوئی۔
”مارگر دیکھو باہر کون ہے“

ایک غیر ملکی نے دوسرے سے کہا جو دروازے کے قریب موجود تھا۔
مارگر نے دروازہ کھولا تو اس نے دببان لٹھا تھا۔
”جناب یہ آدمی“

دربان نے سامنے کرسی پر بیٹھے ٹائیگر کی طرف اشارہ کر کے کچھ
کہنا چاہا۔

جاؤ یہ ہمارا آدمی ہے۔“

مارگر نے انتہائی سخت بھیچے میں کہا۔

اور دروازہ ایک جھٹکے سے بند کر دیا۔

”سینوں بیگ کھولی کر چیک کرو“

اسی غیر ملکی نے جس نے پہلے مارگر کو حکم دیا، ایک اور غیر ملکی سے کہا جس
کے ہاتھ میں اس وقت بیگ موجود تھا۔

سینوں نے بیگ میز پر رکھا۔

اور پھر اس کے تالے پر زور آزمائی شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ
مکھپاتا رہا، مگر تالے کی طرح کھلے نہیں آیا۔

ٹائیگر کے چہرے پر ایک محنتی خیر سکرپٹ تھی۔ وہ خود بھی اس تالے

”صاحب آپ کا دماغ ٹھیک ہے ہمارے ہاں صرف نوکر سے ہیں۔
دسواں کرہ ہی موجود نہیں ہے“

دربان نے اب انتہائی تلخ بھیچے میں جواب دیا۔

”کیسی انتظاریہ ہے یہاں کی۔ جب دس نمبر کرہ ہی نہیں تو کیوں باک یگ
گیا۔ جاؤ پیچھے سے پیچھے کو بلا لاؤ“

ٹائیگر نے انتہائی خوفناک بھیچے میں غراتے ہوئے جواب دیا۔ اور دباز
ٹائیگر کے بھیچے سے شام بھر گیا تھا اور اسی بوکھلاہٹ میں وہ سیڑھیاں
اترنا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا مگر جب وہ ایک کمرے کے قریب
سے گزرا تو چاہا کہ دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کسی نے ٹائیگر کو
اندیکھ لیا۔

اس سے پہلے کہ ٹائیگر نبھاتا اس کے پیروں طرف رپو اور کی نالیں
اٹھی ہوئی تھیں

یہ چاروں غیر ملکی تھے، ان کی آنکھوں سے وحشت کے شعاعے بلند
ہو رہے تھے۔

ان میں سے ایک نے ٹائیگر کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور دوسرے لمحے
ٹائیگر کی کوٹ کی جیب سے ریوا اور نکال لیا۔

اب ٹائیگر مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔
کہ ن سے پہلے کے لئے وہ اوپر آیا تھا وہ پہلے سے اوپر اپنا جال بچھائے
بیٹھے تھے۔

”ادھر کرسی پر بیٹھ جاؤ“

پر کافی سے زیادہ سرکھپا چکا تھا۔

”جلدی کرو میڈن ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے“

اسی غیر مکی نے جو شاید ان کا انچارج تھا، انتہائی سخت ہلچے میں کہا۔

”یہ کوئی مخصوص قسم کا تالا ہے“

سٹیون نے شکست خوردہ ہلچے میں جواب دیا جیسے وہ ذہنی طور پر
”مالے کی ٹینک سے شکست تسلیم کر چکا ہو۔“

”گولی مار کر توڑ دو“

انچارج نے غصے سے مہر پور بھجوا دیا۔

اس سے پہلے سٹیون انچارج کے حکم پر عمل کرتا، اچانک ٹائیگر کے
ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ جھلنے لگے۔

ٹائیگر کی تمام تر توجہ اس بیگ کی طرف تھی، اس لئے وہ اس عمل
کو چمک نہ کر سکا۔

مگر جو آدمی اسے ریواور سے کور سکے کھڑا تھا، اس کی نظر اچانک گھڑی
پر پڑ گئی۔

”باس اس کی گھڑی کا ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہے۔“

اس نے اپنے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادوٹائیگر نے بھی چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا۔

وہ سمجھ گیا عمران کی کال ہے مگر وہ بے بس تھا۔

”یہ گھڑی اتار دو“

انچارج نے ٹائیگر کو حکم دیا۔

ٹائیگر نے گھڑی اتار کر خاموشی سے انچارج کو بکڑا دی۔ اسے مسلم
تھا کہ آگے کال کرنے والا عمران ہے جو ان سے اچھی طرح بٹ سکتا
ہے، اس لئے نگوار فضول ہے۔

انچارج نے گھڑی ہاتھ میں لے کر اسے ایک بار بغور دیکھا، دو بھر اس
کو ڈنڈن بھینچ لیا۔

جلنے بھینچنے والا ہندسہ صرف جلنے لگا۔

”ایس کون بول رہا ہے۔“

انچارج نے حتی الوسع آواز کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

”کو ڈ بتا دو۔“

دوسری طرف سے ایک نامانوس آواز گونجی۔

ادوٹائیگر مسکرانے لگا۔

انچارج ایک لمحوے لئے شش و پنج میں پڑ گیا۔

پھر اس نے ڈنڈن بند کر کے رابطہ ختم کر دیا اور ٹائیگر سے
کہنے لگا۔

”تم خود بات کرو۔ مگر خبردار کسی قسم کی غلط بات مت کرنا ورنہ میں
ٹولی مار دوں گا۔“

کیا ضرورت ہے باس آپ رابطہ ختم کر دیں؟

ایک نے انچارج کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”تم چپ رہو میں اس کال کرنے والے سے کوئی مطلب کی بات
اٹھانا چاہتا ہوں۔“

انچارج نے اسے جھٹھا دیا۔

ٹائیگر نے ان کی ہدایات کے مطابق عمران سے بات کی مگر وہ کوڑ
سے عمران کو نپسل "پاریچ" کی لوکیشن بتا گیا۔
"یہ کوئی بات نہ ہوئی، وہ شاید مشک ہو گیا ہے،" انچارج نے

سخت لہجہ میں ٹائیگر سے کہا۔
"تو تم کیا سمجھ بیٹھے کنگھڑی سے کوئی اللہ دین کے چراغ کا جتن
نکل آئے گا،" ٹائیگر نے ہنسنے لگے۔ "میرے جیسے میں جواب دیا۔"

اب تک وہ صرف اس بے خون کے گھونٹ پی کر چوب بیٹھا تھا کہ بیگ
کھل جائے تاکہ کاغذات کا اندازہ ہو سکے کیونکہ اسے علم تھا کہ بیگ
دو تیار کیے گئے تھے۔
"کون تھا وہ پاسٹیون نے سخت لہجہ میں ٹائیگر سے سوال کیا۔
"چھوٹا رو بہ بعد میں پوچھ لیں گے، فی الحال تم بیگ سے کھولو، انچارج نے ٹائیگر
کو حکم دیا۔

اور ٹائیگر نے جب سے سائینسر رگاریو لوزر کال کر اس کی نال تالے
پر رکھ دی۔
اور دوسرے لمحے جیسے ہی اس نے ٹراکٹر دیا یا ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور
"نلے" کے پینچے اٹکے، تیرہٹر اس نے دوسری سائیڈ کے تالے کا کیا۔
اندر پھر بیگ کھول دیا۔
بیگ کاغذات سے بالاب بھرا ہوا تھا۔ انچارج نے ایک کاغذ اٹھا۔
اور پھر اسے بغور دیکھنے لگا۔
ویری گڈ۔ یہ اصلی بیگ ہے۔ ہم دوسرا بیگ کھولنے کی زحمت
پنج گئے، انچارج نے سرسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

ٹائیگر اب سمجھا کہ اس کی پارٹی نے دونوں بیگ حاصل کر لیے ہیں۔
"چلو یہ تمام کاغذات اپنے بیگ میں ڈالو۔ جلدی کرو۔ انچارج نے
ٹائیگر کو حکم دیا۔
اور ٹائیگر نے تیزی سے کاغذات بیگ سے نکالے اور پھر انھیں
میز پر پڑے ایک ریفٹ کیس میں رکھ دیے۔
ٹائیگر نے سوچا کہ اب موقع اچھا ہے ان سے کچھ مانا جاوے۔ مگر
دوسرے لمحے انچارج نے بوٹائیگر کی پشت پر کھڑا تھا۔ اپنا ہاتھ ٹائیگر کے
سر پر رولور کے دستے کی شدید ضرب لگائی اور ٹائیگر چوٹ کی شدت
سے آگے کی طرف بھٹک گیا۔ چوٹ چونکہ اچانک اور کافی شدید تھی، اس
لیے اس کے دماغ میں سترے سے ناچ گئے۔ اسی لمحے انچارج
نے ایک اور وار کیا اور ٹائیگر کا ذہن تاریکی کے پردوں میں اچھا چلا گیا وہ
بے ہوش ہو کر کرسی سے فرش پر گر پڑا تھا۔

"جلدی کرو۔ کھل چلو۔"
انچارج نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور خود بیگ اٹھا یا جس میں
کاغذات تھے۔ پہلے والا خالی بیگ اس نے میز پر ہی رہنے دیا۔
"یہ آدمی۔"

ایک نے انچارج سے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔
 ”اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے۔ ہم اسے کہاں
 لادے پھریں۔“

انچارج نے جواب دیا۔
 اور پھر وہ یکے بعد دیگرے کمرے سے نکل گئے۔ انچارج سب سے
 آخر میں باہر نکلا۔ اس نے کمرے کا آؤٹٹک تالا بند کیا۔ اور پھر وہ بھی نیچے
 جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن ٹیکسل اور صفد دونوں شی چنگ کی کوٹھی پر تقریباً ایک ہی دقت
 میں پہنچ گئے تھے۔ ان دونوں نے اپنے موٹرسائیکل کو کوٹھی سے دور
 ایک چھتے درخت کی اوٹ میں روک لئے۔
 ”میرا خیال ہے تم اس کوٹھی کی باہر سے نگرانی کرو۔ میں اندر جا کر
 حالات معلوم کرتا ہوں۔“

کیپٹن ٹیکسل نے صفد سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”اگر ایک سو تونے تو صرف نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہو سکتا ہے ہمارا اندر
 جانا اکیس تو گے پروگرام کے خلاف ہو۔“
 صفد نے رائے پیش کی۔

”نہیں اگر اندر جانا اس کے پروگرام کے خلاف ہوتا تو وہ یقیناً ہمیں
 خاص طور پر اس کی ہدایت کرتا۔ اور پھر سوچو اس نے ہم دونوں کو اس
 نگرانی کے لئے کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دو مختلف قسم کی ڈیوٹیاں

دیں صرف باہر کی نگرانی کے لئے ایک ہی آدمی کافی ہوتا ہے۔

کیپٹن ٹیکس نے جواب میں دلائل پیش کر دیئے۔

”ٹھیک ہے تم جادو، مگر خیال رکھنا بغیر کسی مجبوری کے کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا کیونکہ ہمیں صرف نگرانی کا کام سونپا گیا ہے۔“
صفدر نے تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”تم بے فکر ہو۔“

کیپٹن ٹیکس نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
اور اٹھ گئے بڑھ گیا۔

شاید وہ صفدر کی ہدایات کا برامان گیا تھا۔

صفدر نے کیپٹن ٹیکس کے جانے کے بعد ادھر ادھر دیکھا اور پھر ارد گرد کسی کو نہ پا کر تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

درخت کی گھنی شاخوں کے درمیان وہ بڑے اطمینان سے اور بغیر کسی مداخلت کے اپنا کام انجام دے سکتا تھا۔

کیپٹن ٹیکس بڑے محتاط انداز میں چلتا ہوا کوٹھی کی پشت پر آگیا۔ پشت کی دیوار خاصی اونچی تھی کیپٹن ٹیکس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے دیوار کے قریب ہی ایک درخت نظر آگیا جس کی مضبوط شاخ دیوار پر تقریباً جھکی ہوئی تھی۔

کیپٹن ٹیکس اس درخت کی طرف بڑھا اور تیزی سے اس پر چڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دیوار پر پہنچ گیا۔ کوٹھی سنان تھی اس لئے اس نے چند لمحوں کے توقف کے بعد نیچے پھلانگ لگا دی۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔

کیپٹن ٹیکس وہیں دیوار کے قریب ہی دبک گیا۔ وہ اس دھماکے کا ردِ عمل دیکھنا چاہتا تھا۔

مگر جب کافی دیر تک جواباً کوئی آہٹ نہ ہوئی تو وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

اصل عمارت کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ عمارت کی پشت میں جتنی بھی کھڑکیاں تھیں ان سب پر لڑنے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں اس لئے اس طرف سے اندر جانے کا سوال ہی خارج از بحث تھا۔ چنانچہ وہ عمارت کے پورے کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔

وہ ایک ستون کی آڑ میں رک کر آہٹ لیتا رہا لیکن عمارت پر مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ برآمدے کے درمیان میں ایک بڑا دروازہ تھا جو تقریباً آدھا کھلا ہوا تھا۔ اور اندر تک ہوا پردہ صاف نظر آ رہا تھا۔

کیپٹن ٹیکس ستون کی آڑ میں سے نکلا اور پھر تیز مگر محتاط انداز میں قدم اٹھاتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے پیروں میں موجود ربرسول کے جوتے قطعی آواز پیدا نہیں کر رہے تھے۔

اس نے چند لمحوں کی گزر وازے کے اندر کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر وہ دروازے اور پردے کی اوٹ میں ہو گیا تاکہ باہر سے اسے چپک نہ کیا جاسکے۔ اندر مکمل سکوت طاری تھا اس لئے اس نے پردے کی سائیڈ سے اندر جھانکا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ جو بڑے جدید انداز میں سجایا گیا تھا۔ مگر وہاں

کوئی آدمی موجود نہیں تھا سامنے بائیں کونے میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اب اس کا رخ اسی دروازے کی طرف تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے کے قریب پہنچتا اس کے حساس کالوں میں دروازے کے دوسری طرف سے کسی کے کمرے میں آنے کی آواز سنائی دی اور کیپٹن سانپ جیسی تیزی سے ایک صوفے کے پیچھے رنگ گیا۔

ایک ہی لمحے کے بعد دروازہ کھلا اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا جو صوفے کی اوٹ سے کیپٹن تشکیل اسے پہچان گیا مگر یہی شے چنگ ہے اس کا اندازہ ایکٹو نے انہیں تفصیل سے بتلادیا تھا۔

سنی چنگ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ادھر کھلا دروازہ بند کر کے جتنی جڑھا دی۔

نچر وہ واپس مڑا اور دوسرے لمحے وہ ہنٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں اسی صوفے پر جمی ہوئی تھیں جس کے پیچھے کیپٹن تشکیل چھپا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اوٹ کوٹ کی جیب سے ریولور نکال لیا۔

باہر نکل آؤ: کون ہو تم؟ سنی چنگ نے پھرئی سے ایک بڑی الماری کی آڑ لیتے ہوئے کہا۔ وہ یقیناً کیپٹن تشکیل کو دیکھ چکا تھا کیونکہ صوفے کی سائیڈ سے کیپٹن تشکیل کے کوٹ کا ایک حصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ الماری اس رخ پر تھی کہ اس کی اوٹ میں موجود سنی چنگ کا ریولور اسے پوری طرح گور کر رہے ہوئے تھا۔ اس لئے کیپٹن تشکیل ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ حسب معمول ساٹ تھا۔

”اپنا ریولور دو دھنیک دو۔ جلدی کرو، سنی چنگ نے پہلے سے بھی سخت لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن تشکیل نے خاموشی سے ریولور فریئر پر پھینک دیا۔

”کیونکہ وہ تو ٹھیکڑا کرنا ہی نہیں چاہتا تھا جیسے ہی ریولور فریئر چنگ الماری کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔

”کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے؟“ اس نے شے بڑے سے بڑے لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو اور کہاں سے ٹیک پڑے جبکہ میں یہاں سوائمن کتوش میں آیا ہوں؟ کیپٹن تشکیل نے بڑے المیہ سے کہا۔

”کون مارٹن تم جھوٹ بول رہے ہو؟ شے چنگ نے اس کے ”مہینا پر جھنجھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اس کو کبھی کاماک کیپٹن تشکیل نے پہلے سے بھی زیادہ مطمئن لہجے میں کہا۔

”یہاں کوئی مارٹن وارٹن نہیں رہتا۔ سنی چنگ نے سانپ کی طرح پھسکتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر میں غلط جگہ آ گیا ہوں؟ کیپٹن نے جواب دیا۔

”تم سمجھ لے آؤں سے نہیں بھلا سکتے۔ سیدی طرح بتاؤ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ وہ گولی مار کر اس کو کتوشی میں دفن کر دیں گا۔ سنی چنگ نے ریولور کے ٹریگٹر پر انکلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس سے کیا مطلب؟ جب میں غلط جگہ پر آ گیا ہوں تو تمہیں کیوں بتاؤں کہ میں کیوں آیا تھا؟ کیپٹن تشکیل نے جواب دیا۔

”ہو نہ ہو سیدی انکلیوں سے گلی نہیں نکلتے گا۔ سنی چنگ نے پھسکتے ہوئے جواب دیا۔

”تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ میں ہی کر سکتا ہوں کہ

غلط فہم پر آجائے گی تم سے مدد فی مانگ لوں۔ ظاہر ہے تم مجھے باہر جانے سے روک تو نہیں سکتے۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اس کا بھروسہ بھی بیدار ہو گیا تھا۔ وہ اب مزید وہ پوزیشن سے نکل آ گیا تھا جس کام کی بنا پر وہ کوئی میں کھڑا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کام کا اب کوئی حجاز باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے وہ اب حجاز پر داخل ہونا چاہتا تھا۔

تم نہیں جانتے کہ اس وقت تم شہر کی کئی اہم داخل ہو چکے ہو۔ اب بغیر میری مرضی کے صرف تھوڑی طرح ہی باہر جاسکتی ہے تم نہیں شہر چنگ نے دھڑکتے ہوئے جواب دیا۔

"تو چنگ نے یہ کبھی پر ہیچ جانا ہوں کیونکہ اب میں کٹر اٹھرا ہوں چنگ ہوں۔ بس تم پورے جوتے تو بعد دینا میں باہر چلا جاؤں گا۔ کیپٹن شکیل نے نزدیک ہی پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

شہر چنگ چند لمحے تک اسے بغور دیکھتا رہا، پھر اچانک اس کے منہ سے ایک تیز سیٹی کی سی آواز نکلی۔ سیٹی کی آواز سن کر کیپٹن شکیل اٹھل کر کھڑا ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا۔ یکدم جھوٹے دروازے سے دوسرا اندر داخل ہو گئے ان کے ہاتھوں میں ریولور چمک رہے تھے۔ انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے پوزیشن لے لی۔ اب کیپٹن شکیل تین ریولور کی زوٹی تھا۔

"بیٹھ جاؤ اور مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے۔ میرا وعدہ رہا کہ اگر تم میرے لیے بے فرائض ثابت ہوئے تو تعین زندہ سلامت باہر جانے کی اجازت دے دوں گا۔" شہر چنگ بھی اب سلسلے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

کیپٹن شکیل خاموشی سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں ایک پیشہ ور قاتل ہوں اور میری خدمات سب سے گمن کو قتل کرنے کے لیے استعمال کی گئی تھیں مجھے یہی کوئی تلافی گئی تھی لیکن اب تم کہتے ہو کہ میں غلط جہد پر گیا ہوں اس لیے ظاہر ہے کہ نہ مجھے تم سے کوئی دلچسپی باقی رہ گئی ہے۔ اور نہ تمہیں مجھ سے کوئی دلچسپی ہونی چاہیے۔ کیپٹن شکیل نے پرامن اور صبر سے ایک کہانی سنائی۔

"اسے کوئی مار دو۔" شہر چنگ اچانک غصے سے چیخ پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی اس کے حکم کی تعمیل کرنے اچانک ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ "باس آپ کا فون۔" اس نے منہ دبا۔

یہجی س کہا۔ "اچھا جی ملے۔" شہر چنگ نے اسے حکم دیا اور اس چلا گیا۔ "تم تو اتنا ہی زور درج آدمی ہو میسٹر دوست تم فون سن لو تو پھر اطمینان سے بیٹے متعلق سوچنا کیوں خواہ غواہ غلط بھی میں مبتلا ہو کر پریشانی مول لے رہے ہو۔ کیپٹن شکیل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم غواہ ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہی طرح بتا دو کہ تم کون ہوا۔ یہاں کیوں آئے ہو؟" شہر چنگ نے اس کا زہری سے جواب دیا۔ اتنے میں وہ آدمی ٹیلیفون سپٹ اٹھا لے اس کی طویل بات سن رہا تھا۔ مگر اسے میں داخل ہوا۔ اس نے سپٹ شہر چنگ کے سامنے میز پر رکھ دیا اور ریسیور شہر چنگ کے ہاتھوں میں دے دیا۔

"ہیلو کون بول رہا ہے؟" اس نے آواز تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

”کیا مطلب؟“ ششی چنگ کیپٹن تشکیل کے منہ سے اپنا نام سن کر لچھل پڑا۔
”کیا تم سیکرٹ سروس کے آدمی ہو؟“ اس نے حیرت آمیز لہجے میں

سوال کیا۔

”نہیں میں مشر علی عمران کا پرسنل نمائندہ ہوں۔“ سیکرٹ سروس سے
بہ نسبت تعلق نہیں، کیپٹن تشکیل نے بات گول کر دی۔
”مجھے کیسے یقین آنے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو؟“ ششی چنگ نے مشکوک
لہجے میں کہا۔

”مرتب یقین کرو میں نے تو تمہیں ایک بات متلافی سے اگر تم یقین نہ کرو
تو اس سے میری صحت پر کیا اثر پڑے گا؟“ کیپٹن تشکیل نے لہجہ
میں جواب دیا۔

”تو پھر ٹھیک ہے مشر عمران کے لئے تم میرے پاس تم قید رہو گے۔ ان
سات بات کرنے کے بعد ہی تمہارا فیصلہ کر لوں گا۔“ ششی چنگ نے جواب دیا اور
پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”اسے روم نمبر چھری میں سے ہوا تو فیصلے اگر یہ ذرا بھی گڑبڑ کرے تو بلا تکلف
دل مار دینا۔“ ششی چنگ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور خود تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے
سے باہر نکل گیا۔

”جیو مسٹر“ ایک آدمی نے دیوار اس کی پشت سے رگڑتے ہوئے کہا اور
کیپٹن تشکیل اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اسی لمحے وہ کھلی کی سی تیزی
سے مڑا اور پک چھپنے کی دیریں اس نے اپنے پیچھے آنے والے آدمی کو اٹھا کر
دوسرے پرے مارا۔

”آپ سیکرٹری وزارت خاجہ سے بات کریں؟“ دوسری طرف سے سرسلطان
کے کپڑے کی آواز سنائی دی۔

”جناب میں ایس سی غلام سی ایس ایس بول رہا ہوں۔ آپ کو صبح میں
نے ضروری کاغذات بھجوائے تھے۔“ ششی چنگ نے بات کی۔

”مرٹلر سی ایس آپ کا کہیں سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس بھجوا دیا ہے۔
ان کا ایک نمائندہ علی عمران کل کسی بھی وقت آپ سے مل لے گا باقی تفصیلات
آپ انہیں بتلا دیں۔ وہ انتہائی با اختیار نمائندہ ہے۔“ سرسلطان نے باوقار
لہجے میں جواب دیا۔

”مشر مشر علی عمران وہی تو نہیں جن کے چہرے پر ہر وقت حماقت کی پچھلیاں
لڑتی رہتی ہیں۔ بھمان بیجیے۔“ مجھے ایسے فقرات کہنے پڑے۔ جو مجھے نہیں
کہنے چاہئیں تھے۔ اگر ویسا ہے تو وہ ایک بار پہلے بھی مل چکے ہیں۔ گولڈ فالت
ناخوشگوار ماحول میں ہوئی تھی۔“ ششی چنگ نے علی عمران کا نام نہ کر دیا۔
یاں وہی بائکل۔ آپ ان کے چہرے پر ہمت جابجیے۔ وہ انتہائی تیز
آدمی ہے۔“ سرسلطان نے جواب دیا۔

”بہتر جناب میں اس کا انتظار کروں گا۔“ ششی چنگ نے جواب دیا۔
”اور کے جناب؟“ سرسلطان نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے
سیور رکھنے جانے کے بعد اس نے بھی سیور رکھ دیا۔

کیپٹن تشکیل جو قریب ہی بیٹھا تھا۔ اس نے ششی چنگ اور سرسلطان کی
تمام گفتگو سن لی تھی۔ بات حیرت انگیز تھی۔ اس نے معنی خیز مسکراہٹ
سے ششی چنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشر ششی چنگ پھر تو آپ ہمارے دوست ہو گئے۔“

کیپٹن شکیل کی پشت پر خاصی اونچی دیوار تھی، دوسرے دو مشین گنیں اور ایک ریولور تھا۔

وہ حقیقہ جو بے کی طرف جو بے دان میں پھنس چکی تھی، اسے عجیبی طرح علم تھا کہ وہ ریولور سے فوری طور پر صرف ایک آدمی کو ہی گرا سکتی تھی جب کہ دوسری دو مشین گنیں یقیناً اسے بھون کر رکھ دیں گی۔

وہ تینوں لمحہ لمحو آگے بڑھ رہے تھے۔ اتنا تو کیپٹن شکیل کو یقین تھا کہ وہ اسے زندہ پکڑنا چاہتے تھے کیونکہ اگر مانے کا خیال ہی ہوتا تو وہ مشین گنیں اب تک اسے ملک عدم کا راستہ دکھا چکی ہوتیں اور شاید پہلے ہی شہید کر دیتیں۔ شہید کی جگہ نے اسی لیے جان بوجھ کر آؤٹ کیا تھا کہ وہ آگے نہ بڑھے اور وہیں رک جائے۔

ابھی وہ اسی شش درجہ میں ہی تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کے لیے ایک اُس نے کھینچے کے پھانک کی طرف سے ایک شعلہ سا لپکتا دیکھا یہ یقیناً سا افسوس لگے ریولور کا فائر تھا۔

اور دوسرے لمحے ایک مشین گن والا پکڑا کر نیچے جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے بھی ہن کر کے دوسرے مشین گن والے کو گرا دیا۔

شہید کی جگہ اس اچانک پیدا ہونے والی صورت حال سے گھبرایا۔ وہ تیزی سے ایک جھڑی میں دھب گیا۔

پھانک کی طرف سے برابر فائر ہوتے تھے کیپٹن شکیل سمجھ گیا۔ یہ فائر کرنے والا صفر رہے۔ چنانچہ اس نے موقع غنیمت جانا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دیوار کی طرف بھاگا۔

دیوار کے قریب پہنچے ہی اس نے ہائی جیمپ لگایا اور اس کے ہاتھ

یہ سب کچھ اتنا اچانک اور تیزی سے ہوا کہ وہ دونوں سنبھل ہی نہ سکے اور ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے نیچے جا گرے۔ ان کے ہاتھ سے ریولور چھوٹ چکے تھے۔

کیپٹن شکیل نے جھپٹ کر صوفے کے قریب بڑا اپنا ریولور اٹھا کر حیرت میں ڈالا اور ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا جواب تیزی سے اٹھ اٹھتے تھے۔ کیپٹن شکیل نے پہلے اٹھنے والے کی کپٹی پر ایک زوردار کد بڑا دیا اور دوسرے کے پہلو میں لوٹ کی ٹھوکر ماری۔

دونوں ضربیں ضربت سے زیادہ تیز پڑیں اور دونوں "ادمخ" کی آواز نکال کر دو باہ فرسش پڑے ہوئے گئے۔

کیپٹن شکیل تیزی سے مڑا اس نے دیوار کے کیچینی کھولی اور برآمدے میں نکل آیا۔

دیوار اس نے باہر سے منہ کھدیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا غمارت کی پشت کی طرف بڑھا۔ وہ جلد از جلد کونسل کے کپانڈ سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

ابھی وہ دیوار کے قریب پہنچا ہی نہ تھا کہ اچانک اس کے کان کے قریب سے گولی سنائی دینی لگی۔

کیپٹن شکیل پھرتی سے ایک جھڑی کے نیچے دھب گیا۔ برآمدے میں اسے شہید کی جگہ سمیت دو آدمی بھی نظر آئے شہید کی جگہ کے ہاتھ میں ریولور تھا۔

باقی دونوں نے مشین گنیں سنبھال رکھی تھیں اور وہ تینوں اس کو نشانہ بنائے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔

دیوار سے ٹک گئے۔

دوسرے لمحے وہ بازوؤں کے زور پر دیوار کے اوپر ہوتا ہوا دوسری طرف کود گیا۔

اس پر اس دوران فائر تو کیا مگر کوئی نشانہ پر نہ لگی۔

کیپٹن شکیل جیسے ہی دوسری طرف گرا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر دیوار کی اوٹ لے کر مڑ کر کی طرف بھاگا۔

جلدی وہ کونٹیوں کی پشت پر سے چلا ہوا اس درخت کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں اس کا موٹا نیکل موجود تھا۔ اچانک ایک طرف سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے چونک کر ادھر دیکھا۔ سیٹی کی آواز ایک درخت پر سے آتی تھی۔

یوریکٹ مردہ کی حالتوں کو دیکھتا اس پر کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ صفحہ ہے چنانچہ وہ صحرا اندر میں چلا ہوا اس درخت کی طرف بڑھا۔ اوپر آجڑیہ درخت کے اوپر سے صفحہ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل تیزی سے درخت پر چڑھنا چلا گیا۔

”میں نے خیال میں تم وہاں پھنس گئے تھے جب برآمدے سے تم پر فائر ہوا تو مجھے صحیح سچو نیشن کا اندازہ ہوا۔“ صفحہ نے اُسے کہا۔

ہاں صفحہ نے اسے بروقت کارروائی کی ذمہ داری ٹھکانے کی شکل میں کیپٹن شکیل نے ایک شاخ سے ٹیک لگاتے ہوئے صفحہ کو کہا اور پھر اس نے کونٹی میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے بتادی۔ میرا خیال ہے پھر کیپٹن سے بات کر کے مزید ہدایات لے لینی چاہئیں۔ کیونکہ اگر کسی چنگ کا نہیں سیکرٹ مردہ کے پاس گیا ہے تو پھر اتنی شدید فکر الٹی کی شاید ضرورت نہ پڑے

نہ رنے کہا اور کیپٹن شکیل نے اُبات میں سر ہلایا۔

صفحہ نے اپنی گھڑی کا ڈیڑھ گھنٹہ گزری کی سوئیاں محض دس منٹوں میں اور ڈیڑھ گھنٹہ گزری۔ ڈیڑھ گھنٹہ تیزی سے گزرتے ہوئے لگا۔

”ایکسٹو اور۔“ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

”صفحہ سچینگ سر اور۔“ صفحہ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

کیا رپورٹ ہے اور۔“ ایکسٹو نے سوال کیا۔

اور صفحہ نے تمام اپریشن تفصیل سے بتادی۔

”کیپٹن شکیل نے اندراج کی غلطی کی۔ بہ حال چونکہ اندراج نے کی میں نے اپنی واضح ہدایت نہیں کی تھی۔ اس لیے اس کی یہ غلطی قابل معافی ہے۔ ایسا کر۔“

”میں رہ کر تم کو اپنی کردار شکیل کو دس بجے دو۔ اور۔“ ایکسٹو نے ہدایت دی۔

”بہتر جواب اور۔“ صفحہ نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔“ ایکسٹو نے جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

”شکر ہے معافی مل گئی۔“ اچھا اب میں چلوں۔ میری ڈیوٹی تو ختم ہو گئی۔“

پٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور صفحہ نے سر ہلایا۔

کیپٹن شکیل درخت سے نیچے اُترنے لگا۔

حصہ اول ختم ہوا

نہ مگر گوشت ہے سمجھیں: "عمران نے دروازہ کھول کر اسے نکلتے ہوئے کہا۔
تو ایسا اندر ہی بیٹھی رہی۔ عمران اُسے بغیر کوئی مزید لفظ نہ بولا۔ کیونکہ
صرف مڑ گیا۔

جبکہ وہ نیسل ٹاپ پر اُسے ملی تھی۔ وہ ذہنی طور پر اس ادھیڑ میں تھا۔
وہ نیسل ٹاپ پر جو دو نشان کا کیا مطلب ہے۔ سرکس کے درجہ کے اس
سے تو صاف ظاہر تھا کہ مائیکر کو اعوار کر لیا گیا ہے مگر اُسے غور کر کے
ماں سے عیاں کیا ہے۔ یہ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ مگر گوشت کے دروازے
پانچ اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور پوری سچوئین اس کے ذہن
میں واضح ہو گئی کہ ٹرانسمیٹر یہ مائیکر کا نیسل ٹاپ کی طرف تو سوجھ دلانے کا بھی
منصوبہ تھا کہ وہ اس ٹرانسٹ سے بہت قریب سے نظر آ رہے کہ ٹرانسٹ نے
قریب ترین جگہ وہ کیونکہ اس کے حساب سے اور اب عمران کو خیال آیا کہ اس کیونکہ
کے اوپر ایسے کے موجود ہیں جو کمپنوں کے حساب سے ایک کی جگہ ہیں۔

چنانچہ اسی کسی جی کا روانی کے لیے ایک سے تیز مضید ہو سکتے ہیں۔ نیسے
ہی اُسے یہ خیال آیا تھا اُس نے کا تیزی سے دوبارہ کیونکہ اس کی طرف مڑ رہی تھی۔
تو اُسے ٹرانسٹ سے نکلنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ اوسے قسم کے کھینچنے کا
مکان کم ہی تھا کچھ گھر بھی وہ کیونکہ ضرور کرنا چاہتا تھا۔ تیز تیز قدم اٹھا
ہوا وہ کیونکہ میں داخل ہوا۔ کیونکہ اس کی طرف عزت پر تھی۔ اس کی طرف
کیونکہ بغیر وہ میدان کا کوئی طرف نہ بڑھا کر ایک اور جانب کسی کو نہیں دیکھ سکتا
میں منصرف تھا۔

عمران نے جیسے ایک کواڑ نکالا اور کواڑ میں اس کے سامنے ڈال دیا۔
کواڑ میں نے لا پڑا ہی سے ایک نفر کا ڈھیر ڈال دیا۔ اس نے چونکا

بے جرم مجرم حصہ دوم

عمران کی مائیکر بنیادی سے مڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔
آخر تم مجھے بتاؤ گے نہیں کہ تم کہاں جا رہے ہو؟

یوں ہی جو بھلا ثابت کے سامنے اب تک نماؤں بیٹھی تھی۔ آخر پول پر
"تمہارے فیٹ: "عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

اور جولیا ایک بار پھر خون کا ٹھونڈ پی کر خاموش ہو رہی۔

مختلف مڑکوں پرست کرنے کے بعد قریب عمران نے ایک مڑک کے
کے گاڑی روکی تو ایسا ہیروانہ گنتی یہ وہی مڑک تھی جہاں وہ کیونکہ موجود
تھا اور جہاں سے وہ چلے تھے تیس جگہ عمران نے گاڑی روکی تھی کیونکہ وہاں
سے قریب ہی تھا۔

"اے مڑگشت کا مطلب: "جولیا ایک بار پھر بچھٹ پڑی۔

"کیا غلط لفظ بولا ہے تمہیں ابھی تک اردو نہیں آئی؟ لفظ مڑگشت نہ

کر دوبارہ کارڈ کو دیکھا اور پھر وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کی کرسی میں سپر بنگ لگ گئے ہوں۔

"گفت فرمایا: انسپکٹر صاحب!"

اس کا رنگ لک تھا اور جسم پر غوث کی شدت سے کھینچی غارتھی مٹی بھرنے والے اس کے سامنے جو کارڈ ڈالا تھا، اس پر چیف انسپکٹر آف اینٹلی جنس لکھی ہوا تھا اور ظاہر ہے اس قسم کے کھینچنے میں کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہی ہو رہا تھا۔ امداد کھینچنے کے ماسکان کے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہی ہو سکتی تھی۔ عمران کی جیب میں ہر وقت ایسے کئی کارڈ پڑے ہوتے تھے جو اس نے ایسے کئی موقعوں پر استعمال کرنے کے لیے بنوا رکھے تھے۔

"میں آپ کے اوپر کے عمرے چپ کرنا چاہتا ہوں!"

عمران نے کارڈ اٹھا کر جیب میں جوتے ہوئے سخت ہنسنے میں جواب دیا۔ "مم۔۔۔۔۔ مگر انسپکٹر صاحب تشریف رکھیے، کیا نہیں لگے آپ۔ میں فیچر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں!"

"کوئی ٹرمین ان تباہی نہ ہو، بک بک اور کچکا تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران کو کس طرح ڈیل کرے۔

نہیں تم میسر نہ ساتھ چلو جلدی کرو۔ مجھے پس اپنا کام کرنا ہے تمہاری کھینچنے پر کوئی حرف نہیں آئے گا، عمران نے سبھیوں کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

کاؤنٹر میں لو کھلا کر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور عمران کے پیچھے بیٹھ گیا۔ چڑھنے لگا۔ وہ بے بسی سے ہاتھ مل رہا تھا۔

کاؤنٹر میں کو ساتھ دیکھ کر دربان بھی مودبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنے کمزور اس وقت، بھگت میں، عمران نے کاؤنٹر میں سے سوال کیا۔

"جناب اس وقت تو تمام کمزور ہی خالی میں، کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

"جونہ یا عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے سب سے تمام کمزور کو چپ کرنا شروع کر دیا۔

جس وقت اس نے ایک کمزور کا دروازہ کھولا تو وہ بڑی عرصہ تک پڑا۔

بیکہ فرش پر پڑا ہوا تھا اور کمرہ خالی تھا۔

عمران تیزی سے ٹائیگر کی طرف بھاگا۔ اس نے ٹائیگر کی ٹیٹھریں چپ کر دیں اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے اشارہ کھینچ کر اس کے ٹائیگر صرف بے ہوش تھا۔ کاؤنٹر میں جو عمران کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا، ٹائیگر کو یوں فرش پر پڑے دیکھ کر بے ہوش ہوتے ہوئے بچا۔

"بچ۔ جناب ہمیں بائیں نہیں معلوم کہ یہ کون ہے جناب، اس کا بھائی رو دینے والا تھا۔

"ایک گلاس پانی منگواؤ جلدی، عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے اٹ واپس ہوسے کہا۔

اور کاؤنٹر میں لو کھلا مٹ میں دربان کو کہنے کے بجائے خود ہی بھاگتا چلا گیا۔ چنہ ہی لمحوں بعد وہ پانی کا گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا، اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"میں فیچر میں جناب، اس نے عمران کو جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ مگر عمران نے اس کے سلام کا جواب دینے کی بجائے کاؤنٹر میں کے بائیں سے پانی کا گلاس لیا اور پھر ٹائیگر کے منہ پر پانی کے جھپٹے دینے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد ٹائیگر نے کمرہ آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر تو وہ

خالی الذہنی کی کیفیت میں عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر جب اس کا شعور لوٹا تو وہ اپنے
کر بٹک گیا۔

"بچ جناب۔ یہ سب کچھ، چنانچہ ہی ہوا تھا، اس نے شرمندہ لیے میر
عمران سے کہا۔

"کوئی بات نہیں کیا تم اب پس سکتے ہو، عمران نے جان بوجھ کر نرم لہجے
میں جواب دیا۔

"جی ہاں، مائیکرو آؤٹ لکھ، نوا، گواس کے سر میں انتہائی شدید تکلیف
ہو رہی تھی مگر کم از کم وہ عمران کے سلسلے، پی ٹی وی کے سامنے نہیں ہونے دینا
چاہتا تھا۔

"نیچو آؤ، عمران نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا خالی بیگ اٹھا لیا اور اس
سے باہر نکل آیا۔

"آپ لوگ مناظرہ کر رہے ہیں، جس وجہ سے وہ بول سیل کر دوں گا، پھر
نے میجر سے مخاطب ہو کر سخت بے چارے کہا۔

"آپ نے فکر میں جناب آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی، آئیے تشریف لائے
کچھ چائے وغیرہ چاہئے، میجر نے گھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔

"نہیں، عمران نے جواب دیا اور پھر وہ بیٹریاں اترتا چلا گیا۔
کھینچنے سے باہر نکل کر وہ رگ گیا۔

"ہاں، اب جلدی سے کچھ تمام تفصیل بتلاؤ، یہ بیگ تو خالی ہے، کاغذ
کہاں گئے، عمران نے مائیکرو سے سوال کیا۔

اور جواب میں مائیکرو نے تمام تفصیل بتلا دی۔
"موجودہ غلطی میری ہی تھی کہ میں تمہارے کاشن کو بروقت سمجھ نہ سکا۔ براہ

دیکھتا وہ لوگ کا عذات کس طرح لے جاتے؟
عمران نے جواب میں کہا۔

مائیکرو نے کہا کہ جواب دینے میں ہوش رہا۔
ان لوگوں کا صبر بردار۔

عمران نے کچھ دیر توقف کے بعد دوسرا سوال کیا۔
اور مائیکرو نے تمام کے جیسے تفصیل سے بتلا دیے۔

اود تو وہ لوگ اس وقت یہاں سے نکل گئے تھے جب میں جو بہانے
تیار میں کیاں موجود تھا۔

عمران نے سوچا اور پھر عمران کو اس کار کے نمبر بھی یاد آئے جس میں وہ
بے مہیجہ کر گئے تھے، عمران اس وقت اس کار کے قریب ہی تھا۔ جب وہ

رگ کا اس موائے تھے اور عمران نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر ان کی کار کے
ممبر پر بھی نظر ڈال لی تھی۔

"میں انھیں دھوکا دے گا، مگر اب کم از کم نوٹ معلوم کرو، ۴۳۱ ایس جی ایم
کا کس کے نام رجسٹرڈ ہے اور ٹانگ کا پتہ کیا ہے۔ جیسے ہی اس کا پتہ چلے مجھے
براؤننگٹ کرنا۔

عمران نے مائیکرو کو رہائی دی۔
"بہتر جناب، مائیکرو نے جواب دیا۔

"اب تم جاؤ، عمران نے اسے کہا
اور مائیکرو عمران کو سلام کر کے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جب مائیکرو کافی دور چلا گیا تو عمران واپس اپنی کار کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ
رہا تھا کہ اس کی سٹوری کی غفلت نے کافی سے زیادہ نقصان پہنچا دیا تھا، اب

اس نے جس پر کلام کے لیے جواب کو دیا یا فتاویٰ تو فصول میں رہا۔
جب عمران کار کے قریب پہنچا تو جو بیا جو کار سے نکل کر کھڑی ہوئی تھی۔
پر ہیٹ لاپسی۔

تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں ابھی جا کر اکیسٹو کو تمھاری شکایت کر رہا ہوں یا تو وہ تمھیں سنا رہے یا میرا استعفیٰ قبول کرے؟
جو لیا کا عقدہ انہی پوری شدت پر تھا۔

”تم اب کھڑے جا سکتی ہو۔ زیادہ باتیں مت کرو جو تم سے ہو سکتے کرو۔
عمران نے انتہائی سخت جھجے میں جواب دیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے آگے بڑھا دی۔

جو بیا عمران کو اس روپ میں دیکھ کر حیرت سے سن کھڑی اس کار کو آگے
جالتے دیکھتی رہی۔

جو بیا نے پہلی بار عمران کو اس روپ میں دیکھا تھا۔ اس کا اس وقت کا
چہرہ دیکھ کر وہ بھی یقین بھی نہیں کر سکتی تھی کہ یہی وہ احمق عمران ہے۔
اس کا تمام عقدہ جھاک کی طرح بیٹھ گیا۔ اور وہ خاموشی سے کسی کیس کی طرف

میں آگے بڑھ گئی۔

دارالحکومت کے مشہور کاروباری مرکز میں موجود سیٹلائٹ بلڈنگ کے میننگ
ہال میں اس وقت ایک اہم میننگ جو رہی تھی۔ دروازے بند تھے اور اندر ایک
بنت ٹری مینر کے گرد تقریباً ۱۰ آدمی موجود تھے۔ یہ دس کے دس اپنی شکل و صورت
سے ضرورت سے زیادہ چالاک اور ذہین نظر آ رہے تھے۔

لفظ ہر ایک عام سی کاروباری میننگ تھی۔ مگر دراصل یہ سی۔ ایس۔ ایس۔
بی کا سیٹلائٹ باقاعدہ اجلاس تھا۔

”جو کیس مائے ذمے لگایا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کا عجیب و غریب کیس ہے
جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے۔ اس کیس کے دو حصے ہیں دونوں اپنی جگہ پر
مہم ہیں۔ پہلا حصہ تو یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں کو ٹریس کرنا ہے جنھوں نے دراصل
تمام معلومات اکٹھی کی تھیں۔ تاکہ اس کیس کی بنیادی وجوہات کا علم ہو سکے۔

”بہتر جناب میں آپ سے ایک گھنٹہ بعد تفصیلی گفتگو کروں گا۔ اس رات بیورو کی میٹنگ ہو رہی ہے اور“ بی سکیس نے جواب دیا۔

”یاں میٹنگ سے فارغ ہونے ہی مجھ سے بات کرو اور اب اجلاسوں میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے جتنی جلدی ہو سکے مئی کو کم کار کرو اور“ چیف نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

”بہتر جناب اور“ بی سکیس نے جواب دیا۔
”اور ایڈ آل“ چیف نے جواب دیا اور رابطہ منقطع ہو گیا
بی سکیس نے سیکرٹ کیس دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور پھر اجلاس کو چیف کی ارسال کردہ تمام رپورٹس دی۔

”ہونہ تو اس کا مطلب ہے مجبوروں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اب یہ انتہائی غمزوی ہو گیا کہ تین ہی جلدی ہو سکے مجبوروں کا سرخ لگایا جائے! ایک نمبر نے متفکرہ بھیجے ہیں۔

اور سب نمبر سر جھکا کر گہری سوچ میں لگ ہو گئے۔

”ٹھیک ہے فوری طور پر ایسا کیا جائے کہ ہر نمبر اپنے اپنے طور پر تحقیقات کا آغاز کرے اور ایک دوسرے کو اپنی تحقیقات سے آگاہ کرتا رہے تاکہ جہاں کہیں بھی کوئی قابل عمل کبھو مل سکے وہاں سے سب ملا کر کام شروع کر دیں“ صدر نے چند لمحوں کے بعد اپنی تجویز پیش کی اور چونکہ فوری طور پر اس سے بہتر تجویز ممبران کے ذہن میں نہیں تھی اس لیے اس تجویز کو پاس کر لیا گیا اور میٹنگ برعاست کر دی گئی۔

وجوہات کا علم ہو سکے، انچارج نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ کوئی اور نمبر اس بارے میں اظہار خیال کرتا۔ اچانک ایک نمبر چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی جیب سے ٹکڑی سی سیٹی کی آواز نکلتی شروع ہو گئی تھی۔ سب ممبران اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک سگریٹ کیس نکال لیا۔ سگریٹ کیس کی ایک سائیڈ کو دبائے ہی اس میں سے نکلنے والی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اب اس کی بجائے ایک لمبا شوز بھٹکا محسوس ہو رہا تھا۔

”میں بی سکیس سپیکنگ اور“
ممبر نے سگریٹ کیس کو نمبر سے لگاتے ہوئے کہا۔

”چیف سپیکنگ اور“
دوسری طرف سے ایک جانب بھر کم آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔
”میں چیف اور“

بی سکیس نے دوبارہ لہجے میں جواب دیا۔

آپ لوگ کیا کہتے ہیں ہمارے ملک میں باغی سپاہی عناصر نے حکومت کے خلاف بھرپور کام شروع کر دیا ہے۔ ملک میں حکومت کے خلاف مڑتا اور جلدیوں اور گھرو جلدوں کا طوفان برپا ہو گیا ہے۔ حکومت نے وسیع پیمانے پر گرفت شروع کر دی ہیں۔ مگر یہ طوفان کرتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس تمام طوفان کے پیچھے کوئی بین الاقوامی سازش کام رہی ہے اور اس تمام طوفان میں وہ عناصر زیادہ بڑھ چڑھ کھڑے ہیں۔ جن کے کاندھات گم ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے تمہیں اطلاع دینی ضروری سمجھی اور یہیجہ سے بات کی۔

[illegible]

ڈی ایسوں نے جیسے ہی پہلی کارپس سے پہلا لنگائی، وہ سید عباس کے
 من نیچے جیسے نوے کھیت کی طرف گرنے لگا۔ کھیت میں پھرتی ہوئی آگ
 نے پہلے پہلی بلند ہو چکے تھے اور ڈی ایسوں نے یہاں کھیت کے درمیان میں گرد و خاک
 صاف نکالتے تھے کہ اس کھیت سے اس کو پہلے کھانا نکالنا ناممکن تھا۔ اس نے
 گرتے گرتے کھیت کی سطح پر کھانا بڑھانا چاہا۔ تب اس کی نظریں اس جگہ
 پر جم گئیں۔ جہاں وہ گر رہا تھا۔
 آگ کو کھیت کے کوئی حصہ کو گریں کی بجائے وہ گر رہا تھا۔ آگ کا دائرہ
 اس کے قریب ہی ختم ہو رہا تھا۔ وہ سر کے بل بلند ہوتے ہوئے شعلوں میں گرتا
 چلا گیا۔
 گو وہ کوئی دشمنانی سے گر رہا تھا، مگر انہوں نے ٹریننگ کی بنا پر گرتے ہی اس

میں آگ کی بہرہ دہائی جلی جا رہی ہے۔ وہ سائب کی تیزی سے پودوں کی رگیدہ ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ دھوئیں کی دھج سے اس کے کپڑوں میں آگ نہیں لگی۔ البتہ اب اس کا جسم آگ کی حدت سے تپ رہا تھا۔

کافی دور تک نکل آئے کے بعد جب اس آگ کی حدت قدرے کم محسوس ہوئی تو وہ سیدھا ہوا تو اس نے دھوئیں سے بھری ہوئی آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس نے نوکھلا کر اپنے اوپر والے جسم پر لپٹا ہوا اور کوٹ آٹا کر دور چپک دیا۔ اور کوٹ آگ پکڑ چکا تھا۔ جلتے ہوئے اور کوٹ سے نجات پا کر جب اس کے اوسان ذرا بحال ہوئے تو اس نے محسوس کیا کہ وہ زندہ سلامت آگ کے حصار سے باہر نکل آئے ہیں کامیاب ہو گیا ہے۔ یہی قیچی ہوئی آگ کا دائرہ کافی دور پیچھے رہ گیا تھا۔

اور کوٹ دور پڑا مرنے لڑجھل رہا تھا۔ اس کا نسخ ادھر ہی تھا جہاں وہ لوگ بیگ سمیت موجود تھے۔ وہ بیدار جلد بیگ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آنا تو اسے یقین تھا کہ ان لوگوں نے جب اسے جلتے ہوئے کیفیت میں کرتا ہوا دیکھا ہوگا تو وہ لوگ اس کی موت کا یقین کر چکے ہوں گے۔ اس لیے وہ اپنی جگہ پر مطمئن ہوں گے اور یہی ایون کے حق میں بہتر تھا۔ چونکہ لوگوں کی نسبت غافل افراد کو وہ زیادہ آسانی سے مار سکتا تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کھیت سے باہر تھا۔ کھیت کے قریب ہی وہ دیوار تھی جس کی اوٹ سے اس کا پہلا مار گرایا تھا۔ وہ تیزی سے رینگتا ہوا کھیت سے باہر نکلا اور دیوار کی اوٹ میں دوسری طرف چلتے لگا۔ دیوار کی سائیڈ سے جب اس نے آگے نہکا وہ دُور آتی تو اسے دور ایک سڑک پر قین آدمی جاتے ہوئے دکھائی دیے۔ ان میں سے ایک

کے ہاتھ میں وہ مخصوص بیگ تھا۔ وہ ٹی ایون کی موت سے مطمئن ہو کر واپس ہاتھ سے تھے۔ ڈی ایون نے فوراً جب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا ذہن سن ہو کر رہ گیا۔ رہا اور تو اور کوٹ کی جیب میں رہ گیا تھا۔ ظاہر ہے جب وہ کوٹ پوری طرح جل گیا ہوگا تو اس میں موجود ہر ذرہ کہاں صحیح سلامت جھکتا ہے۔ اب وہ خالی ہاتھ تھا اور سائب میں بہن آدمی تھے۔ یمنوں کے پس مشین گینس بغلیں۔ بہن ہاں مایوس ہو جاتا تو اس کی دانت میں کھنکھاتا۔ اس نے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کی حتی الوسع پیکشش بھی آگے جانے والوں کو اس کے تعاقب کا اندازہ نہ ہو سکے۔ ورنہ جیسے ہی وہ جو کئے ہوئے ان کی مشین گینوں نے آگ لگنی شروع کر دیتی ہے اور جلتے ہوئے کھیت سے تو وہ بچ نکلا۔ مگر تین مشین گینوں کی گولیوں کی پوچھاڑ سے بچ نہ سکتا قطعی ناممکن تھا۔ وہ تیزی سے ان کے قریب سے تشریف نہ ہوتا چلا جا رہا تھا اور پھر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔ بیگ حاصل کرنے کا ایک اچھوتا منصوبہ اور اس نے ذہن میں فوراً ہی اس منصوبے کی تمام کڑیاں طے ہیں۔ اس نے وہیں سے راستہ کاٹا اور اب اس کا نسخ ان آدمیوں کے بجائے دوسری طرف تھا۔ اب وہ پودوں اور جھاریوں کی آڑ لے کر دوڑ رہا تھا۔ کافی دور تک جانے کے بعد جب وہ آدمی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تو اس نے دائیں ہاتھ پر ٹھکان شروع کر دیا جلد ہی وہ آگ کچھ سڑک پر پہنچ گیا جس پر وہ آدمی آئے تھے کچھ سڑک پر پہنچتے ہی اس نے اپنی مرضی کا ایک ذریعہ ڈھونڈا اور پھر اس پر چڑھتا چلا گیا۔ اس کو درخت پر چڑھتے ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ آگے وہ تینوں آدمی اپنی طرف بڑھتے ہوئے نظر نہ۔ وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلے آئے تھے اور اونچی آواز میں باتیں کر رہے

تھے۔ جب وہ قریب پہنچے تو ڈی ایون نے سنا کہ ان میں ایک آدمی کہہ رہا ہے
 ”یہ جیپ بھی عین وقت پر دھڑکے لگتی۔ ورنہ لوہاں پیدل ہی مانگیں نہ
 تڑوانی پڑتی۔“

ڈی ایون نے سوچا کہ قدرت واقعی اس پر مہربان ہے۔ ورنہ ظاہر ہے
 جب تک یہ حکمت سے باہر نکلتا جیپ نہ ہوتا تو انہیں کہاں سے کہاں
 پہنچا جی جوتی۔

اب وہ آدھرا اس دہشت سے مریں لگے۔ اسے نہ رخصت تھے، ڈی ایون
 نے ایک آدمی کو آواز دے کر دہشت سے بچا۔ اسے گولہ ڈی ایون نے
 اچانک اس پر نہیں لگے دی۔ جو دونوں آپس کے دوسرے سے نہجھتے ہوئے
 فرش پر گر پڑے۔ چونکہ یہ سب کچھ ڈی ایون نے غصے کے تحت زور
 تھا، اور باقی تینوں پر یہ اتفاقاً آپس اور خلاف توقع۔ پڑی تھی اس لیے
 اس سے پہلے کہ وہ نہجھتے، ڈی ایون اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس آدمی کی جس
 سے ٹکرایا تھا، مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔

اس نے فوراً مشین گن کا فائر کھول دیا اور ان میں ایک آدمی گولیوں کی
 بارش پر لپٹنے لگا۔ دوسرے آدمی نے بھی انتہائی پھرتی سے اوسان بجالا کر
 ہونے ڈی ایون کی طرف مشین گن سیدھی کی۔

پہلے آدمی نے ڈی ایون پر مشین گن چھیننے کے لیے چھلانگ لگا دی۔
 ایک لمحے کا فرق نہ ہوا۔ ڈی ایون اس آدمی کے دھکے سے جیچھ کر اڑا، اور
 مشین گن کی گولیوں کی زد میں وہ خود گیا۔

ڈی ایون نے زمین پر ہی قلابازی کھاتے ہوئے مشین گن کا فائر کھول
 دیا اور فائر کرنے والا آدمی بھی فضا میں اچھلا اور پھر قتل کرنا ہوا زمین پر چھڑا۔

ڈی ایون اپنے تینوں دشمنوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ
 تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے ان تینوں پر ایک باہر گولیوں کی بوچھاڑ کر
 دی۔ وہ ان کے زخم زدہ رہ جانے کے کسی بھی امکان کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ تینوں ختم ہو چکے ہیں وہ تیزی سے ایک
 طرف پڑے ہوئے ایک کی طرف دوڑا اور جیپ اس نے وہ ایک اٹھایا۔
 تو اس نے اٹھان کا ایک صوبہ کاٹ لیا۔

یہ سب اس کے دست سے اس کے ہاتھ لگا لگا تھا۔ اور اس کی ہمت نہ
 ہار رہا تھا۔ اس کی ہمت نہ ہار رہا تھا۔ اس کی ہمت نہ ہار رہا تھا۔

یہ کامیاب۔ اس نے ان تینوں کی تاشی لی۔ اور ان کی جیبوں کا تمام سامان اپنی جیبوں
 میں منتقل کرنے کے بعد وہ مشین گن اور ایک سیلے تیزی سے ایک طرف
 کو دوڑ پڑا۔

وہ جلد زلزلہ سے تمام سے دور جانا چاہتا تھا کیونکہ حالات ہی ایسے
 تھے کہ کسی بھی لمحے خلاف توقع کچھ ہو سکتا تھا۔

کے رنگ میں لے جاتے ہو۔۔۔ سرسلطان کے چہرے پر ناگواری کی سطویں اُبھر آئیں۔

”میرا احساسِ پیمائی برسوں سے خراب ہے ویسے آپ حالات کی وضاحت کریں۔ میں اس آلے کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا ہوں؟ عمران نے نیم سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”یہ تم پیمائے کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہو۔“ سرسلطان نے اس کی باتوں سے آجڑا آتے ہوئے پوچھا۔

”پیمائے مخفف ہے۔ پیمانے کا اور آج کل ملک میں پیمانے کی ضرورت سے زیادہ گردش کر رہے ہیں اور گردش کرنے کو چکر کھانا بھی کہتے ہیں۔“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے سرسلطان کے الفاظ کی وضاحت کر دی۔

سرسلطان خاموش ہو رہے۔ وہ جبلا عمران سے باتوں میں کہاں جیت سکتے تھے۔ محراب ان کے چہرے پر سے ناگواری کے آثار آکر مٹ چکے تھے۔

”آپ نے حالات کی وضاحت نہیں کی۔“ اس دفعہ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا اور سرسلطان چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”اب میں حالات کی کیا وضاحت کروں۔“ سرسلطان نے کچھ سوچنے کے انداز میں کہا۔

”تو پھر اختصار کروں۔“ عمران نے ان کی بات کاٹتے ہوئے دوبارہ شوخ لہجے میں کہا۔ اور سلطان بے ساختہ طور پر ہنس پڑے۔

”تم باز نہیں آؤ گے سو۔“ ان کا لہجہ شفقت سے بھر پور تھا۔

”گو حالات واضح نہیں ہیں۔ مگر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی بھیانک طوفان ساکن سطح کے نیچے کڑھیں لے رہا ہے اور یہ احساس صرف مجھے ہی نہیں بلکہ حکومت کے ہر فرد و کارکن کو ہے اور چند محب الوطن اخبارات بھی کچھ دنوں سے یہی محسوس کر رہے ہیں۔“

سرسلطان نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

”کیا آپ اس بارے میں مزید کچھ وضاحت نہیں کر سکتے، ورنہ مجھے مجبوراً اپنا طوفانِ پیمائے استعمال کرنا پڑے گا اور جو میں استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ یہ میرا اپنا ایجا و کردہ ہے اور اسی لئے تقریباً برعکس نتائج دیتا ہے۔“

عمران اچھا خاصا سنجیدہ فقرہ کہتے کہتے پڑی سے اُترتا چلا گیا۔

”دیکھو عمران تمہاری یہ عادت مجھے پسند نہیں۔ تمہیں دوسرے کی پریشانی کا قطعی احساس نہیں ہوتا اور تم ہر بات کو ہر موقع پر مذاق

”میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمارے ملک اور خصوصی طور پر موجودہ حکومت کے خلاف ایک بھیاںک سازش ہو رہی ہے۔ اور میرا تجربہ کہتا ہے کہ اس سازش کے نتائج ہمارے ملک کے لئے انتہائی ہولناک ثابت ہوں گے۔“

سر سلطان کی آواز قدرے بھڑکنی۔

”میں آج سچی چنگ سے ملتا تھا اور اس نے مجھے جو رپورٹ دی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ میں نے آپ سے ملنے سے پہلے اس رپورٹ پر یقین نہیں کیا تھا مگر اب آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اس کی روشنی میں سوچا جاتے تو وہ رپورٹ صحیح نظر آتی ہے۔“

عمران کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔ اس کے چہرے پر سے بھی اب حیاقت غائب ہو چکی تھی جیسے یہ اس پر سراسر الزام ہو۔ خلوص اور قدرے کڑھت سنجیدگی اس کے چہرے کو محیط کئے ہوئے تھی۔

”اوہ کیا کہا۔ کیسی رپورٹ۔۔۔ ہاں مجھے تو خیال ہی نہیں تھا کہ تم سچی چنگ کے متعلق پوچھتا۔ اس نے کسی اہم انکشاف کے لئے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے ملنے کی درخواست بھیجی تھی۔“

سر سلطان نے حیرت آمیز جواب دیا۔

”سچی چنگ نے مجھے بتلایا ہے کہ اس کے ملک کے مرکزی ریکارڈ روم سے ایسے کاغذات کی فوٹو اتاری گئی ہے جو ملک میں موجود باغی سیاسی عناصر کی رپورٹوں پر مشتمل تھے اور وہ انہی کاغذات کی تلاش میں یہاں آیا ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ

”بازار اور سٹور اسٹے نہیں آسکتے۔۔۔ ایک پرندہ ہے دوسرا درندہ۔۔۔“ عمران نے کھٹ سے جواب دیا۔

”تم دیکھ رہے ہو عمران۔ ملک میں امن عامر کا نظام ابتر سے ابتر ہوتا جا رہا ہے۔ تمام ملک میں ایک دم جڑ والوں، تالہ بندوں اور روزبروز قہر دم قسم کے مطالبات کا ایک طوفان پھٹ پڑا ہے۔ وہ سیاسی پارٹیاں جو ہمیشہ پانچویں نمبر کے طور پر کام کرتی رہی ہیں ان کی سرگرمیاں ایک دم تیز ہو گئی ہیں۔ اور وہ باقاعدہ طور پر سامنے آگئی ہیں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو چند دنوں بعد ہی ملک میں ایک طویل خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور جس کے نتائج ملک کے مفاد میں کبھی نہیں جاسکتے۔“ سر سلطان نے عمران کے فقرے کو نظر انداز کرتے ہوئے حالات کی وضاحت کر دی۔

”مگر یہ سب کچھ کیوں شروع ہو گیا ہے۔ اس کی بنیاد کیا واقعہ بنی ہے۔“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا۔

”یہ تو معلوم نہیں ہوتا۔ اچھا خاصہ ایجنٹوں کا چل رہا تھا مگر یہ نہیں کہتا کہ ہمارے ملک کا نظام بہترین فلاحی نظام ہے۔ مگر حکومت دن بدن عوام کے مفادات کے لئے اصطلاحات کر رہی تھی اور اگر یہ طوفان بدتمیزیوں۔۔۔ نہ برپا ہو جاتا تو ہمیں کس خیال میں چند سالوں بعد ہمارا ملک ایک بہترین نظام کا مالک ہوتا۔“

سر سلطان نے جواب دیا۔

”آپ کا ذاتی طور پر اس بارے میں کیا خیال ہے۔“ عمران نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

ہمارے ملک میں بھی ایسی حرکت کی گئی جو — ”ہونہ تو یہ بات ہے بغیر تو تم اپنی بات مکمل کرو پھر میں تمہیں اس بارے میں تازہ ترین اطلاع دیتا ہوں“
سر سلطان نے کہا۔

پھر ان کاغذات کی چوری یا دوسرے لفظوں میں ان کی تفصیلات حاصل کرنا۔ دنیا کے کسی ملک میں جرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دراصل یہ سرے سے کوئی سیکرٹ ہی نہیں ہوتا۔ مگر اسی لئے مجھے شہی چنگ کی بات پر یقین نہیں آیا تھا کہ وہ صرف ان کاغذات کے لئے باقاعدہ ایک مہم پر آیا ہے۔ اور یہاں اسے اب تک اس سلسلے میں جو تکالیف اٹھانی پڑی ہیں میں ان سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔ جب معاملہ اس کے ماتحت سے نکل گیا تو مجبوراً اس نے ہماری امداد طلب کی ہے۔
”میں نے یہی سوچا کہ شہی چنگ ہیں ان کاغذات کی صحیح تفصیل بتلانا نہیں چاہتا مگر اب آپ کی باتوں سے میں نے اندازہ لگا ہا ہے کہ شہی چنگ کی بات صحیح ہے اور شہی چنگ کی حکومت کم از کم اس سلسلے میں زیادہ سمجھ داری سے کام لے رہی ہے۔“

”پھر ان کاغذات میں ایسی کیا بات ہے جس کے لئے سیکرٹ سروس اتنی سرگرم عمل ہو گئی ہے؟“

سر سلطان نے جھنجھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ کو اب میں کیا سمجھاؤں۔ بس اتنا سمجھ لیں کہ جب کوئی نادیدہ طاقت ان باغی سیاسی عناصر کو بھرپور امداد دینا شروع کر دے تو یہ عناصر ملک میں کیا کریں گے۔ یا دوسرے لفظوں میں کیا کر سکتے ہیں؟“

عمران نے جواب دینے کی بجائے اٹل سوال کر دیا۔

”اوہ میں اب سمجھا کر تم کہنا کیا چاہتے ہو مگر شیڈیہ امور مملکت خروار داند والا حساب ہے۔ ہر حکومت ایسے عناصر پر ہمہ وقت کڑی نظر رکھتی ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی طاقت انہیں ابھارنے کے لئے ان کی پشت پناہی کرنا چاہتی ہے حکومت اس طاقت کا بیج بھی نہیں میں نہیں پڑنے دیتی چنانچہ یہ عناصر سوکھ کر رہ جاتے ہیں۔“
سر سلطان نے بڑے شاعرانہ انداز میں جواب دیا۔ ان کا لہجہ ان پوری عمر کے تجربہ اور دانشمندی سے بھرپور تھا۔

آپ سیاست کو چھوڑیں میں صرف سازش کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ بہر حال مختصر یہ کہ میرے خیال میں اس تمام طوفان بدتمیزی کا منبع یہ سیاسی عناصر ہیں جنہیں اس وقت کسی نادیدہ طاقت کی پشت پناہی حاصل ہے اور ان سیاسی عناصر کو ختم کئے بغیر یہ طوفان ختم نہیں ہو سکتا۔“

عمران نے اکتانے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ نہ جانے اب تک وہ کیسے اتنی سنجیدگی سے سر سلطان سے سیاست جیسے بورنوخوٹ پر بحث کر رہا تھا۔

”تم نہیں جانتے بیٹے حکومت چاہے تو آج ہی ان تمام سیاسی عناصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دے مگر یہ گڑبڑاں ان لوگوں کی کامیابی کا پیش خیمہ بن جلتے گی۔ اور یہ سیدھے سادے اور جذباتی عوام کے لئے ہیرو بن جاتیں گے۔ پھر یہ طوفان پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر لے گا۔“

سرسطان نے گھبرائے ہیں جواب دیا۔

تو ٹھیک ہے آپ مت غمخوار کریں۔ میں اس طاقت کا بیڑہ کرتا ہوں جو ان عناصر کے پیچھے کام کر رہی ہے اور جب وہ ختم ہو گئی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

عمر ان اب پچھیا چھڑانا چاہتا تھا۔

”مگر میں نے جس کام کے لئے تمہیں بلایا تھا اس سلسلے میں تو بات مکمل ہی نہیں ہوئی۔“
سر سلطان کو اچانک کچھ یاد آگیا۔ چنانچہ انہوں نے چور نکلتے ہوئے کہا۔

”فرماتے — سر بادشاہ سلامت — عمران نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر سر سلطان کا سلیس ترجمہ کر دیا۔“

اور سر سلطان کے چہرے پر عزم کے اس بے ساختہ فقرے سے
پراشانیوں کی تمام گھٹائیں چھٹ گئیں۔ اور ہونٹوں پر ایک بے ساختہ سی
مکراہٹ تیرنے لگی۔

”شریہ — ان لبوں سے بے ساختہ — ایک ہی لفظ نکلا۔ اور
عمران راکھیوں کی طرح لمبا کر رہ گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان دوبارہ عمران سے مخاطب ہوئے۔

”سرمٰن بیٹے۔۔۔ وہ تازہ ترین اطلاع جو میں تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ آج ہی ہمارے دفتر کو ملی ہے جو تمہارے لئے خاص طور پر دیکھی کا باعث ہوگی۔“ سرسلطان حسبِ عادت پھر تمہید

زیرِ سرِ کر بیٹھے۔

دوسرا یہ اطلاع بھی تو نہیں کہ دوسرے ملکوں میں سورج مغرب کی
ساتھ مشرق سے طلوع ہو گیا ہے نہ

”ارے ہپ۔۔۔ معاف کیجئے۔۔۔ غلطی ہو گئی تھی۔۔۔“

سورج شمال کی بجائے جنوب اترے ہیپ — اور عمان نے
 میں مضبوطی سے منہ بند کر لیا۔ جیسے زبردستی کسی چیز کو باہر نکھینے ت
 دیکر رہا ہو۔ — چہرے پر خجالت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے
 دم نکھین کسی ایسی خوف زدہ بھیڑ کی طرح تھیں جس سے اچانک بھیڑیا
 مارا گیا ہو۔“

”اطلاع یہ ہے کہ تقریباً دنیا کے تمام چیدہ ممالک کے سرکاری ریکارڈز روم سے ایسے تمام کاغذات کی تفصیل اتاری گئی ہے جس میں ان ممالک کے باغی سیاسی عناصر کے متعلق تفصیلات تھیں۔“

اور یورپ کے چیدہ چیدہ ممالک نے اس جرم کے خلاف ایک پیش انوفٹیکیشن بیورو قائم کر دیا ہے جو ان مجرموں کا سراغ لگانے میں سرگرم کوشش کر رہا ہے۔“

سرسطان نے عمران کے مذاق کو نظر انداز کرتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

”آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے جرم کے لئے جو سرے سے جرم ہی نہیں، یورپین مائیک نے علیحدہ ادارہ قائم کر دیا ہو؟“

نعمران نے سوال کیا۔

تھے۔

”یہ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں سے پہنچے ہیں۔ ام کے درخت سے یا جامن کے درخت سے۔ مہر حال میں اشراف آپ کے سر پر ہمارے بندھنے کی طرف تھا“

عمران نے شرارت آمیز لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سر سلطان۔ عمران کا مطلب سمجھ کر مسکرائے۔

”جہیں تو تمہارے سر کے کی فکر ہے عمران۔“ سر سلطان نے

بزرگانہ شفقت سے جواب دیا۔

”اچھا اب میں چلتا ہوں کسی شاعر کو پکڑ کر لے چائے کی ایک پیالی پلاتا ہوں اور ایک کی بجائے دوسرے تیار ہو جائیں گے“

عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”تو پھر میں حکومت کو کیا رپورٹ دوں“

سر سلطان بھی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”آپ انہیں یقین دلا دیں کہ جلد ہی یہ طوفان بد قیمری ختم ہو جائے گا۔

میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ جلد از جلد اس نا دیدہ ہاتھ کو کاٹ ڈالوں گا“

عمران نے جواب دیا۔

”عمران بیٹے سوچ لو یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے۔ یہ نہ ہو کہ تم تفتیش

کرتے رہ جاؤ اور یہاں ملک کی کایا ہی پٹ جائے“ سر سلطان نے

اپنا خدشہ آخر کار ظاہر کر رکھی دیا۔

”میں کایا پلٹنے ہی نہیں دوں گا۔ کایا بے چاری کی کیا طاقت ہے

”وہ اسے بے حد احمیت دے رہے ہیں۔ گو بظاہر یہ جرم نہیں۔ مگر ان کے خیال کے مطابق آگے چل کر کوئی بھیانک جرم ہو سکتا ہے۔ اس ادارے میں دس معروف ترین سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں جو وسیع اختیارات سے اس کیس کی تفتیش کر رہے ہیں۔“

”گو یا وہ کاغذات صرف یورپین ممالک کے ہی چرائے گئے ہیں۔ عمران نے سوال کیا۔

”نہیں ایسی رپورٹیں ایشیا کے ممالک سے بھی ملی ہیں۔ اس کا واضح

ثبوت شی چنگ کا بیان ہے اور آج میں نے رپورٹ ملنے پر حتمی

اپنے سیکرٹ آفس میں کی اس سے مجھے شک ہے کہ ہمارے اس قسم

کاغذات کی بھی فوٹو کاپیاں تیار کی گئی ہیں۔“ سر سلطان نے تفسیر

سے بتلایا۔

”تو اس کا مطلب ہے کہ یورپین ممالک ان بے جرم مجرموں کو

کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتے ہیں۔“ عمران کا چہرہ کسی نا معلوم

سے تھمتھا اٹھا۔

”معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے“

سر سلطان نے جواب دیا۔

”بے فکر رہیں۔ یہ سہرا ان کی بجائے آپ کے سر پر بندھے گا۔

”وہ مجھ آنٹی کو مست بلا لیتے۔ ورنہ جو تیاں مار مار کر میری کھوپڑی

کر دیں گی“

عمران ایک بار پھر پٹھری سے اتر گیا۔

”کیا مطلب تمہاری آنٹی کہاں سے آئیگی“ سر سلطان حیران

کر پٹ جاتے — سیدھا نہ کر دوں گا اسے“

عمران نے کہا۔

اور پھر سلام کر کے تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

و کٹر ہاگو کافی دیر سے اس نوجوان کی حرکات کا
 بغور مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس نوجوان کی حرکات سے شدید بے چینی کے
 آثار نمایاں تھے۔ وکٹر ہاگو اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اس میں دلچسپی لے
 رہا تھا۔ وہ اپنے ملک کا ماہر ناز سیکرٹ ایکٹ تھا اور آج کل آئی ایس
 ایس بی کے تحت کام کر رہا تھا۔ دو دنوں کی شدید محنت کے بعد بھی
 وہ اب تک مجرموں کے خلاف کوئی کلیوینج عمل نہیں کر سکا تھا۔ اسے سمجھ
 نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کہاں سے کلیوینج عمل کرے۔ جو مجرموں تک
 پہنچانے میں مدد دے۔ مجرم اتنے خفیہ طور پر کام کر رہے تھے کہ انہوں نے
 اپنے پیچھے ہلکا سا نشان بھی نہیں چھوڑا تھا اس نے چیدہ چیدہ سہیا سی
 عناصر کی دن رات نگرانی کی مگر کوئی بھی آدمی اسے مشکوک نظر نہیں آیا۔
 تھک ہار کر وہ آج کچھ دیر کے لئے کسٹا نے کے لئے اس کیفے میں

اسی لمحے اس نے ان دونوں کو بیک وقت کرسیوں سے اٹھ کر
 بیٹھے کے بائیں کونے میں بنے ہوئے پرائیویٹ کینوں کی طرف بڑھتے
 دیکھا۔ وہ لڑکی آگے آگے تھی اور اس کے پیچھے چھپے وہ نوجوان بڑے
 نودبانہ انداز میں چل رہا تھا۔
 ایک کین کا پردہ ہٹا کر وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ درپردہ بہرہ
 بردیا گیا۔

دکڑنے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے
 لمحے اس کا رخ بھی انہی کینوں کی طرف تھا۔ اس نے ان کے دائیں طرف
 والے کین کا پردہ اٹھا کر دیکھا مگر دوسرے لمحے چھوڑ دیا۔ وہاں بھی ایک
 جوڑا رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔ اب اس نے بائیں طرف والے کین
 میں قسمت آزمائی کی۔ اور اتفاق سے وہ کین اسے خالی ملا۔ وہ جلدی سے
 اندر داخل ہو کر دونوں کینوں کی درمیانی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

اس کے اندر بیٹھتے ہی ایک ویڑا اندر داخل ہوا۔
 ”وسکی“ اس نے ویڑے کی شکل دیکھتے ہی کہا۔ اور ویڑے تیزی سے باہر نکل
 گیا۔ اب اس کی پوری توجہ ساتھ والے کین کی گفتگو پر مبنی ہوئی تھی۔ باوجود
 پوری طرح متوجہ ہونے کے وہ ایک لفظ بھی نہ سن سکا۔ اس سے پہلے کہ
 اس کا کوئی صل سوچتا ویڑا اندر داخل ہوا اور اس نے آؤڑ کا سانک
 میز پر کھ دیا۔

”اب جاؤ اور جب تک میں خود نہ بلاؤں اندر مت آنا“
 دکڑنے اسے سخت لہجے میں کہا اور ویڑے خاموشی سے باہر چلا گیا۔ اس
 کے باہر نکلتے ہی اس نے کوٹ کے کار میں لگی ہوئی پن کھالی اور درمیانی

آبیٹھ تھا مگر یہاں اس نوجوان کی حرکات نے خواہ مخواہ اس میں
 دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ نوجوان واقعی مشکوک بھی ہے یا نہیں
 کہ اس نے اچانک نوجوان کو بری طرح چونکاتے ہوئے دیکھا اور پھر نوجوان
 کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی نظریں بھی کیفے کے مین گیٹ
 کی طرف اٹھ گئیں۔

گیٹ سے ایک شعلہ جوالا اندر داخل ہو رہی تھی، تیز رفتاری سے
 کے اسکرٹ میں بیسوس جینینہ واقعی اس قابل تھی کہ اسے دیکھ کر
 آدمی چونکنے پر مجبور ہو جائے۔

اس لڑکی نے چند لمحوں تک دروازے پر کھڑے ہو کر ہال پر ایک
 طائرانہ نظر ڈالی اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں دکڑے مطلوبہ نوجوان پر
 پڑیں وہ تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس میز کی طرف بڑھنے لگی۔

اور دکڑے کا جی چاہا کہ اس بھرے پڑے کیفے میں ہی اپنے گالوں
 پہ پائٹے رسید کرنا شروع کرے۔ یہ تو کوئی محبت و غیرہ کا پیکر تھا اور
 وہ خواہ مخواہ اتنی دیر اس نوجوان کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان
 ہوتا رہا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔
 لڑکی نوجوان کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ مگر دوسرے لمحے
 دکڑے ایک باہر پھر چومک پڑا۔

میسرے خدشات نے اس کے دماغ میں دوبارہ سر اٹھانا شروع
 کر دیا۔ نوجوان کے چہرے پر خوف کے آثار ظاہر تھے۔ یہ محبت کی بجائے
 کوئی اور ہی پیکر تھا۔

ہارڈ بورڈ کی دیوار میں گھونپ دی جب پن کے سرے کے علاوہ باقی تمام پن اس دیوار میں گم ہو گئی تو اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی سی تار نکال کر اس کا ایک سر اس پن کے سرے کے ساتھ لپیٹ دیا اور دوسرے سرے پر گھمے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو اس نے کان میں لگا لیا۔

اب اس کے کان میں کہیں میں ہونے والی سرگوشیوں کی آوازیں قدر صاف سنائی دینے لگی تھیں۔

یہ اس کا اپنا ایجا و کر وہ ہنگامی ڈکٹ فون تھا۔ گو آواز بالکل صاف نہیں تھی مگر اس کے باوجود وہ سب کچھ سن رہا تھا۔ آواز کی لہریں جب پن کی نوک سے نکلنے لگی تو اس تار کے ذریعے اس کے کانوں میں پہنچ جاتیں اور اس کے سر پر رگ جو بٹن جو اس نے کان میں اٹکایا ہوا تھا ایک جدید ترین رسیور تھا۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے ڈی ایون۔ اب جبکہ ہم علی فیم اٹھا چکے ہیں اور ہمارا ایک مشن کامیابی کے قریب ہے۔ اب اگر گرڈپولوں نے کیوں کھنکھانا ہوتا ہے۔“

یہ اس لڑکی کی آواز تھی۔ مگر بے حد سخت مگر تشویش کی ہلکی سی جھلک لئے ہوئے تھا۔

”مادام جہاں تک میرا خیال ہے داکر گرڈپول ڈبل کراسنگ کرنا چاہتا ہے اب وہ ہمیں پھنسا کر خود علی و ہونا چاہتا ہے۔ تاکہ کسی حکومت سے سودا کر کے پانے لئے مراعات حاصل کرے اور ہمارے خاتمے کا بھی بندوبست کرے۔“ نوجوان نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”نہیں داکر سے میری کافی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا ہو سکتا ہے تمہارے آدمی نے غلط خبر پہنچائی ہو۔“ مادام کے لہجے میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔

”یہ ناممکن ہے مادام۔۔۔ میرا آدمی انتہائی با اعتماد ہے۔ آج تک اس نے کوئی غلط خبر نہیں دی۔ پاکیشیا میں بیگ نمبر دو جب اتفاق سے داکر گرڈپول نے حاصل کر لیا تھا تو اسی آدمی نے ہماری تیرہ نوکس کی اطلاع دی تھی۔ جس کی وجہ سے آخر کار ہم وہ بیگ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔“

ڈی ایون نے اپنے آدمی کی سابقہ خدمات بتلاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پھر پول کے دوسرے سربراہوں کو بھی اس کی حرکت سے باخبر کر دیا جائے تاکہ مل کر اس کا کوئی تھمارک کیا جاسکے۔“

مادام نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”دیئے آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں مادام۔۔۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کو فی الحال اس بات کی اطلاع نہ دیں۔“

ڈی ایون نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”کھل کر بات کر معاہدہ انتہائی سنگین ہے۔ میں ہر راستے سننا پسند کروں گی۔“

مادام نے نرم لہجے میں کہا۔

”مادام دراصل بات یہ ہے کہ مجھے پول میں شامل کسی پارٹی پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ پول میں شامل تمام پارٹیاں اپنی اپنی جگہ ڈبل کراسنگ کر رہی ہیں۔“ ڈی ایون نے جواب دیا۔

جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو۔ ٹرانسپیرمریٹات مت کرنا، بلکہ اسی طرح کسی کام سے کیے میں بات کرنا۔ آجکل زیادہ مفید ہے کیونکہ سیکرٹ سروس انٹیلی جنس پوس اور آئی۔ ایس ایس بی ہمارے خلاف سرگرم عمل ہے۔ ہمارے ٹرانسپیرمریٹات کے جانے والی بات کسی بھی لمحے چپک ہو سکتی ہے۔“ مادام نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مادام۔ میں آپ کی دوراندیشی کا پتہ لے رہی ہوں۔“

ڈی ایون نے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے وکٹر کو اس کے اٹھنے کی آواز سنائی دی۔ وکٹر نے تیزی سے کان سے ہٹن نکالا اور دیوار سے پن بھی نکال کر جیب میں ڈالی اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے دستکے کے پیگ کو ایک ہی بار حلق میں اٹھال کر جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا اور اسے ایش ٹرے کے پیچھے دبایا۔ اور خود پردہ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

اس کا چہرہ اپنی اس اچانک اور قطعی اتفاقہ کامیابی پر مسرت سے گلزار ہو رہا تھا اس کا شک صحیح ثابت ہوا تھا اور اب اسے مزید تحقیقات کرنے کے لئے اہم کیوبل چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ بازی جیت جلنے کا اور پوری دنیا میں اس کے نام کا ڈنکا موجانے کا۔ جب وہ کیبن سے باہر نکلا تو اس نے اس نو جوان کو کیبن سے

”اس کی وجہ“

مادام کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

”اس کی چند وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو اگر گروپ کے مستحق

یہ اطلاع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بلیک سرکل گروپ جس ملک میں کام کر رہا ہے وہاں ہمارے گروپ کی رپورٹ کے مطابق ان کی سرگرمیاں کافی پراسرار ہیں وہ لوگ حکام سے بھی ملتے دیکھے گئے ہیں۔ مگر کوئی حتمی ثبوت فی الحال نہیں ملا مگر وہاں پلے درپلے چند اہم مشنز میں ناکامی کی وجہ سے یہ خیال کافی مضبوط نظر آتا ہے تیسری اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ سوائے ان ملکوں کے جن پر براہ راست ہمارے گروپ کا کنٹرول ہے۔ باقی ہر ملک میں کام کی رفتار انتہائی سست ہے۔“

ڈی ایون نے تمام وجوہات پیش کر دیں۔

”تم نے مجھے شش و پنج میں ڈال دیا ہے۔“ ڈی ایون

تمہارے خیالات بھی اپنی جگہ وزن رکھتے ہیں مگر مجموعی طور پر اس سمجھتی ہوں کہ ہم خامی کامیابی سے اپنے مشن میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس دوران ہماری معمولی سی غلطی جی نہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتی ہے۔“ مادام نے سوچتے ہوئے کہا۔

”آپ اس پر اچھی طرح غور کر لیں۔ مادام میں بھی مزید تحقیقات

کر رہا ہوں۔ کیونکہ آپ نے میرے ذمے یہی ڈیوٹی لگائی ہے

کوئی حتمی ثبوت ملتے ہی میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔ پھر آپ

جیسے مناسب سمجھیں کر لیں۔“ ڈی ایون نے انتہائی مودبانہ لہجے میں

نکل کر آؤٹ گیٹ کی طرف جاتے دیکھا۔ لڑکی ابھی تک کین سے باہر نہیں نکلی تھی وہ ایک لمحے کے لئے شش و پنج میں پڑ گیا کہ آیا لڑکی کا تعاقب کرے یا ڈی ایون کا تعاقب کرے۔ مگر پھر اس نے لڑکی کی نحرانی کا فیصلہ کیا۔ ڈی ایون کے مقابلے میں اس لڑکی کو اغوا کر کے معمولی سے تشدد سے وہ تمام راز حاصل کر سکتا تھا اور پھر گفتگو سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈی ایون اس لڑکی کے ماتحت ہے۔ جو سکتا ہے یہی لڑکی مجرموں کی سرخندہ جو اس سلسلے میں اس نوجوان کی نسبت اس سے وہ زیادہ بہتر اور جامع معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا خود بھی کیفے سے باہر چلا گیا۔ لیکن دروازے کے قریب وہ ایک ستون کی آڑ میں رک کر لڑکی کی کیفے سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ لڑکی اسے گیٹ سے باہر نکلتی نظر آئی۔ اس کا رخ پارکنگ شیڈ کی طرف تھا۔ وکٹر بھی خاموشی سے پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی پارکنگ شیڈ میں موجود ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھ گئی اور دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر کیاؤنڈر گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ وکٹر نے بھی اپنی سفید رنگ کی کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لڑکی کی کار جیسے ہی کیاؤنڈر گیٹ سے نکل کر سڑک پر دائیں ہاتھ مڑی، وکٹر نے بھی کار اس کے پیچھے ڈال دی، وہ جیسے محاط انداز میں تعاقب کر رہا تھا۔ اس کا ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ فی الحال لڑکی کی نحرانی

لڑکے مجرموں کا ہیڈ کوارٹر معلوم کرے۔ اور پھر بعد میں مناسب موقع دیکھ کر اس پر ہاتھ ڈالے۔ دوست خیال کے مطابق وہ چاہتا تھا کہ فوری طور پر اس پر ہاتھ ڈال دے تاکہ جتنی جلدی ہو سکے مجرم گرفتار نہ جاسکیں، کیونکہ ملک کے حالات تیزی سے بدلتے جا رہے ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ وہ مناسب موقع کا انتظار کرتا ہی رہ جائے اور پنی سر سے اونچا ہو جائے۔ پھر اس نے طویل کش کش کے بعد تعاقب کا ہی فیصلہ کیا۔

مختلف سڑکوں سے موتی ہوئی لڑکی کی کار برگنز ہوٹل کے کیاؤنڈر میں مڑ گئی۔ وکٹر نے بھی اپنی کار کیاؤنڈر کے گیٹ میں داخل کر دی اور جب وہ کار پارکنگ شیڈ میں روک کر باہر نکلا تو لڑکی ہوٹل کے عین گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے پیچھے عین گیٹ کی طرف بڑھا۔

جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تو اسے لڑکی ہال میں نظر نہیں آئی ہوٹل کا عقبی دروازہ بھی نہیں تھا کہ وہ سوچا کہ لڑکی اسے دھوکے لگتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ لڑکی ہوٹل میں رہائش پذیر ہے چنانچہ وہ سیدھا کارڈنگ ٹرک کی طرف بڑھا۔

”فریاستے“

کارڈنگ ٹرک نے باضابطہ بھیجے ہوئے تھا۔

”ابھی ابھی ماس۔“ وہ کیا نام ہے ماس۔ کمال ہے۔

اچانک ہی نام ذہن سے پھسل گیا، کیا بھلا سا نام تھا ماس۔

وکٹر نے نام یاد نہ رہنے کی بہترین اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ اس

کے چہرے پر بوکھلاہٹ اور مذمت کے آثار نمایاں تھے۔

”میرا خیال ہے آپ مس میری کے متعلق پوچھ رہے ہیں، وہ ابھی ابھی اپنے کمرے میں گئی ہیں۔“

کاؤنٹر کلرک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں یاد آگیا مس میری ہی اس کا نام ہے۔“

کمرہ نمبر کیا ہے۔

اس نے آگے قدم اٹھاتے ہوئے سرسری لہجے میں سوال کیا۔

”کمرہ نمبر دوسو دس تیسری منزل۔“ کیا میں انہیں فون کر کے

آپ کی آمد کی اطلاع دوں۔“ کاؤنٹر کلرک نے مودبانہ لہجے میں

سوال کیا۔

”ارے نہیں۔“ وہ مجھے اچانک اپنے سامنے پا کر زیادہ

مسترب محسوس کر رہی تھی۔“ وکٹر نے جواب دیا اور لفٹ کی طرف

مڑ گیا۔

جب وہ لفٹ میں داخل ہو گیا تو کاؤنٹر کلرک نے تیزی سے میر

پر رکھے ہوئے انٹر فون کے سرخ بٹن کو دبا دیا اور پھر اہستہ گراں تہائی

مودبانہ لہجے میں کہا۔

”مادام وہ آپ کے کمرے میں آ رہا ہے۔“

”آنے دو۔“ دوسری طرف سے مادام نے جواب دیا اور

کاؤنٹر کلرک نے بٹن آف کر دیا۔

لفٹ تیسری منزل پر رکی اور وکٹر لفٹ سے نکل کر کار ریڈار

میں داخل ہوا۔ اس کا ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر تھا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا۔۔۔ کمرہ نمبر میں چل رہا تھا۔

بیدار میں لوگ آج بارہ بجے تھے۔ کمرہ نمبر دوسو دس کے سامنے جا

رہا رک گیا۔ دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور آگے پردہ پڑا تھا

چند لمبے دروازے کے ساتھ رک کر آہستہ بیک رہا۔ پھر اندر قطعی

موشی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ سوٹ کا پہلا کمرہ ہو گا اور وہ تیزی اندر

لے کمرے میں موجود ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کمرہ خالی ہو گا۔ چنانچہ

اس نے آہستہ سے پردہ اٹھایا اور پھر کمرہ خالی دیکھ کر مزہ نہ لے

سکا۔ وہ تیزی سے ایک بڑی الماری کی طرف لپکا مگر اس سے

بے کر وہ الماری کے پیچھے چھپتا۔ اچانک کمرے میں وہ لڑکی داخل ہوئی

ب یہ دونوں آئینے سامنے تھے۔

”کون جو تو تم اور کیوں اندر داخل ہوئے ہو۔“ لڑکی نے انتہائی

خست لہجے میں سوال کیا۔

”یہ دیکھ رہی ہو۔ اس لئے شرافت سے میرے چند سوالوں کا

جواب دے دو۔ ورنہ میں گولی مار کر تمہیں ڈھیر کر دوں گا۔“

وکٹر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو آگے کرتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے ایک لمحے کے لئے ریوالور کی طرف دیکھا اور پھر

سکرا دی۔

”میں نے جو سوال کیا تھا پہلے اس کا جواب دو۔“ اس کے

بچے میں قطعی لاپرواہی تھی۔ جیسے وہ ریوالور سے بالکل خوفزدہ

نہ ہوئی ہو۔

”میں کوئی بھی ہوں۔ تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہو

نے بھی سنبھلتے ہی پوری قوت سے بایاں لگ کر لڑکی کے بائیں پہلو پر مارا اور لڑکی لڑکھڑاتی ہوئی صوفے پر جا گئی۔

وکرٹ نے اس پر جھپٹا لگا لگا کر لڑکی بچھڑاتی سے سایڈ میں ہو گئی اور وکرٹ اپنے ہی زور میں صوفے کو لٹا لٹا ہوا فرش پر پڑا لڑکی اس کی توقع سے زیادہ چالاک اور سخت جان تھی۔

ایک بار پھر وہ دونوں آمنے سامنے تھے اور اس بار لڑکی کا غرر جارحانہ تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے ان دونوں میں زور درجہ جھگڑا مچ گیا۔ جہاں وکرٹ کے انداز میں مردانگی کے ساتھ ساتھ مارت تھی وہاں لڑکی کے انداز میں چستی اور تیزی تھی۔ کمرے میں پڑے ہوئے دونوں صوفے اور تین کرسیاں الٹ چکی تھیں۔ وکرٹ کو شدید حیرت تھی کہ یہ نرم و نازک لڑکی کتنی خوبی سے اس جیسے مجھے جوئے آدمی کا مقابلہ کر رہی ہے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ لڑکی کے انداز میں تیزی آتی جا رہی تھی۔

پھر چند لمحوں بعد لڑکی اس پر چھاپی تھی۔ اب وہ صرف دفاع کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ اس پر مجبور ہو گیا تھا۔ لڑکی کے ہاتھ بجلی کی طرح چل رہے تھے اور پھر کڑے کے ایک زوردار وارے وکرٹ کو ناک آؤٹ کر دی۔ اس کے جسم میں درد کی ایک لمبی دوڑی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی دماغ پر اندھیرے سے ساتھ ہوئے چلے گئے۔ اس نے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی لڑکی دروازے کی طرف مڑی اور اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر ڈھکے ہوئے ایک بڑا کو

جیسے ہی اس کا ہاتھ لڑکی کے سر کی طرف بڑھا لڑکی اچانک پیچھ جھکی اور دوسرے لمحے وکرٹ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں کافی بلند ہوتا جا رہا ہے اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ وہ دیوار سے ٹکرا چکا تھا۔ لڑکی نے جو جھٹکا بہترین داؤ استعمال کیا تھا۔

وکرٹ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہی جو جھٹکے فن میں اس قدر ماہر ہوگی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالتز بھل کر دور جا کر اور جب وہ سیدھا ہوا تو لڑکی سامنے کھڑی انہیان سے مسکرا رہی تھی۔ وکرٹ کی آنکھوں میں خون آگیا۔ وہ لڑکی کے فن میں ماہر تھا اور آج تک بڑے بڑے نامی گرامی مجرم اس کے ہاتھ سے منہیں بچ سکے تھے۔ لڑکی کی اس کے سامنے کیا حیثیت تھی۔ یہ ٹھیک تھا کہ وہ دھوکے میں مارا گیا مگر اب وہ لڑکی کو ایک حقیر جھگڑی طرح مل سکتا تھا۔ کیونکہ اب وہ مقتاد تھا۔

اس نے بوڑھے کے انداز میں اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلانے اور پھر لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھنے لگا۔ پہلے ہی وار سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کوئی عام سی لڑکی نہیں ہے بلکہ لڑائی کے فن میں ماہر ہے۔

لڑکی خاموشی سے کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ وکرٹ نے قریب آتے ہی اچھل کر لڑکی کی گردن پر اپنی دائیں پتیلی کا وار کیا۔ گودار بے حد سخت اور شدید تھا۔ مگر دوسرے لمحے وکرٹ کی آنکھوں میں ستارے ناچ گئے لڑکی نے نہ صرف اس کا وار بائیں ہاتھ پر بچایا تھا بلکہ ایک نہایت خوب صورت رائٹ ہک اس کی پسلیوں میں بھی مار دیا تھا۔ وکرٹ

دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں تین مسلح آدمی داخل ہوئے
انہوں نے بڑی حیرت سے کمرے کی حالت کو دیکھا اور پھر ان کی
نظریں سہوش پڑے وکٹر پر جم گئیں۔
”اسے بلیک بول میں لے جاؤ۔“ میں بعد میں اس سے
ملاقات کروں گا۔“
لڑکی نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یس مادم۔“
انہوں نے مؤذبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تینوں وکٹر کے
بے ہوش جسم کو اٹھائے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران ٹیلیفون سامنے رکھے خاموش بیٹھا تھا۔ مقابل کی کرسی پر بلیک
زیر دھنا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔
”آپ نے جو پوزیشن بتلائی تھی۔ وہ تو انتہائی سنگین ناک ہے۔“ آنری بلیک
نے کمرے پر چھائے ہوئے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔
”صرف نیلے بتلانے سے پوزیشن خراب نہیں ہوتی بلکہ پوزیشن واقعی آہستہ
خراب ہے۔ ہمارے پاس اس کیس کو حل کرنے کے لیے بے حد کم وقت ہے۔“
عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
”عمران صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا یہ کائنات صرف اس لیے
چوری کیے گئے ہیں کہ دنیا میں بد امنی پھیلانی جائے۔ کیا کائنات کے بغیر وہ
لوگ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔“ بلیک زیر دھنا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ایک اہم نکتہ ہے، جہاں تک میرا خیال ہے کاغذات کسی اور لفظ نظر کی بنا پر حاصل کیے گئے ہیں مگر ان کا استعمال کسی اور لحاظ سے جو رہا ہے، عمران نے انھیں بند کر کے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کاغذات کسی اور پارٹی نے چرائے ہیں اور انھیں استعمال کوئی اور پارٹی کر رہی ہے، جب تک یہ دوسرے ایک اور لفظ نکال دے گا۔" ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوا ہے مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اس پارٹی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہو گا۔ ظاہر ہے، جبکہ قیام دنیا میں یہ پارٹی منظم طور پر پھیل چکی ہے تو یہ ایک منظم اور وسیع پارٹی کا کام ہے اور اتنا رستے طرز پر جاتا ہے کہ اس کو ہیڈ کوارٹر کسی یورپین ملک میں ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس سے پہلے کہ جب تک رپورٹوں کی جواب دینا سلیف فکشن کی گھنٹی دوسرے جتنے بھی۔ عمران نے رسیورسنگ کرکالوں سے لگا لیا۔

"ایکسیو، عمران نے پھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں حضاروں، بل ہوں جناب، دوسری طرف سے حضار کی ادارہ سائی ڈیٹیکس رپورٹ، عمران نے اسی لہجے میں پوچھی۔

"میرا آپ کے لیے ایک اعلان ہے۔ یہ بیان ہے اب غیر ملکی سے خفیہ ملاقات کی ہے میں نے یہ ملاقات وٹکافون کے ذریعے کی ہے، اس میں حکومت کے خلاف مزید کارروائی کے پلان زیر بحث آئے تھے، ان کے منہ سے بے حد خطرناک ہیں، وہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں، دھندلے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤں گی کہیں عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور سر ملاقات کے بعد میں نے اس غیر ملکی کا تعاقب کی ہے ان کا ہیڈ کوارٹر

لف باڈنگ میں ہے۔ آج رات وہ ایک میٹنگ کال کر رہے ہیں تاکہ حکومت پر آخری ضرب لگائی جائے، میٹنگ شہر سے دوسرا علی مقام شہر کے ایک غیر ملکیوں میں ہو رہی ہے۔ اس میں سر جان اور دیگر لیڈر بھی شریک ہوں گے، دھندلے مزید بتلایا۔

"میٹنگ کا نام کیا ہے، عمران کی آنکھوں میں چمک بڑھ گئی تھی۔

رات کے دو بجے جناب، دھندلے جواب دیا۔

مزید کوئی بات، عمران نے سوال کیا۔

"جی ہاں ایک اور بات بھی معلوم ہوئی ہے، اس غیر ملکی نے یاد رکھے لیے کال پر کرائی ہے، وہ وہاں سے مزید ہدایت لینا چاہتا ہے، دھندلے کہا۔

"کس نمبر پر، عمران نے سوال کیا۔

"نمبر تقریبی ایٹکس ڈیٹیکشن ایون تقریبی سکس، دھندلے جواب دیا۔

"تجربہ یہ نمبر کیسے معلوم ہوا، عمران نے سوال کیا۔

"میرا ایجنسی میں میرا ایک دوست ہے، اس کی معرفت میں نے حکم کیا ہے، دھندلے جواب دیا۔

"دوسری ڈیٹیکشن کے کارڈوں کی سہ ماہی، اس کا راز دہشت کی معرفت ان کی اس کال کو ٹریپ کر کے، انہماک سے اس کے حکم شیت ہوئے کہا۔

"ٹریپ کے سر میں نے پہلے ہی اٹھ مکر رہے، دھندلے کے لیے میں مسرت کی آمیزش نمایاں تھی۔

"جب تک ہے رات دو بجے میٹنگ والے جتنے ہی شیج ہوا، میں آج تک نہیں

”مسٹر اسلم کی کوٹھی کے قریب ایک بوتھ سے جناب راکشین شکیل نے جواب دیا۔
”کیا اس ملاقات کے دوران کسی بڑھنگ کی بات بھی ہوئی ہے؟“ عمران
نے سوال کیا۔

”جناب واصل میں مکمل گفتگو نہیں سن سکا۔ وہاں ملازمین کا سہنت چہ
بھا۔ بڑی مشکل سے میں ان کے ڈرائنگ روم تک پہنچے یہ کامیاب ہوا۔
”توجہ“ غلط سیدگانوں میں پڑے وہ میں نے آپ کو بتا دیئے۔ زبان کے
آخری الفاظ تھے۔ ان کی گفتگو ختم ہو چکی تھی اور راکشین شکیل نے جواب دیا۔
”بھیک بے تم آپ کو رات کے دہنگے شاربٹ کے بجائے چوپر
پینج جاؤ۔ آج عمران کی رکنگی میں آپ لوگوں نے اس بنگلے پر چھاپا مانتا ہے؟“
عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر سر۔ میں ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ یاؤں گا۔“ راکشین شکیل نے
جواب دیا اور عمران نے سیور کو ٹیل پر رکھ دیا۔

”بیک زیروم باقی تمام عمران کو وہاں پہنچنے کے احکامات دے دو۔ یہ آج
رات یہاں کی بارگاہ باکل ختم کرنا چاہتی ہوں تاکہ فوراً طور پر سائے ملک میں
شوٹ ختم ہو جائے۔ اس کے بعد مجرموں کے ہیڈ کوارٹر ختم کرنے کے لیے پروگرام
بنائیں گے۔“ عمران نے کڑی سے افسانے ہوئے بیک زیروم سے کہا۔
”بہت بہتر جناب، کیا میں بھی وہاں پہنچوں؟“ بیک زیروم نے بھی کڑی
ہوئے سوال کیا۔

”ہاں تم بھی وہاں پہنچ جانا۔ اور علیحدہ رکنہ کام کرنا۔ ہوسکتا ہے کسی وقت
حالات بگڑ جائیں!“

”جیسے کہنا۔“ صفر نے جواب دیا اور عمران نے سیور کو ٹیل پر
رکھ دیا۔

صفر اس بار سب سے بازی لے گیا۔ سرعین کی حیثیت مجھے اس تمام مشن
میں کلیدی معلوم ہو رہی تھی کہ جو وہ عوام کا بہت خیر خواہ بن رہا تھا اور ضرور
کسانوں، طلب اور عوام کو حکومت کے خلاف انجائے میں اس کی پارٹی بے حد
تھاگ دور کر رہی ہے۔ عمران نے بیک زیروم سے کہا۔
”اب صفر کی رپورٹ سے تو وہ اور بھی واضح ہو گیا ہے۔ بیک زیروم نے
جواب دیا۔

”میں سن کر غصے میں پڑ رہا تھا۔ عمران نے سیور کو ٹیل پر رکھ دیا۔

”اچھا۔ اس نے پھر بات نہ کی تھی۔“

”تفصیل لوں۔“ جناب نے اس بار شکیل کی آواز سنی دی۔

”رپورٹ۔“ عمران نے جواب میں ایک لفظ کہا۔

”سر۔ سر۔“ راکشین شکیل نے آج دو غیر ملکیوں سے ملاقات کر
لی۔ یہ دونوں غیر ملکی دارالحکومت کے تاجر ہیں۔ ملاقات حیدر خدیجی راکشین
کے دو بیان ایک نام میں سے کرتا ہے۔ وہ کسی مادام بڑھنگی کا نام ہے جسے
جو بارک میں ہے۔ شکیل نے جواب دیا۔

”مادام بڑھنگی۔“ عمران نے چونکے ہوئے کہا۔

”ان کے انداز گفتگو سے میں نے محسوس کیا ہے کہ مادام بڑھنگی اس تمام

گروہ کی سربراہ ہے۔“ راکشین شکیل نے جواب دیا۔

”جو منہ بھیک ہے۔ تم آپ کہاں سے فون کرتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

یہ لڑکے اپنی مڈائی اس پر ثابت کر سکا۔ یہ فیصلہ کر کے ہی اس کا ختم دیکھنے سے
 دل ہو گیا۔ اب اس نے یہاں سے رہائی کے متعلق غور کرنا شروع کر دیا۔
 کمسنے کا حرف اُبل ہی دروازہ تھا جو لوہے کا جب موائی تھا۔ اوپر چھپنے کے
 لیے ایک چھوٹا سا کوشن دان تھا۔ جس میں لوہے کی موٹی موٹی سٹائپیں تھیں
 وہ تھیں۔ وہ تختے سے نیچے اُترتا اور پھر سینہ دروازے کی طرف بڑھتا اور
 جس اس نے اپنی پوزی لحاظ سے حرف کر لی۔ مگر دروازہ اتنا ہی مضبوطی سے بند
 تھا۔ چند لمحوں تک تو وہ ناموس اور بے بس کھڑا سوچتا رہا اور پھر اس کے
 ذہن میں ایک ایک ایک خیال آیا اور اس کا چہرہ کھجک اٹھا۔ وہ تیز رفتاری سے بائیں
 طرف کی طرف بڑھا اس پر قبضہ کر اس نے بائیں ہاتھ سے کھول دیا اور پھر
 اس کے سر پر پڑا۔ بے کھپ کو اپنی انکھی سے معمولی سی آگے کو حرکت
 دی اور اسے منہ سے نکالیا۔

اس کے کمان میں بچے کے شور کا آواز ہی آ رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد
 اس شور پر ایک آواز غالب آ گئی۔
 ”بیس انٹرکنٹ آپریٹر سپیکنگ اوور“
 ”وکر نمبر ۲ کا کنٹیکٹر سالم اپنا رقبہ کراپ نمبر ۲ ایئر جنسی کال اوور“
 ڈالنے آ رہے تھے۔

”ہولڈ فار دن منٹ اوور“ آپریٹر نے کہا اور پھر تقریباً آدھے منٹ بعد
 ہی دوسری طرف سے ایک سخت مگر بھاری ہونی آواز سنائی دی۔
 ”بیس وکر سالم سپیکنگ اوور“ دوسری طرف سے گروپ اپنا رقبہ سالم
 کی آواز سنائی دی۔
 ”مستر سالم میں نے مجھ کوں کا پتہ چلا لیا ہے۔ اوور“ وکر نے منترت بھرت

وکٹر کو جب روش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک تنگ و تنگ
 کمسنے میں پڑا پایا اس کمسنے میں صرف ایک تختہ دیوار کے ساتھ جڑا ہوا تھا
 جس پر اس وقت وکر بیٹھا ہوا تھا۔ باقی تمام کمرے سا درسا مان سے تھقی ماری نہ
 دیکھ کر کمرہ ڈھ گیا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے دیوار کے جیسوں کو مٹوا دیا۔ مگر کسی جیب میں کوئی چیز
 نہیں تھی۔ تمام جیبیں خالی تھیں۔
 وکر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کھپے واقعات سے متعلق سوچنے لگا اور
 جب اسے لڑکی سے لڑائی کا خیال آیا تو غلامت سے اس کا سر جھک گیا۔ جو
 اپنے آپ کو دنیا کا سب سے مایوس لڑکا سمجھتا تھا اور جسے اس نے پرفیئر تھا کہ آج
 تک لڑائی میں کوئی طبعی شخص اس سے نہیں جیت سکا۔ آج ایک لڑکی سے۔
 کھا گیا۔ اس نے تدبیر کر لیا کہ اگر اسے موقع ملا تو کھانہ اس کے ہاتھ پر لڑائی۔

روکنہ خاموشی سے آگے بڑھتے رہا۔

طویل راہداری سے گزرنے کے بعد وہ بائیں طرف مڑے اور پھر بیڑیاں اٹاتے ہوئے وہ نیچے ایک کمرے میں آگئے۔

کمرے میں اس وقت تیار آدمی موجود تھے۔ ان چاروں نے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالی ہوئی تھیں۔

اس نے آگے دلا بھی ایک طرف سب کھڑے ہو کر کھڑے ہوئے۔ غلام نے ان پانچوں مشین گنوں کا رخ وکر کر کی طرف ہی کیا۔

وکر کر کمرے کے دربان میں رکھی ہوئی ایک کتوں پر بیٹھا دیا گیا اور چند لمحوں بعد وہی لوگ کمرے میں داخل ہوئے۔

اس کے چہرے پر لمبی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ تیز نظروں سے وکر کر کو کھورتی رہی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر قریب پڑی کرسی ٹھیکٹی اور ال پو بیٹھ گئی۔

"تم۔۔۔ ای۔ ایس۔ ایس۔ بی۔" کے دکن ہوا۔ لوگ نے اسے معذرت ہو کر پوچھا اور وکر اس کے منہ سے۔ ای۔ ایس۔ ایس۔ بی کا نام سن کر چونک پڑا۔

اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے جھنجھک اٹھی۔ پھر اس نے کہا۔ "میرے بھائی کے۔" جواب دے۔ کیا میں تجھ کو کہہ رہی ہوں؟۔ مادم نے اس پر ہنس دیا۔

پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "جو کتا ہے تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو اور جو کتا ہے کتنی راہباز نہ ہو۔" وکر نے جان بوجھ کر جواب کو سمجھ کر دیا۔

"کئی گھنٹہ قبل اسے روم نمبر پچاس میں لے جاؤ اور اس کی زبان کھولو۔" مادم غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے ایک آدمی کو جو مشین گن سنبھالے ہوئے تھا۔

بھیجی کہہ۔

"اوہ مشر وکر ویری گڈ۔ آپ نے بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ اور۔۔۔ دیکھو طرف سے سالم کی مسرت سے پھر پورے چکار سنائی دی۔

اور پھر وکر نے اب تک تمام داستان سالم کو سنا دی۔

"لیکن اب بھی آپ کیا آئی ہو؟ میں اور۔۔۔ سالم نے سوال کیا۔

"میں کہہ نہیں سکتا مشر سالم۔ جو کتا ہے یہ بول کا کوئی تہ خانہ ہوا اور۔۔۔ وکر نے مشکوک بھج میں جواب دیا۔

"اس لوگ اور نوجوان کا تھیلہ بنایا میں اور۔۔۔ سالم نے پوچھا۔

اور وکر نے لوگ اور اس نوجوان کا جو اس لوگ کو ہوش میں رکھا تھا۔ دونوں کے متعلق تفصیل سے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ وکر۔ اس موقع اور ان دونوں کے متعلق تحقیقات کرتا ہوں۔

ابرجسی کی صورت میں آپ دوبارہ کال کر سکتے ہیں اور۔۔۔ سالم نے جواب دیا۔

اب وہ فکریے مٹھنیں تھیں کہ اس نے کسی حد تک اپنے گریڈ کو ایک باپا کو کھلیا۔ بیکار ہے۔ اسے معلوم تھا کہ گریڈ میں تمام منجھے ہوئے اور تجربہ کار۔

سیکریٹ ایجنٹ شامل ہیں۔ اس لیے وہ بڑی آسانی سے ان دونوں کا کھونٹا لیں گے۔

اچانک دروازہ کھلا اور پچاس گن سے مسلح ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"چوہا دام نے تمہیں بلایا ہے۔" اس نوجوان نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا اور وکر اٹھا کہ دروازہ کی طرف بڑھنا۔ دروازے سے باہر نکلا تو وہ ایک گیلری میں تھا۔

"سبیدے چلے چوہا۔ مسلح نوجوان نے بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تم میرے تعاقب میں کیوں تھے؟“ مادام نے ہنسنے لگا۔
 ”کیونکہ کہیں میں میں نے تمہاری تمام گفتگو سنسنی تھی؛ اور تم نے سب کچھ
 سے جواب دیا۔“

”اور تو یہ بات ہے تم کہنے سے ہی جیسے چھپتے تھے۔ اس کا مطلب یہ
 ہے کہ تم نے اس بات سے زیادہ جان گئے ہو۔“ مادام نے تسویش سے کہنے میں کہا۔
 ”نہیں کوئی ایسی بات تو نہیں تھی جو مجھ پر مست ہوئے ہو۔ میں بانی ہوں۔
 مگر کوئی غلطی کا اس کا ہو گیا تھا کہ اسے کہیں والی گفتگو کا جواب نہیں دیتے
 تھے۔“
 ”مجھے اس وقت سے نو جوان دیکھتے ہیں اب اپنی زندگی سے ہر حالت میں باہر
 ہونے پر ہی گئے۔ ہم نے بھی ایسے آدمی کو زندہ نہیں رکھا جو کچھ اسے مطلقاً معلوم
 ہو۔ کچھ کو جانتا ہوں اور اس میں ہماری کامیابی ہے۔“ مادام نے سیدھا لہجے میں
 کہا۔ ”اور وہ کچھ جسم میں سرزد کی ایک بہرہ دہی تھی۔ مادام کا لہجہ آنا سرزد ہوا کہ اسے
 ان کے الفاظ پر کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔“

”اسے کوئی مادام؟“ مادام اٹھ کھڑی ہوئی۔
 ”وہ کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ ہر حالت میں اپنا بچاؤ کرنا چاہتا تھا۔
 اس سے پہلے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی کوئی شے کرنا۔ اچانک ایک مشین سن
 سنائی اور وہ کمرے کے جسم پر گولیوں کی بارش ہو گئی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ سر
 پڑھ رہا تھا۔“

”اس کی لاش بھی میں جلاؤں اور کمرہ صاف کر دو۔“ مادام نے سپاہی سے
 کہا اور خود تیز تر قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔
 ”میرا اب تیار؟“ مادام نے سوال کیا۔
 ”میرا نام چاہیے اور میں ایسی ایسی جی کا نام دے دوں۔ بہار میں ان
 محرموں کو گھر لے کر رہا ہے جو ملک میں باہمی پیسہ دے رہے ہیں۔“ وہ کمرے سے باہر آیا۔
 ”ملک کیوں کہہ رہے ہو۔“ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”جیسے تم جانتے ہو کہ لوہے تو اپنے ملک کے منہ اس کے متعلق ہی کام کر رہا ہوں۔“
 وہ کمرے سے باہر آیا۔

نت کی طرف مڑ گئے۔

”کیا میننگ شروع ہو چکی ہے؟“ عمران نے صدر سے سوال کیا۔

”ہاں میننگ کو شروع ہونے لگا، یا اپنے منٹ ہو چکے ہیں؟“ صدر نے جواب دیا۔

”شکیل انداز لگتے افراد ہوں گے، عمران نے ایک اور سوال کیا۔

”جے کی جتنی دیوار کے قریب جتنی ہے۔“

”میرا اندازہ ہے کہ میننگ میں کم از کم بیس آدمی ہوں گے۔“ صدر نے

جواب دیا۔

”خوبہ؟“ عمران نے جواب دیا اور چہرہ سرسرا کر دیوار کے بندوں کا اندازہ

رہنے لگا۔ دیوار کوئی زیادہ بلند نہیں تھی۔

”اچھا پیسہ میں اندازہ جاتا ہوں، لیکن بعد م دوں بھی آ جانا،“ عمران نے

دبا اور دوسرے لمحے اس نے ایک ہمپ لگا کر دیوار کے کندھے پر چڑھے اور پھر دو

پلٹرنگ کی عرت اوپر اٹھنا چلا گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ دیوار پر نظر آیا اور

پھر ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور وہ دوسری طرف کود چکا تھا۔ صدر اور شکیل

اس دھماکے کا رد عمل دیکھنے کے لیے تھے تھے۔ چہرہ دونوں بھی باری باری دیا۔

سے ہوتے ہوئے اندر کود گئے۔

تمام عمارت کو جی مار کی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے

اس عمارت میں کوئی وی روح موجود نہ ہو۔ میننگ جیتوں جانتے تھے کہ ایسا

نہیں ہے اور مجبوروں نے اس عمارت کی حفاظت کا بھی معمول بند کر دیا۔

کیا ہو گا۔

وہ تینوں آہستہ آہستہ رہ گئے۔ عمارت کی طرف بڑھے۔ جلدی وہ

عمارت کی پشت پر پہنچ گئے۔

عمران نے اپنی ہمارش ٹ پیج سے بچھوٹے ٹیبلٹ سے کافی دور رکھ دی اور

نورڈا کو کر گئے تھے۔ اس نے سیاہ پوسٹ زب تک کر لیا تھا، اس لیے کہ

اندھیرے میں وہ ایک سایہ ہی محسوس ہو رہا تھا۔ ہنگامے کے قریب پہنچ کر وہ ایک درخت

کے نیچے ٹکا اور پھر اس نے آلو کی آواز غلط سے نکالی۔ یہ ایک ٹھنڈی کوٹھڑی

اور پھر چدری سمجھوں بعد مختلف جگہوں سے سائے نکل نکل کر اس کی طرف گئے۔

”صدر اور دیگرین شکیل تمام دونوں میسڈ ساتھ چلے جاتی تمام لوگ ہنگامے کے

پھیل جا رہے اور جس وقت اندر سے چلی گولی کی آواز سنیں۔ وہ اندر داخل ہو جائے۔

عمران نے انھیں تمام پلان بتوایا اور پھر صدر اور دیگرین شکیل کے ساتھ باقی تمام

لوگ واپس ہٹ گئے۔

عمران۔ صدر اور دیگرین شکیل تینوں بڑے محتاط انداز میں جیسے ہوئے ہنگامے

نے خاموش کھڑا آہٹ سستا رہا، عجب اسے ایسی طرح تین ہو گیا کہ عمر
نہاں ہی سے تودہ آگے بڑھا، اندھیرے میں کان دینے تک ہونے کی وجہ سے اب
سے تقریباً ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ وہ سسر
زے کی طرف بڑھا۔ دروازے کی دوسری سائیڈ میں ملکی جی روٹنی آ رہی تھی۔
زے پر پردہ پڑا ہوا تھا، اس سے لکڑی چمن چیم گری آ رہی تھی۔

عمران بھی کی طرح جبے تھوڑے اس دروازے کے قریب پہنچا، اور جب اس
دروازے پر پردہ مٹا کر دوسری طرف جھانکا تو اسے وہ دم بھی خان ہی مر۔ اب
بے دھڑک اندر داخل ہوا، اس کے دل میں جب کہ یہ خیال آیا اور وہ
اب بڑا۔ اس نے سوچا کہ کہیں مجرموں کو ان کے یہ کیچے ہی اغوا کر تو
ہیں مل گئی۔ اور ہو سکتا ہے انھوں نے بیٹنگ کا مقام تبدیل کر دیا ہو،
یاں آتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہوا اور پھر وہ تیزی سے کمر میں داخل ہوا۔
پھر ہاتھ میں رہو اور پھر سے مختلف کمر میں گھومنے لگا۔ مگر تمام کو کھٹی
تاریکی میں ہوتی تھی۔ سفید اور کچھ تین تین کی دھجکی میں گھوم رہے تھے مگر کہیں بھی
اس کے سامنے ان کا ٹکڑا کسی آدمی سے نہیں ہوا۔

یہ کیا مسئلہ ہے یہ کوئی کہیں خالی ہے؟ عمران نے حیرت سے پھر پور
تہ میں سفید سے سوال کیا۔

”میری سمجھ میں خود بیات نہیں آ رہی، کمپناؤ ڈیڑھ کا رہیں تو موجود ہیں مگر
دعا تب میں یہ سفید نے جواب دیا۔

”کہیں مینڈنگ تہہ خانے میں تو نہیں ہو رہی؟“ کہیں شیکل نے ایک بائے دی۔
”اگر تہہ خانہ میں بھی ہو رہی ہو تب میں انہیں کوٹھلی کی حفاظت کی طرف
نے اتنا غافل تو نہیں ہونا چاہیے؟“ عمران نے جواب دیا۔

عمران چند لمحے تک آہٹ بیٹنے کے بعد سیدھا کھڑا ہوا اور پھر سب سے
دھڑکی کی طرف بڑھنے کے اس نے قریب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس
کے ہاتھ میں ایک گندہ تھی۔ اس نے ہاتھ لگھا کر گندہ چیت پر چھینکی، پہلی بار
اب گندہ اوپر چھت کے ٹکڑے میں پھنس گیا، عمران نے اسے کھینچ کر اطمینان
لایا اور دوسرے لمحے وہ اسی کے درجے پر تیزی سے چھت کی طرف بڑھنے لگا۔
اسے چھت پر پہنچنے کے بعد سفید اور شیکل بھی اسی ہی کمرے کے ذریعے چھت پر
پہنچ گئے۔

ان کے اوپر پہنچنے کے بعد عمران نے یہی کھینچ کر وہ گندہ پھینکی اور اسے وہاں
تہ میں ڈال دیا۔

”اب ہم زیادہ محتویہ سے عمارت میں داخل ہو سکتے ہیں،“ عمران نے
ان دونوں سے کہا۔

اور پھر عمران کی سرکردگی میں وہ دونوں پیچھے جانے والی سیڑھیوں کی طرف
سیڑھیں اتر کر وہ ایک کارڈ میں بیٹھے کارڈ پر کسٹن تھا، عمران
کی پہلی حس جاگ پڑی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس طرح اس کے کہیں قریب ہی ہے۔

کوئی کد مجرموں کی طرف سے ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی تھی
اس سے بھی وہ کٹھک کیا کہ مجرموں نے ان کے پیچھے کوئی مضبوط جال بچھا رکھا
ہے۔ مگر عمارت میں داخل ہونے کے بعد خالی ہاتھ وہاں اس کی

نظر ت کے خلاف تھا، اس لیے وہ خاموشی سے آگے بڑھتا رہا۔ وہ ایک ایک
قدم چھونک چھونک کر رکھ رہا تھا۔

کارڈ پر وہیں آخر اسے ایک دروازہ کھلا ہوا مل گیا۔ سفید اور شیکل کو وہیں
ٹھہرنے کا اشارہ کر کے وہ دروازے میں داخل ہو گیا، کمرے میں تاریکی تھی۔ وہ

سند پوری فوت سے اس کے سر پر مار دیا اور دو جی منبروں کے بعد اس
 ی نے پانچہ پیر پڑھ لے کر چلے پھوڑا دیئے۔

حضرت رابعہ گھاری نے قیامت کا سب سے ختم فوراً اس کا ہاں میں تین تیرا عمران
 حضرت سے کہا اور حضرت کے گھینٹا کو ایک کھد کے ایک کھد میں سے کیا۔
 چند لمحہ بعد وہ دونوں کی وہاں سیڑھیاں اترنے کی دوازہ کے باہر
 پہنچی۔ ابتدائی وہ دونوں اسی اطمینان کے کھد واپس آئے تھے مگر ان کے گھینٹے
 زعمیں اٹھ اٹھ گیا اور پھر سب وہ دونوں کھد میں پہنچے۔ مگر وہ دونوں
 ان پر غصہ پڑا۔ ان دونوں کی کوشش تھی کہ وہ کوئی کھد سے
 ڈھکیا ہو جائیں اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ۔

مہم ان کے لباس پہن لیتے ہیں۔ انھوں نے کہا اور پھر ان میں سے ایک
 کھد کو ایک کھد سے گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں ہی جاکھ میں پہنچے تھے۔
 "میں نے کہا میں یہ تینوں دو گھنٹے تک تو بڑھ میں نہیں رہ سکتا تھا۔" عمران
 نے کہا اور پھر شیشین گھنٹیں متبادل دے آئے باوجود اس کے کہ دروازہ کھول کر
 اب وہ دوسری طرف گئے تو وہاں ایک حویلی۔ یہی تھی۔ اور بارکی میں اس
 قاتل چار مسلح آدمی گھوم رہے تھے۔ یہی وہ تینوں ایک دروازے کے
 پر گھس کر جاکھ میں پہنچے۔ عمران سمجھا کہ یہ ایک کھد یا کھد ہی دروازہ ہے۔
 بارکی میں وہ کوئی کھد نہیں دیکھ کر کوئی خاص داخلہ ظاہر
 نہیں کیا۔ عمران حضرت کو گھنٹیں شیشین کھد سے تین تیرا عمران نے اس
 دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے کے باہر دو مسلح آدمی تھے۔ یہ تھے۔
 دروازہ بند تھا۔ وہ تینوں دروازے کے قریب جا کر کھد گئے۔

"ہمیں باس کو ایک مہم پیغام دیا۔" عمران نے دیکھ کر کہا۔

پھر ایک دہائیوں چوبک پڑے جس کے جس وہ کھڑے تھے۔ اس کی بائیں
 طرف کی دوار آہستہ آہستہ ایک طرف ہٹ رہی تھی۔ وہ تینوں ایک کھدوں
 کی طرف چلے گئے۔

دوار ایک طرف مٹی اور زمران میں سے دو نقاب پوش کھد میں آگئے۔
 "میں نے خیال میں وہ لوگ کو کھنڈی نالی دیکھ کر مایوس واپس چلے گئے ہیں۔" ان میں
 سے ایک نے دوسرے سے کہا۔

مگر باس نے انھیں گرفتار کیوں نہیں کیا۔ جبکہ وہ جیسے ہی کھنڈی میں داخل ہوئے
 تھے۔ وہیں ان کا ہر ایک تھا۔ دوسرے آدمی نے چوچا۔

"یہ تو باس کی مرضی ہے۔ ہر چار ہر چار کھنڈی طرف ان کے جانے کا اطمینان
 رہی۔ پھر باس کو رپورٹ کرنی۔" یہ تھے آدمی نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں کھد
 سے باہر نکلتے جیسے تھے۔

ان کے ہر چار کے بعد عمران سموتے کی آگے نکلا اور پھر وہ اس کھد کو
 کھنڈی طرف گیا۔ جب حضرت یہ دوسرا آدمی اندر آئے تھے کہیں شکیں اور حضرت
 ہی اس کے پیچھے ہی گئے۔ یہاں سے یہ تینوں باس کے چار ہی تھیں۔ دونوں
 تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ یہ تینوں اترتے ہی وہ ایک کھد سے
 میں پہنچ گئے۔

ابھی انھیں پہنچے ایک لمحہ ہی ہوا تھا کہ اب ایک کھد کا دروازہ کھد اور ایک
 کھد پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں تین گن تھی۔ اس سے پہلے کہ
 تینوں عمران چلتے کی طرح پڑا اور دوسرے کھد وہ آدمی عمران کی طرف
 آگئے۔ عمران نے ایک کھد سے اس کا سر ہٹ کر دیا تھا اور دوسرے
 کھد سے اس کی کمر کپڑی۔ وہ آدمی کپڑی کی طرف ٹپٹپٹ لگا۔ مگر حضرت نے راپور

بڑھ کر اس غیر ملکی کے سینے سے مشین گن کی مانی لگا دی۔

”تنت — تم کیا چاہتے ہو۔“ اس غیر ملکی نے ہلکے پھلکے پوچھا۔

”تم سب کی موت،“ عمران نے ٹونفاک لہجے میں جواب دیا اور اس کا لہجہ پکھڑا اور ٹونفاک تھا کہ تمام بال میں خوف کی کبک ہر جی دوڑتی چلی گئی۔

بال میں موجود تمام افراد اب دربار سے فرار کے متعلق سوچتے رہے تھے کہ کیا ہمارے غیر ملکی باس نے میز کے پائے کے قریب فرش کو بند کرنے پر ابواب سے دبا دیا۔

اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا رہا، اچانک ایک تیز سی گولی آواز کو مچی اور عمران، صفدر، کبیر، شکیل اور میتنگ کے باقی ممبران کے درمیان شیشے کی ایک دیوار کھینچتی چلی گئی۔ یہ دیوار فرش سے اچانک نکلی تھی اور پلک جھپکتے ہی چھت تک پہنچ گئی۔

مشتبہ گن کی مانی دیوار کے چپکے سے ایک طرف موڑ گئی تھی۔

عمران نے سمجھنے ہی بے تحاشا اس دیوار پر فائرنگ شروع کر دی بلکہ گولیاں اس دیوار کا کچھ بھی نہ بچا رہیں۔

میتنگ کے ممبران فطناً محفوظ ہو چکے تھے۔

”دروازہ کھول کر باہر چلو،“ عمران نے تیزی سے مقرر کیا۔ اور دوسرے لہجے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دروازے کے اوپر بھی دوسے ایک ٹھوس چادر چھپی ہوئی تھی۔

اب وہ ایک عجیب سی تدبیر ہو چکے تھے جس کی سلسلے کی دیوار۔ شیشے کی تھی۔

دوسری طرف موجود لوگ اب ان کی فطروں سے غائب ہوئے یا رہے تھے۔ وہ شاید کسی دروازے سے ہال سے باہر جا رہے تھے۔

کہا۔ وہ چونکہ اندر کمرے میں ان دونوں کی آواز سن چکا تھا اس لیے ان کے سپرچر بات کرنا اس کے لیے کوئی مشکل مسئلہ نہیں تھا۔

اندر رجائے کی اجازت نہیں ہے، ایمون ایون سے بات کرو دیوار موجود پھرے والے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

مگر عمران کی تیز نظریں اس دوران اس بات کا بخوبی جائزہ لے چکی تھیں کہ دروازہ اندر سے بند نہیں ہے۔

اس نے دوسری بات کرنے کی بجائے اچانک مشین گن سے دروازہ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے گرد کھڑے دونوں مسلح آدمی شدید حیرت کے غلبہ میں رہے کہ کھڑے تھے کہ صفدر اور کبیر شکیل بھی دروازے میں داخل ہو گئے اور شکیل نے بے انتہا بھرتی دھکائی ماس نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور پھٹتی پڑھا دی۔

عمران اور صفدر میتنگ میں موجود تھے یہاں چھپیں، آدمیوں کو کور کیے کھڑے تھے۔ اب کبیر شکیل بھی ان میں شامل ہو گیا۔ میتنگ میں موجود تمام آدمی غلط کو سمجھنے ہی نہ ہو کھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”تم کیا کر رہے ہو،“ میتنگ کی صدارت کرنے والے غیر ملکی نے بول کھلا کر ان سے پوچھا۔

”جو وطن کی سلامتی کے لیے ہمیں کرنا چاہیے،“ عمران نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

”تم کون ہو۔“ اس دفعہ وہ غیر ملکی حلق کے بل چیخ اٹھا۔

”———— باہر سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی جا رہی تھیں،“ عمران نے ایک دفعہ صفدر اور کبیر شکیل کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے آگے

"ہم چھپس گئے"۔ صغدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران خاموش رہا۔ اس کا ذہن تیزی سے اس قید سے تھلکا یا پاس کی سوچ رہا تھا کہ اچانک چھت کے قریب ایک کھٹکا سا ہوا اور دوسرے گئے ایک کھڑکی سی دھن بن گئی۔ ان تینوں کی نظریں اس کھڑکی پر توجہ دینی چھپیں کھڑکی کھلتی ہی اس میں سے ایک حمید اس کو لہ اندر آگرا۔
عمران کے ذہن میں خضر کے گھٹنی رنج اٹھی اور وہی ہوا وہ لہ اندر لڑا یہ پہنچے ہی چھپت گیا۔

اور ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کس میں دھواں ہی دھواں بھرنی لکھنیا، دھواں، عمران نے سانس روک لیا، بلکہ کب تک پہنچے نہ تھے بنے دشمن ہو کر رگڑ پھر کپڑے پھیل کی باری تھی اور ان میں عمران کے دماغ پر پناہ لکھیاں سننے اپنا تسلط عجیب اور چہرہ زور کو وہ سچی طرح پر ڈھیر ہو گیا۔

مسکالم کو جیسے ہی دیکھ کی طرف سے چپٹا مہر اس نے ڈرامائی طور پر
مہر کو اپنے کو اصرار سے دے دی۔ اب انہیں برائیت پر اس ٹوٹی اونٹوں کے
چہرے پر تھا۔

مسکالم خود بھی ان کی تلاش میں لنگ کھڑا ہوا۔ وہ سب سے پہلے اس ہوٹل
پر گیا جہاں اپنی بہترین کوششوں کے باوجود کسی سرانجام کا پتہ نہ چھوڑ سکا۔
پھر وہ کھلم کھلا ہر طرف سے ہر گھونٹ

وہ کافی دیر تک تلاش کے لیے اس کھڑکی پر رہا، مگر کوئی بات نہ ہو
کے سمجھیں نہیں کہ اس کی کیا حالت تھی، اور وہ سرے لگے وہ جی جی
اس عرصے میں وہ کئی سوکھ پر چھٹے جی اس نے پاکستان کی پہلی
کا لیز وقت اس کے لیے وہ کئی سوکھ پر چھٹے جی اس نے پاکستان کی پہلی

ایک بڑی بند لک ساٹھ اس نے کارروائی، بغا برید بند لک ایک کرش بلڈ لک
تھی، مگر عام ایچی طرح جانتا تھا کہ اس میں تمام دفاتر اس بی آئی کے ہیں، چنانچہ
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ صدمی تیسری منزل پر پہنچ گیا، یہ مصنوعی دانتوں کا کاج
کرنے والا مشہور ادارہ تھا۔

استقبالیہ لڑکی اسے دیکھتے ہی کاروباری انداز میں مسکرائی۔

مجھے میلم کے ملانے۔۔۔ سامنے بھی جواب مسکراتے ہوئے کہا۔
”باس مصروف ہیں۔ آپ پیغام لے دیں، اگر ان کے پاس وقت ہوا تو
مل میں گئے۔۔۔“ استقبالیہ لڑکی نے جواب دیا۔

”اسے صرف اتنا کہ دیں کہ ای۔ ایس۔ ایس۔ بی کا کام ہے۔۔۔ سام
نے کر کسی پریشانی سے ہوئے کہا۔

لڑکی نے جب ذہن پر پیغام دیا تو اسے فوری طور پر بلا لیا گیا۔

ایک بڑی سی میز کے چپے میلم بیٹھا ہوا تھا۔ سام لک کے اندر جاتے ہی وہ اس
کے استقبال میں اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا میں آپ کا کارڈ دیکھ سکتا ہوں۔۔۔“ میلم نے سر دلیجے میں

سوال کیا۔ اور سام نے جیب سے ایک سادہ کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ
دیا۔ کارڈ بالکل صاف تھا، اس پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں تھی اور یہی اس کا
مخصوص نشان تھا۔

میلم نے کارڈ دیکھ کر مصطفیٰ انداز میں ایک طویل سانس لی اور پھر سالم کو کوکسی
پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے جناب۔۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔۔۔ مجھے
حکام سے ای۔ ایس۔ ایس۔ بی سے مکمل تعاون کا حکم دینا ہے۔۔۔“

سام اپنے تفصیل سے وکٹری کے بتاتے ہوئے لڑکی اور نو جوان کے بیٹے سے
باتیں کرتے تھا۔

مجھے ان دونوں کا ریکارڈ دیکھنا ہے۔۔۔

مٹھہریے۔۔۔ پیسے میں ان دونوں کی ششما تیار کروں۔۔۔ اس نے پیٹہ پر
دونوں کے تفصیل طے پاتے ہوئے کہا۔

جلنے لگا، ہوا کا فدا اس نے دیوار پر لٹے ہوئے یہ ترین کیمپ ٹریٹ کا
ورس کا بن دیا۔

کیمپوٹر پر موجود سفید روشن ہو گئی، کیمپوٹر کے ڈائلی پر موجود
ایک بڑے بلب جلنے لگے۔

اور پھر سکریں پر سب سے نیچے ایک مالک بھری پھر اس کے ساتھ آنکھوں
کا حاض ہوا۔ پھر پورا تہہ سکریں پر آ گیا۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کا فوٹو
تھا، اس کے ساتھ سب نو جوانوں کا فوٹو بیٹے لگا۔

”کیا یہ آپ کے بتاتے ہوئے جلیوں کے مطابق ہیں۔۔۔“ میلم
نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔۔۔ یہ جی ہیں۔۔۔ عام نے مصطفیٰ انداز میں جواب دیا۔

اور۔۔۔“ میلم نے جواب دیا اور پھر کیمپوٹر کا دوسرا بن دیا۔ جن
دہتی ہیں ایک خانہ کھلا اس میں سے دو کارڈ نکل کر ساتھ لگی ٹرے میں گرے
میلم نے دونوں کارڈ اٹھا کر بین آف کر دیا۔

ان دونوں کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس نے کارڈ دیکھ کر کہا۔
اور ساتھ ہی میز پر لگی ہوئی کال بیل بجا دی۔ دوسرے لمحے ایک لڑکی کمرے
میں داخل ہوئی۔

”بس روزی۔۔۔۔۔ فاکل میراے زید بی سولہ اور فاکل میری دائی
ایکس بارہ سولے اور فوراً۔۔۔۔۔“ اس نے ٹرکی سے فخریہ جہر کر چکا تھا
لجھ میں کہا۔ اور ٹرکی کو دوبارہ انداز میں دیکھا کہ وہیں کھڑی تھی۔
گھر پر پانچ منٹ بعد دونوں فاکل اس نے لاکر میکیم کے سامنے رکھ
دیں اور خود واپس چلی گئی۔

”لجھ دیکھئے۔۔۔۔۔ میکیم دونوں فاکل میں سلام کی طرف کھڑا رہا۔
سلام نے ایک فاکل کھوئی۔ میری ٹرکی کی جتنی کافور بھی چسپاں تھا وہ
خاموشی سے فاکل پر ہتھ مارا اور پھر اس سے وہ فاکل دو سرنی اٹھائی اور
فاکلی دیکھ کر اس کا منہ کھڑکے اس سے وہ فاکل بھی کھوئی۔ اب وہ ان دونوں
کے متعلق بہت کچھ جان چہ تھا۔ مرنے سے پہلے وہ کسی قتل و قتل ہوئی تھی کہ فاکل میں
نہی ٹرکی اور نہ ہی اس کو جان کا کوئی ایڈریس دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق فاکل میں
خاص طور پر کچھ آیا تھا۔ وہ انتہائی خوبصورت عورت تھی۔ اس نے انتہائی افسانہ
دے پے پڑا۔ حد تک وہ نہیں سمجھتی تھی۔

وہ غوما بڑے اور پتیل فاکل میں باقرہ نے بی بی سے۔ فاکل سے۔
وہ دوبارہ کرنے والے ہیں۔ فاکل میں گردہ کی۔۔۔۔۔ یہاں سے۔۔۔۔۔ فاکل سے۔۔۔۔۔ فاکل سے۔۔۔۔۔
انہیں کہا جاسکا۔ صرف ایک ایجنٹ اس کا فاکل بھیجی ہیں۔ کیا یہ ہو ا تھا۔
اس نے پہلے اسے گرفتار کیا جاتا۔ وہ ایجنٹ۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔
فاکل میں تھا۔ سلام نے محسوس کیا کہ اس ٹرکی کا فواد حیدری حیثیت رکھتا ہے۔
اس نے اسے ہر قیمت پر ٹرکی کو قتل کر دینا۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔
جواں تھا کہ وہ ٹرکی کو اپنی جان سے باقود سو بیٹھا ہے۔ یا وہ انتہائی شدید خطرے میں
ہے۔

مگر سوال یہ تھا کہ ٹرکی کو وہ کہاں تلاش کرے وہ کانی دیر اس سے پہلے غور کرتا
ہا۔ پھر یہ کہ اسے ایک خیال آیا اور اس نے ٹرکی کی فاکل دوبارہ اٹھائی اور اب
اس نے فاکل بند کر کے میز پر رکھی تو اس کے حیرت پر فتنہ مرنے۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔
فاکل میں جواں تھا کہ فاکل میں ایک اس عادت ہے کہ وہ ہر جتنے جوں و فتنہ اسے
بند کر لیتی ہے۔ وہ اس عادت سے بہتر جانتا تھا۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔
کامیابی کی امید سورتھی۔

”ایسا اس ٹرکی کی ایک فاکل کو بھی مل سکتی ہے؟۔۔۔۔۔ اس نے میکیم
سوال کیا۔

”ہاں سولہ نہیں۔۔۔۔۔ میکیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور اب وہ
پھر جھٹکی جاتی۔ وہی ٹرکی دوبارہ اٹھائی۔

”بس روزی۔۔۔۔۔ یہ فاکل سے بے کار۔ اور نہ ہی فاکل میں سولہ بارہ
میں موجود فاکل کی ایک کاپی سوانہ۔۔۔۔۔ اس نے من روزی کو حکم دیا۔ اور
روزی فاکل میں لے کر آیا۔

”آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ فاکل میں کا وہ بارہ کیسے پل رہا ہے۔ سلام نے مسکراتے ہوئے
میکیم سے سوال کیا۔

”آپ دیکھو کہ فاکل میں بہت اچھا بارہ رہا ہے۔۔۔۔۔ میکیم نے جواب دیا
اور سلام نے۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔ فاکل میں۔۔۔۔۔
مگر فاکل میں معنوی و فاکل میں ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔۔۔ اس نے
سننے ہوئے کہا۔

”خوبی بات نہیں ہم دس بندہ سال مزید انتظار کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ میکیم
نے بھی خوش دلی سے جواب دیا۔ اور اس دن وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

دریاں نے مودیٰ زلجے میں جواب دیا اور سلام نے سر ہلاتے ہوئے کہا آگے بڑھا
دی۔ اب اس کے سوا اس کے لئے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ گورنر کو چھپ کر وہ
کوٹھی میں داخل ہوا۔ اور اس نے آت رات اس پر دگر اہم پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

شاد رٹ بیچ کے نکلنا نہ دو کے قریب ہی ایک درخت پر ایک درخت پر
تھا۔ وہ مقررہ وقت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی یہاں آیا تھا۔ عملی طور پر
یہاں ٹیلی فون کے ساتھ کوئی میں داخل ہوتے تھے۔ وہ ٹیلی فون کے ذریعے
اس نے انہیں جھٹ پر چڑھتے ہوئے کہا کہ میں منہ مگر اس کے بعد صبح کوئی دیر
تک اسے اندر کسی قسم کی نفس و حرکت محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی وہ تھکواں دیا۔ اسے تو
اسے قدرتی طور پر تھوڑا سا ہوئی۔ چنانچہ اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔
درخت سے نیچے اتر کر وہ سیدھا اپنی دیوار کی تخت پر بیٹھا۔ اور چند ہی محو

بعد وہ دیوار پر چھانک کر ٹیک ہوا عمارت کی طرف مڑھ رہا تھا
اس نے چھت کے ذریعہ اندر جانے کی بجائے کسی جگہ کھڑکی کو آواز دے گا پسند کیا۔
ایک کھڑکی کے قریب پہنچ کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے جیسے ہی کھڑکی کو ہلکا سا

دوسرا دماغ۔ کھڑکی کھل گئی۔

بیک نیر و چند محکمے خاموش کھڑا سوچتا رہا کہ شاید مجرموں نے کھڑکی کھلی تھی۔
 اگر کوئی ہال نہ بھیجی یا جوہر ٹھکر چراس نے اندر داخل ہوئے کہ لاہیفندہ کر ہی لیا۔ چنانچہ
 دوسرے محکمے وہ شخص کی پتا کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی
 تھی۔ یہ ایک عجیب سا کھڑا تھا۔

اس کے ٹھکانے ہندو اور بھرتھیب سے پیش نامہ نکال لی۔ پیش پوچھ کر لیکر آنا
روشنی میں اس نے کمرے کی طرف جاتا ہوا دیکھا۔ ایک باقاعدہ آدمی تھا۔ اس نے
والا دروازہ کھولا اور سچر وہ ایک اور کمرے میں آگیا۔ یہ کسی کی خواب گاہ تھی۔ اس
نے دھڑ دھڑکیا اور پھر اس کی پیش نامہ سے پیدا ہونے والی روشنی کی لکیر میں
پیش نامہ لکھی۔ ہون اس کے لئے سے کمرے کے لئے لکھی۔

یہ ایک غیر رتہ جس کا منہ بھیجا ایک انداز میں کھلا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ایک
شے تیار رہے جسے جی ایف، بدردہ ایک کپس کے دوران ایسے ہی ایک کھلنے کو دیکھ
چھتا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اس کھلنے کی طرف بڑھا اور یہ جب اس نے
بڑھ بڑھا کر اس کو الگ کو، چاہا تو اس کی توجہ کے عین مطابق کھلنے میں
فک کیا ہوا تھا۔ وہ مسکرایا اور اس نے شبر کے منہ میں اس کی ڈال دی۔ منہ کے اندر

ہی ایک چھوٹا سا بین موجود تھا۔ انگلی کا بازو جیسے ہی اس بین پر چڑھا ایک بجلی سی جھلک کی آواز نکلی اور کمرے کی بائیں دیوار لے آواز طور پر منتقلی ہو گئی۔

پیشہ کس میں بھی ایسا ہوا تھا۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی حریر تھا۔ کوئی بھی شخص شیر کے مزید انگلی ڈالنے سے گھبرا کر مرنے لگتا ہے۔ چاہے وہ کھنڈا ہی کیوں نہ ہو۔

ایک لاشعور خوف لے اس عمل سے باز رکھتا ہے۔ اگر یہ اس قسم کا کھنڈا عموماً خفیہ راستے کے بین چھپانے کے لیے زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے۔

دیوار مٹی تو اسے نیچے جاتی ہوئی بیترسیاں نظر آئیں۔ اس نے کشیدہ گھٹنے سنبھالی اور مستانہ انداز میں بیترسیاں اڑنے لگا۔ تقریباً پانچ سو کے قریب پہنچا۔ تھیں جیسے جی وہ آغزن سیرنگ پر پہنچا۔ ایر کی دیوار دوبارہ بنایا ہوئی۔ اس نے باب کھلے کے لئے پلٹ کر دیکھا اور پھر نیچے فرش پر قدم رکھ دیا۔

ساتھ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ اس کے آگے مستانہ انداز میں دو اور

حصہ ہوئی۔ آگے نہ جا کر وہ اسے پار کر گیا۔

میکس کوئی ایکسٹریا پاکر دو اسے پر مینا۔
 یہاں ایک طویل راہ داری تھی جس میں مختلف گھروں کے دروازے تھے۔
 ایک دروازے سے روشنی کی ایک پٹی باہر نکلی تھی، وہ جوتا اٹھا کر اس پٹی
 پر اس دروازے کے قریب پہنچا اور پھر اس نے کی باتوں سے آنکھ کھلائی۔
 دوسرے کمرے وہ تین گریڈ تھا ہو گیا۔

کیونکہ سامعین ہی اسے قیامتوں کے سوا کچھ سمجھتے اور لکھتے ہیں۔

عینک زید دے، ایک شے سپا اور پیرانی وقت کا انصاف ہو گا۔ لکھنؤ میں بیٹا
 زائل پر بادلوں جھلنے پھٹنے لگے، دوسرے میں مٹے دو سہند سبز رنگ میں چھٹے
 لکھا۔ عینک زید دے فرمے ہیں وہ امرتسر بھی دیا یہ سب دوسرے دوسرے
 نے کوئی شے باہر نکال دیا، یہ خود ہوا۔ —

[illegible]

اس نے مشین کو سنبھال کر پورے گھر کو گھومنا شروع کیا۔

غیر ملکی کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔
 بلیک زیرو سمجھ گیا کہ ٹیم نے باقاعدہ مقابلہ شروع کر دیا ہے۔ عمران، سعید
 وریسیشن شکیل کو آزاد کر دیا تھا۔
 اس کے بعد عمران جوش سے آگے بڑھا اور قریب آکر بلیک زیرو نے مشین گن
 پٹرولی۔۔۔۔۔

بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے جھپکا اور پھر اس نے تیزی سے ریو اور
 نکال لیا۔۔۔۔۔

”تم کی کونسا بات ہے جو۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔
 وہ عمران کے لوں مشین گن لینے کا مقدمہ نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔۔
 پوری کونسی مین فائرنگ کی آوازیں شدت جڑتی جا رہی تھیں۔ اس کا مطلب
 ہے وہ لوگ ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ عمران نے مشین گن بھرتے ہوئے
 سخت الفاظ میں پوچھا۔

”تم لوگوں کا اتنا زور کون ہے۔۔۔۔۔“
 وہی غیر ملکی جو مینک کی نصارت کر رہا تھا۔ اس کی بات سننے ہی پر بلیک زیرو
 ”تم ایک طرف ہو جاؤ۔۔۔ عمران نے اسے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔
 اس کے لیے میں تجھے کیا بات تھی۔ ایک بار تو بلیک زیرو کے جسم میں بھی سڑی
 کی لہر دوڑ گئی۔

وہ غیر ملکی خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔
 ”مہرجان، اسمار اور اے سی سیلفی۔۔۔۔۔ تم لوگ بھی ادھر بیٹ جاؤ، عمران
 اس بار ان لوگوں کے درمیان موجود سیاحی یونٹوں سے مخاطب ہوا۔ ان تینوں کے
 چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان کے

جیت سے کس ہو گئے۔ بلیک زیرو دیوار سے لٹکا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا۔
 مکرر انھیں کلی ہوئی تھیں۔ اور اس دقت اس کی آنکھیں تیزی سے پورے کمرے
 کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔۔۔

”تم کون ہو۔۔۔ ایک غیر ملکی نے اسے گھومتے ہوئے پوچھا۔ وہ غیر ملکی اپنا
 ہاتھ غیر محسوس طریقے سے اپنی جیب کی طرف بڑھا رہا تھا۔
 مکرر دوسرے ہی لمحے بلیک زیرو کی مشین گن لنگائی اور غیر ملکی کا ہاتھ تیزی سے
 سر سے بلند ہو گیا۔ مگر اس کے قریب کمرے سے دو آدمی چپ مار کرائٹ گئے۔ گویا انہیں
 پکڑ چکے تھیں۔“

”خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔۔۔۔۔ بلیک زیرو انتہائی سخت لہجے میں بولا۔
 اس بار سب نے ہاتھ بند کر لئے۔
 اس کو نے جن سمت جاؤ۔۔۔ بلیک زیرو نے ان سب کو بائیں کمرے
 میں سمٹنے کی ہدایت کی۔ دوسرے وہ سب اس کو نے جس سمت گئے۔۔۔۔۔

”عمران کیا تم واقعی بندہ تھے جو اس بار اس نے عمران سے پوچھا۔
 جو آنکھیں بند کئے اور گھبرا ہوا تھا۔۔۔۔۔“

”نہیں تو۔۔۔۔۔“ عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر آگے بڑھ
 آیا۔ میں تو دوسرے ہی ایکٹنگ کر رہا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 اس کے ہاتھوں پر لگے ہوئے تیز بلینڈ سیلے بھی اپنا کام کر چکے تھے۔
 ”ان دونوں کو بھی کھول دو۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو حکم دیا۔ اور
 عمران ان دونوں کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے آگے باہر کہیں کو گویاں چلنے کی آواز آئی۔ اور بلیک زیرو کے ساتھ
 ساتھ بال میں موجود تمام مشین گن چرنگ پڑے۔

اور چند لمحوں بعد کمرے کا فرش خون سے مزین ہو گیا۔ — تقریباً سترہ
بہ فرس پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ — عمران اس رقت تک کو بیاں برساتا
بہ جب تک وہ سب ساکت نہیں ہو گئے۔

عمران کے چہرے پر خون ہی خون تھا۔ — وہ اتنے بھیاں تک کہ روتا
رہا اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کے سر سے خون کے جھوں پڑ جاتا ہی ہو گیا۔
اس غیر ملکی کے علاوہ وہ تینوں بھڑے لشارہ دہ جھگڑے ہوئے ہوئے تھے
میرے ملک سے دشمنی کرنے والوں کا بھی تہہ پہنا ہوا تھا۔
عمران نے غراتے ہوئے کہا

اور پھر اس کی دشمنی کن کاٹھ اس غیر ملکی کی طرف ہو گیا
”صفدر اس کی تلاش کی لو۔ — اس نے قریب کھڑے ہوئے صفدر سے
کہا۔

اور صفدر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔
اس نے غیر ملکی کے پیچھے جا کر اس کی تلاش کی لی اور میرا اس کے کوٹ کی سبب
سے پورا کر نکال دیا۔

مکمل تلاش کی ہو۔ — اس کی گھڑی جی آمار لو۔ — عمران نے کہا اور صفدر
نے ایپ باہر پھر اس کی تفصیلی تلاش کی لی اور پھر اس کے ہاتھ سے بندھی ہوئی گھڑی
بھی آمار کی۔ — غیر ملکی پتھر کے بت کی مانند ساکت کھڑا تھا۔ — شاید
اپنے ساتھیوں کی موت کا بخار اس کے ہوش و حواس پر چڑھا تھا
عمران نے بلیک زیرو کے طرف دیکھا اور پھر بائیں ابرو ہلکا کر اس نے ایک
مخصوص اشارہ کیا۔

بلیک زیرو اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے بولا۔

جھوٹوں میں سے تمام انہوں کسی نے پھوڑ لیا ہو۔ عمران کے منہ سے الفاظ نکلتے ہی
وہ تینوں بھی اس غیر ملکی کے قریب آ کر رگ گئے۔ ان سب نے اپنے ہاتھ اپنے گتے ہوئے
تھے۔

اس سے پہلے کہ عمران مزید بکاڑائی کرتا۔ — دروازہ کھلا اور پھر سیکرٹ
سفر کی کے دیگر ارکان بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ اب باہر کوئیوں کی آواز نہیں آتی
بند ہوئی تھیں۔
”کیا کوئی یہ نہیں قہقہہ کر رہا گیا ہے۔ — بلیک زیرو نے جواب دیا
سب سے آگے تھی۔

بیس باس۔ — تقریباً چودہ آدمی اسے باپکے ہیں۔ جو اپنے بلیک زیرو کو
دیکھتے ہی کودنا انداز میں جواب دیا۔

عمران۔ — قہقہہ کرنے لگے ہو۔ — ان سب کو گھڑی مار کر کے
پھلو۔ جب تک میرے اس ہر عمران کے مطالبہ ہوا۔

بیس۔ — میں ان سب کو مار دیتا ہوں۔ — سوائے اس کے
غیر ملکی ہتھیار رت در سیاہی لیزروں کے۔ — عمران نے سر دھجے میں
جواب دیا۔

کیا مطلب۔ — بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ قہقہہ عمران بھی حیرت سے
عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”مطلب یہ۔ — عمران نے کہا اور دوسرے لمحے عمران کی مشین گن شعلے برساتے
لگی۔ — کمرے میں کوئیوں کی آوازوں اور زخمیوں کی سچڑوں سے حشر برپا ہو گیا۔
”کیا کرتے ہو عمران۔ — بلیک زیرو نے بول کھلا، گرا متبانی حکمت ایچہ میں کہا۔

مگر عمران نے موت کا رقص جاری رکھا۔

اس غیر ملکی اور تینوں لیڈروں کو دانش منزل پہنچاؤ۔ ————— عمران تم بھی ان کے ساتھ وہیں پہنچو۔ ————— میں جا رہا ہوں۔

اور بلیک زیرو واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو سب نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

یہ کیا کیا عمران صاحب آپ نے ————— صفد نے بلیک زیرو کے باہر بات ہی سوالی کیا۔ اس کے لہجے میں تیرت تھی۔ ————— کیونکہ اس سے پہلے اس نے کبھی عمران کو جانتے بھرموں سے ایسا سوچ کر تے نہیں دیکھا تھا۔

”یہ لوگ قابلِ رحم نہیں صفد۔ ————— یہ ہمارے ملک کو تباہ کرنا چاہتے تھے اور یقین کر دیا کہ ان کی اتنی آسان موت نے مجھے اگلی دنیا میں پیسہ پارہ لوگ تو اس قابل تھے کہ ان کی ایک ایک بوٹی کمرے کی جیل کوڑوں کو کھلائی جا بیٹھے تھے۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ————— اور اس کے بعد کسی کو اس سے سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ————— اور پھر وہ اس غیر ملکی کو لے کر تینوں بے جوش لیڈروں کو گاندھے پراستھ کمرے سے باہر نکل آئے۔ —————

سکالم تقریباً رینگتا ہوا کوٹھی کے عقبی دیوار کی طرف بڑھا وہ کافی دیر سے حرکت ہی اڑت میں پھنسا ہوا تھا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر وہ اٹھا اور پیسر دیوار سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ٹکڑے اس کے کان ٹپتے ہوئے۔

کوٹھی کے اندر سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں اب اس لمحے کے یہ سام سروں میں پڑ گیا۔ کتوں کے متعلق تو اس نے سوچا ہی تھا۔ دیکھتے ہی اس کی حماقت ہی فنی۔ کیونکہ اُس اچھی طرح علم تھا کہ یہ گروڈہ جی لوگ ہمیشہ انسانوں کی نسبت کتوں پر اچھا دیکھتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کتوں کو دولت سے محروم نہیں جاسکتا۔ اس کے ذہن میں آیا کہ مجھے کتنے خیال آیا کہ وہ اپنے گروپ کے دوسرے نمبران کو بھی ملانے اور پیسر مل کر کوٹھی میں ان سے ملنا جائے

مگر علم ہی اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ پورے ثبوت کے بعد اس

بات کو سر و پ کے دیگر ممبران کے سامنے لانا چاہتا تھا اور فی الحال وہ صرف ڈونڈے اور پیروہ یا پٹوں کے پانچوں بھونکتے ہوئے تیری سے اوجھڑ رہے تھے۔
 تیری کو اپنا جہانم بنا کر وہ اسے قریب سے دیکھ کر اپنا یقین بڑے کڑی لڑکی وہی بنے کسی ان کے استہمال کے لیے تیار تھا۔ کتے امداد و حسد دور سے چلے آئے
 تھے۔ جس کا حلیہ دکھانے بتایا تھا۔ برسوں کے دور میں سڑکوں کے مالک کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ اس طرح وہ کچھ اپنی ترکیب پر عمل کر
 رہا تھا۔

لیکن اب مسئلہ تھا کہ کتوں سے پہلے وہ کچھ طرح کا جانتا تھا کہ یہ کتے انتہائی
 خطرناک اور خونخوار ہوں گے۔ اور اگر اس سے معمولی سی بھی غفلت ہوتی تو اس پر
 کیا ہوئی ہو جھلکی۔ اور اگر وہ انہیں سامنے کے بیٹے دیوالو کا بہادر لیتا تو تمام کوشش کے
 علین جاگ چڑھتے اور پھر کھڑی میں داخل ہونے کا متمن ہی ہوت ہو جائے گا۔ کچھ
 دیر تک دیوار کے سہارے کھڑا رہا اس مسئلہ پر غور کرتا رہا۔

اور پھر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔ پتا چڑھ گیا کہ اس نے ایک بار نہیں
 اور دوسرے دیکھتے ہوئے داخل کا جائزہ لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اپنا جگہ سے اٹھا۔
 سپر سکیٹ پر چل کر وہ دیوار کے اوپر قندہ بند کھول کر وہ دیوار پر بیڑا اٹھا۔
 کے سامنے جا کر وہ بیٹا رہا۔ اس دیکھ کر غرضیں کھینچنے لگا۔ کیا وہ انہیں کتے بھگوانے
 ہوئے نظر آتے تھے۔ وہ تیری سے کہی ڈر رہا اور دوسرا دور دور رہے تھے۔
 سامنے اندازہ لگا کر کتوں کی تعداد کم از کم پانچ تھی۔ خاصیت تیرے اور خونخوار
 قسم کے کتے معلوم ہوتے تھے۔

سامنے اپنی ترکیب پر عمل کرتے ہوئے وہیں دیوار پر بیٹھے بیٹھے اپنا ادور
 کوٹ اٹھا اور پھر وہ اوپر کوٹ کو لیے نیچے کود گیا۔
 اس کے گرنے سے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا۔ گودھماکا بے حد ہلکا تھا۔ گودھماکا
 نیچے دیوار کے ساتھ بھی کسی گھاس کی ہوتی تھی۔ مگر اتنا دھماکا نہیں کتوں کی تیرہ گشت
 کے لیے کافی تھا۔ کیا زمانہ میں گھومتے ہوئے کتے دھماکے کی آواز سننے ہی ایک بار
 جاتا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ عمارت کے قریب پہنچ چکا تھا۔

قریب ہی برآمد تھا۔ وہ جھٹ سے برآمدہ میں داخل ہو گیا۔ اس کے پرورد
میں قریب سول جوتے تھے۔ اس لیے آواز کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
تھا۔ پھر گتوں کی تیز رفتاریوں میں اگر پہلی سی آواز پیدا بھی ہو جاتی تو کون سنتا تھا۔
کتنے ابھی تک شاید اس کوٹ کے حصے بجز کے کونے میں سرزد ہوتے۔ کیونکہ ان کی غراہیوں
کی آوازیں سالم کے کالوں میں آتی تھیں۔

سالم برآمدے میں پہنچے ہی تیزی سے ایک کسے کی طرف بڑھا۔ اس نے
قریب پہنچتے ہی کوٹ کی جیب سے ایک آرنکالی اور دوسرے ہی لمحے اس
نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا اور دروازہ بغیر کوئی آواز پیدا کئے کھلتا چلا گیا۔
کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ اس سے سالم تیزی سے اندر داخل ہوتے ہی اس
نے سب سے پہلے یہ کیا کہ دروازہ نہ کھڑا۔

اب درکم درکم وہ خوشخوار کتوں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ واپسی کا خیال اسے ضرور
آیا تھا کہ وہ بیسی کے دانت پھر تھوں سے پالیا ہوئے گا۔ مگر اس کی اتنا پرواہ نہیں
تھی۔ کیونکہ واپسی میں وہ دروازہ بھی استعمال کر سکتا تھا۔ کو جیب تک کے لیکن بالکل
وہ کوٹنی سے کافی دور جا سکتا تھا۔

بندہ لمحوں تک وہ کھڑا آہستہ آہستہ لیتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے پنسل نکالت
لٹکالی اور روشنی کی ایک لکیر میں اس نے کمرے کا جائزہ لیا اور کمرے میں موجود
فریشیر سے اس کو اندازہ لگائے میں دیر نہیں لگی کہ یہ کمرہ ڈراما تک روم کے طور پر
استعمال ہوتا ہے۔ سلسلے ایک اور دروازہ تھا جو کم از کم پندہ نہیں تھا۔ سالم تیزی
سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر جب وہ دروازہ کھول کر دوسرے
طرف گیا۔ تو اس نے اپنے آپ کو ایک جگہ سے بال میں پایا جس کے درمیان میں ایک
بڑے کھانے کی میز پر موجود تھی۔ سالم سمجھ گیا کہ یہ پانی ہال ہے۔ ڈونا اپنے کھانوں

دعوت کے لیے اسی ہال کو استعمال کرتی ہوگی۔

اسے ڈونا کی خواب گاہ کی تلاش تھی۔ اور بلدی وہ وہاں تک پہنچنے میں
میاں ہو گیا کیونکہ ہال سے گزر کر جب وہ ایک کمرے میں پہنچا تو اس نے
سامنے ایک بند دروازہ تھا۔ اور جس کی درز میں سے مٹی سی روشنی تھیں کر رہی تھی۔
یقیناً خواب گاہ تھی مگر کس کی۔ آیا ڈونا کی یا کسی اور کی۔ اس نے فیصلہ نہ کر سکا
میں داخل ہونے کے بعد یہی کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ اور ڈونا کی بڑی
ستہال کیا۔

اور پھر جب دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اس کا دل تیزاً پھینک
گا۔ کیونکہ سامنے شاندار مسہری پردوں کا محراب تھا۔
مٹی سی روشنی میں اور مٹی مگر نیم ہر شرب خوابی کے لباس میں وہ کسی اور
دن کی مخلوق نظر آ رہی تھی۔ اس کا حلیہ جو ہر اسی عورت تھا جس طرح دکھنے لگے تھا۔
وہ چند لمحوں تک مہجوت کھڑا رہا یہ دیکھ کر کہتا رہا۔ اور پھر جب ڈونا نے
کوٹ کی نوک پر ٹپکا۔

اس نے تیز نظروں سے کہنے کا جائزہ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ غلامیہ حسن اور ذاتی
دکڑے بیان سے مطابق ان خرموں کا سر غنہ ہے جنہوں نے اس وقت کام دنیا کے
امن کو متہدہ دیا کیا ہوا ہے۔ تو جس انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتے۔ اسے
خیال آیا کہ ہو سکتے۔ اس نے اپنی مسہری کے گرد کوئی غلطی اقدامات بھی
کیے ہوں۔ اس لیے وہ محتاط رہ کر کام کرنا چاہتا تھا۔ آخر قریب بعد جائزہ لینے
کے بعد اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی تو اس نے اس زہر شکن کو بیدار کرنے ہ فیصلہ
کر لیا۔

مادام ڈونا — تمہارے لیے ایک بری خبر ہے — اس نے چاہا

تھے جو اس پاگل کو میری خواب میں گھسنے کی محنت جوئی نہ مار مارنے بڑبڑاتے ہوئے مہم سست نیچے اترنے کے لئے پیر شکائے۔

”خبردار اگر تم نے حرکت کی تو میں تمہارے اس حسین جسم کو زہر اندازنے بغیر نہیں چھوڑوں گا“ اسلام نے سخت لہجے میں کہا۔ اور مار مار رہی تھی وہیں رک گئی۔

”تم کیا چاہتے ہو۔ اس بار س کے جسے میں بے بس تھی۔

”بناؤ وہ آدمی کہاں ہے جسے تم نے ہونٹوں میں ٹریپ کیا تھا۔ سام نے پوچھا اور اس بار اس کی تیز نظروں سے مارام کا بے اختیار چوہنٹا چھٹکا۔

گو مارام نے ایک لمحے سے بھی کم غصے میں اپنے آپ پر قابو پا لیا تھا مگر وہ سمجھ گیا کہ وہ یحییٰ فرسک پہنچ گیا ہے۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم تم دنے ہو جاؤ اس بار میں تمہیں معاف کر دیتی ہوں اگر نادمہ تم نے ایسی جرأت کی تو کمزوروں سے تمہاری بولیاں بچواؤں گی۔“ مارام نے تقریباً جیتنے ہوئے کہا۔

”وہ آہستہ بولتے ہو تو زور سے بول کر اپنے آدمیوں کو تو بلا سکتی ہو مگر جب تک تمہارے آدمی دیاں تک پہنچیں تو تم ملک عدم روانہ ہو چکی ہو گی۔“ سام کو بھی نصف آگیا۔

”آخر تم چاہتے کیا ہو کیا تم پاگل ہو اور رویہ چاہتے ہو تو میں آج نامیرا وعدہ رکاوٹ میں تمہیں سود و سودا درپے دوں گی۔“ مارام نے جھگڑے ہوئے جواب دیا مگر اس کی تیز نظریں سالم کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے وہ دل ہی دل میں سالم کے منقلب اندازہ لگا رہی ہو کہ وہ اس طرح سے مات کھائے گا۔

”جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو“ سالم نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک قدم بڑھا کر آگے آگیا تھا۔ مارام یکدم آنکھ کھڑی ہو گئی اس پر جیسے ہشمر یا کا دورہ پڑ گیا تھا۔

سخت دبے لہجے میں کہا۔ اس نے گواہی طرف سے کافی ملکی آواز میں کہا تھا مگر کمرے میں پھلنے ہوئے گہرے سکوت میں اس کی آواز نے جیسے بھونچال پیدا کر دیا ہو۔

”دو ایک دم بڑا کر اندھا بیٹھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے کھڑے سالم کی طرف دیکھ رہی تھی جو اٹھ بیٹھ رہا اور کچلے کھڑے معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

”کیا بات ہے کون ہو تم اور اس طرح میری خواب گاہ میں گھسنے کی جرأت تم نے کس طرح کی۔ پوری طرح سنبھلنے کے بعد اس نے قریبی میز پر گئے ہوئے

بٹن کو دباتے ہوئے کہا۔ بٹن کے دبے ہی کو تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

”میں تمہارے سنے ایک برس خبر لیا ہوں۔“ سالم نے دیوالور والے ہاتھ کو ہٹا سا جھکا دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ دونوں نے تیرت بھرے لہجے میں سوال کیا۔

”مارام کو دنا۔“ دوسرے غفلتوں میں مارام بڑھانے تمہارا بلان ناکام رہا۔ تم نے تمام دنیا پر حکومت کرنے کا جو خواب دیکھا تھا اب اسے بھول جاؤ۔ اس وقت تم عالمی بوم ہو۔“ سالم نے رک رک کر گھمیر لہجے میں کہا۔ وہ مارام کو دنا کو نصف بلیاں خوب مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

”کیسا بلان اور کیسا خواب کیا تم پاگل ہو۔“ مارام اب پوری طرح سنبھل چکی تھی اس لئے اس بار اس کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا تھا۔

”وہ کیڑا کہاں ہے۔“ سالم نے اچانک سوال کیا مگر اس کی تیز نظروں نے مارام کو چپکے ہوئے نہیں دیکھا۔

”کون کونسا کڑھو پہلے میں تمہارا انتظام کرتی ہوں۔ یہ تمام چوکیدار کیا دے گئے

”نکل جاؤ میرے کمرے سے لٹکنے بدعاش چروڑا کو لیڑے نکل جاؤ ورنہ تمہاری کمال اتروا کر اس میں پھنس پھر وادوں گی۔“ اس نے تقریباً چپختے ہر کہا۔ اس کا بڑا غصہ کی شدت سے بگڑ گیا تھا اب وہ تہذیب کے بجائے کسی خوفناک چڑیل کا روپ دھار چکی تھی۔

سالم کو مادام سے اس اچانک رویہ کی توقع نہیں تھی۔ اس لئے ایک لمبے کے لئے بوکھلا سا گیا اور یہی لمحہ اس کے لئے گراں ثبات ہوا کیونکہ ایک جھپٹتے مادام نے چپٹ کر اس کے ریلوے پر ہاتھ ڈال دیا تھا۔ مادام نے اچانک ہی سار کی اس کلائی پر اپنی ہتھیلی کی ضرب لگائی تھی جس میں اس نے ریلوے پر کڑا جوا تھا اس لئے ریلوے اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا اور اس سے پہلے کہ وہ پہنچے مادام نے پوری قوت سے ایک گھونسا اس کے پیٹ میں مار دیا۔ مادام کا ہاتھ تو نرم و نازک تھا مگر اس کی انگلی میں پختہ ہونی بڑی سی مینار نما انگوٹھی نے اس کے پیٹ پر شدید ضرب لگائی تھی۔ مگر سالم اس ضرب کو سہارا گیا اور اس کا بائیں ہاتھ بلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک زوردار گھونسا مادام کی کپڑی پر پڑا اور مادام اچھل کر سڑک پر کے متقابل پڑے سوئے پر جا گری۔

حالم ایک طرف پڑے ہوئے ریلوے کی طرف لپکا مگر مادام کے متعلق اس پر اندازہ غلط نکلا۔ اس نرم و نازک اور حسین جسم میں ہلکی قوت برداشت پوشیدہ تھی کیونکہ سوئے پڑے ہوئے ہی وہ سپرنگ کی طرح اچھل کر دور سے ہی لپکے اس کی دونوں ٹانگیں سالم کے بائیں پہلو پر پڑیں قوت سے پڑیں اور وہ دیوار سے جالٹا اسے اپنے اس کے پر مار تھا جو اس نے ابھی مادام کو مارا تھا۔ اچھے اچھے بدعاش اس کا ایک مکہ کھنکھار غصیل ہو جایا کرتے تھے مگر مادام پر اس کے کوئی خاص اثر معلوم نہیں ہوتا تھا۔

سالم کے سنبھلنے سے پہلے ہی مادام فرش سے اٹھ کھڑی ہو۔ اور سالم نے اس پر ہل بول دیا مگر مادام پر کراٹے کا خطرہ نہ تھا۔ اس کے دل میں حسرت ہی نہ تھی۔ کھینک کر مادام نے اس کی کہنی سے اپنا جسم پکا کر اس پر چڑھ کر کھڑک ڈال دیا۔ مادام کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیٹ میں موزہ تمام آئین ٹوٹے ہوئے ہو گئی ہوں۔ ناقابل برداشت درد کی تیز ضرب اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے یکدم اندھیرا سا چھا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس شدید ترین ضرب سے سنبھلتا۔ اس کی گردن پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ زمین پر پڑنا چلا گیا۔

مادام نے چپٹ کر دروازے کے قریب لگے ہوئے سوچے ہوئے ڈیرے پر ایک بیٹی دوایا اور پھر سیدھی بہو کر فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سالم کو دیکھنے لگی اس کے ہونٹوں پر نہایت مسکراہٹ رنگ رہی تھی۔ جیسے وہ سالم کی مر وائی پر شکر کر رہی ہو۔

”بس اس بڑے پرمیری خواب گاہ میں گھسنے کی حماقت کی نفی۔“ مادام نے زہرے سے بولے میں کہا اور پھر چپٹ کر قریب پڑا جو ریلوے اور اٹھا ہوا۔

سالم اب اٹھ کھڑا ہوئے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار تھے۔ وہ ایک لمٹھکا خالی خالی نکلوں سے مادام کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں یکدم شعلے پلکنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس بار وہ مادام کا خون پئے ہوئے نہیں رہے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ حرکت کرتا اچانک دروازہ کھلا اور تین مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں شیشین گینتیں تھیں۔ ان تینوں نے سالم کو گھیر لیا۔

”تم لوگ کہاں ہو گئے تھے یہ آدمی میری خواب گاہ میں کیسے داخل ہو گیا۔“ مادام

کے بچے میں بخج کی سی کاٹتی تھی۔

”م۔ مادام تم بچانک پر پہرہ دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ہکلا تے ہوئے کہا۔

”سو نہ، میں تم سے بعد میں بنیوں گی۔ اسے کڑی پرہیزگار اور ایک گلاب و ہسکی اس کے منہ میں ڈالو، مادام نے طنز یہ بھی کیا اور خود وہ لالہ و روب کی حرف بڑھ گئی جس میں اس کا سپیکنگ گون موجود تھا۔ اس نے وارڈ روب کھنڈ اور اس میں سے گون نکال کر بچہ لیا۔

”سام کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور ایک ٹولی نے میز پر پڑے ہوئے گلاس میں پلاس پرسی بوتلی سے وہسکی نکالی اور گلاس عالم کے منہ سے لگا دیا۔ سام نے بڑانگے گلاس ایک سی سانس میں خالی کر دیا۔ وہسکی نے اس کے جسم میں توانائی کی ایک ہر دوڑ ڈال دی تھی۔ اب وہ پوری فری سنبھل چکا تھا۔

”اب اب بتاؤ، وہ تو بے اور یہاں کیسے پہنچے؟“ مادام نے سامنے والی کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

”مجھے یہاں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم لڑائی بھڑائی کے فن میں مجھ سے زیادہ تیز و تیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب میرا تمہارے سوالوں کے جواب بھی دینا شروع کروں؟“ سام نے مزید بھیجے میں جواب دیا۔ ”خیر۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے تعلیمیت پسندی سے کام لیتے ہوئے میری برتری کا اعتراف کیا۔ مگر تم جانتے ہو کہ اس وقت میں جو چاہوں تم سے پوچھ سکتا ہوں۔ تم تو کیا تمہارے فرشتے بھی مجھے جواب دینے پر مجبور ہیں؟“ مادام نے استہزاء سے کہنے میں کہا۔

”میں دھوکے میں رہا گیا ہوں مجھے امید نہیں تھی کہ تم میں اتنی قوت ہوا کرتی

جو ایام لڑائی کے فن میں اتنی شائق ہوگی۔ مگر مجھے اس بارے میں پچھتے ہوئے ہکا سا سچی اندازہ ہوتا تو اس وقت صورت حال مختلف ہوتی۔“ سام نے کہنے پر بچے میں کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو۔“ شرافت نے میرے سامنے کرسی کے برابر دے دوں میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں نرم نرم دینے پر غور کروں گی۔ ورنہ دوسری صورت میں تمہارا جوتہ ہوگا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ مادام نے عجیبانہ بچے میں کہا۔

”میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا تم جو چاہو کر سکتی ہو۔“ سام نے مضبوطی سے کہا۔

”کیا تم آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی کے نمائندہ ہو؟“ مادام نے اچانک سوال داغ دیا اور سام نے چاہنے کے باوجود بھی بے اختیار چوٹک پڑا۔

”مادام اسے یوں چمکتے دیکھ کر مسکرا دی۔ جیسے اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا ہو۔“

”آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی نے اب تک کیا کام میں بنی حاصل کی ہے؟“ اس نے دوسرا سوال کر دیا۔

”آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی اس حد تک کامیاب ہوئی ہے کہ تم میں کامیابی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ تم اس بات پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں ڈھونڈ نکالا اور یہ تمہیں میں میں تمہارے سامنے ہوں۔“ سام نے اس پر توجہ سے نقلی جواب دیا۔

”واقعی تم لوگوں نے کہاں کیا کیا میرا پیرا پیرا کرنا؟“ سام نے کہا۔ ”مگر یہ یہاں کوئی تھوڑا نہیں تو ان کے ساتھ کیونکہ بطور مادام کو دنا میرے خلاف تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔“ مادام نے تھوڑے عرصہ بعد کہنے میں جواب دیا۔

”تہاری بہول ہے۔ تہاری خاکل ایس۔ بی۔ آئی میں موجود ہے۔ اور میرے کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے کئی گھنٹے پیشہ تہاری خاکل مکمل ہو چکی ہے۔ اب چند ہی لمحوں بعد تہاری موت تمہیں آواز دے رہی ہوگی۔“ سالم نے اسے غور مند دیکھتے ہی دوسرا دار کیا۔

”کوئی بات نہیں۔ میں اس وقت کے آنے سے پہلے ہی یہ کوٹھی خالی کر دوں گی۔“ گلمیں نے جان رہے کہ تم نے اکیلے ہی میرا پتہ لگایا ہے اور تم اکیلے ہی میری کوٹھی میں داخل ہوئے ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا جیسے تم کہہ رہے ہو تو تم اسے ساتھ پورے ملک کی پولیس اور ایٹلی جنس ہوتی۔“

مادام نے جواب دیا۔ ”وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔“

”تم خوش نہیں میں مبتلا ہو مادام۔“ تہارا منصوبہ نام کام ہو چکا ہے اور تہاری زندگی کے دن گئے جا چکے ہیں۔“ سالم نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”مہینے میں نہیں مسموم ایک دو روز کے اندر ہمارا عظیم مشن کامیابی سے پورا ہو جائے گا۔ اور تمہارے کتے میرے ملازم ہوں گے۔ اور میرے اٹالے پر میرے دشمنوں کے خلاف کام کریں گے۔“ مادام کے بچے میں شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

اس سے پہلے کہ سالم کوئی جواب دیتا۔ مادام نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اسے لے کر باہر کپاؤ ڈنڈ میں آؤ۔“ میں اس کے لیے بے حد نرم سزا تجویز کر چکی ہوں۔“ لیکن خبردار۔“ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بلا تکلف گولی مار دینا۔“

مادام اپنے آدمیوں کو حکم دے کر خود کمرے سے باہر نکل گئی۔ مسلح آدمیوں نے سالم کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور سالم اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے دل میں اپنی رہائی کی امید ہو چکی تھی۔ سس نے سوچا کہ اگر ایک بار میں وہ کپاؤ ڈنڈ میں پہنچنے میں کامیاب ہوگی تو پھر وہ اس کی کوٹھی سے فرار ہو سکتا ہے۔ وہ تینوں مسلح آدمی اسے لیے ہوئے مختلف کمروں سے گزرتا رہا۔ مادام آگئے۔ مادام برآمدے میں موجود تھی۔ کپاؤ ڈنڈ میں گئے ویسے ہی گوم سے تھے۔ یہ شخص ان کتوں کی موجودگی کے باوجود کوٹھی میں داخل ہونے میں یکے بعد دیگرے بہر حال اب یہی کتے اسے انجام کو پہنچا دیں گے۔ ”مادام نے بتاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت سفاکی چھائی ہوئی تھی چہرے نے غصہ سے پتھری طرح سخت تھے۔

بیسے ہی سالم برآمدے میں پہنچا۔ مادام نے ایک ملازم کو کسی انجانی زبان میں روٹی حکم دیا۔ اور وہ انہیں وہیں چھوڑ کر دوبارہ اندر چلا گیا۔

سالم اپنے فرار کا منصوبہ سوچ رہا تھا۔ سب سے پہلے مستند دو مسلح افراد نے چھدرا پانا تھا مگر وہ دونوں کچھ اس قدر محتاط تھے کہ سام کو ذرا سا بھی متوجہ نہیں مل رہا تھا۔

ابھی وہ سوچت ہی رہا تھا کہ تیسرا ملازم واپس آگیا۔ اس کے ہاتھوں میں ناخنوں جیسی کا گچھا تھا۔ اور پھر وہ مادام کے اٹالے پر سالم کے سینے اور پشت پر مشین گن زائیں رکھ دی تھیں۔ ایک ملازم نے اس کے ہاتھ پشت پر مضبوطی سے باندھ دیے۔ سالم نے حیدر حیدر کرنے کی کافی کوشش کی۔ مگر دشمن گنوں نے اسے

بے بس کر دیا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد اس کے باقیہ اور پاکوں بندہ چلے گئے۔

اس کے منہ میں سو مال شولش دو اور اوپر سے ٹپ دکھ دو۔

مادہ نے سنا کہ لیجے میں حکم دید اور ملازموں نے چند ہی لمحوں میں اس کے جسم کی تعمیل کر دی۔

اسے اٹھا کر سامنے کیا وہ نہ میں ڈال دو۔ آج کتوں کو پیٹ بھر کر گوشت

منا جایا ہے۔" مادہ نے مرد لیجے میں حکم دیا اور اس کے حکم سے ایک

باد تو ملازموں کے جھول پر بھی مڑہ جاری ہو گیا۔ سالم کا ایسا ایک انجمن کے

سر سے تھا۔ کتنے اس پر بڑی طرح ٹوٹ پڑتے۔ اور سام غریب کے جسم پر گوشت

کی ایک بوٹی بھی نہ بچتی

سالم کو بھی اپنا جی نہ نظر آئی۔ اس نے آخری بار اس ہسپتال کا بہت بچنے

کے لیے جادہ جدید کی۔ غراب روہ پڑی طرح بے بس ہو چکا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر

اسے پہلے سے پتہ ہوتا تو یہ چڑیل اس نے ساتھ لایا اسٹوکر کرے گی تو وہ مشین لمحوں

کی پرواہ کیے بغیر ان سے ٹکرا جاتا۔ موت ہی آتی تھی۔ تو کم از کم اس قدر ہسپتال نہ ہوتی۔

"پسینک دو۔۔۔" مادہ نے جیٹ کر کہا۔ اور ملازموں نے اسے ہاتھوں پر

اٹھایا۔ اور دوسرے لمحے اسے اس طرٹ لپٹاؤ میں چینک دیا جیسے وہ کسی بلا سے

بچ گیا جھڑنا چاہتے ہوئے۔

جیسے بن سالم کا بدعا ہوا جسم زمین پر گرنا۔ جھوٹے ہوئے کتے بے تحاش

ٹوٹ چکے۔

اس کے جسم کو مٹی طرح چھوڑتے تھے۔ اور سام بچا رہتی ہی نہیں سکتا تھا۔

مرد جسے اعلیٰ انسانیت کھڑی یہ چونک کر دنگ رہ گیا تھا۔

اس کے پیچھے کھڑے ہوئے ملازموں نے خوف سے انکھیں بند کر لی تھیں۔

سالم کا جسم خود بخود اور آدم خور کتوں نے زمین کی تھیں طرح ٹوٹ رہا تھا۔

و شاید فطری طور پر یہ زندگی بچانے کی فوری مدد بہہ کر رہا تھا۔ کمر مٹی سے چھو

مکت ہو گیا تو وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ یہ ہدی نہ رہ سکتا تھا۔

تقریباً آدھی منیفات اڑانے کے بعد جب وہ دھلتے ہوئے ہوئے

زمین پر سالم کی بجائے اس کی چند شے تھیں تھیں تھیں تھیں

"کتوں کو نہ اکر دو اور ان تھیں کو گھٹڑ میں پھینک دو اور یہ حکم ٹوٹ

مات ہوئی پاتھیں۔" مادہ نے پیچھے کھڑے ملازموں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور خود

سے استیذان سے وہ پس کمرے کی طرف فرار ہوئی۔ اس کے تیرے پرانی مسکراہٹ

تھی جیسے اب تک وہ کوئی دلچسپ تماشا دیکھتی رہی ہو۔

عمران نے بولکھلا کر کہا اور تمام ہاں بے اختیار تہجدوں سے اٹھ اٹھا۔
 ”مہر عمران۔۔۔ آپ ہمیں بتائیے کہ آپ نے اپنے ملک میں جوئے والی
 شویش پر کیسے قابو پایا۔۔۔“ صدر مینٹا نے بھی مسکرتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔۔۔ تو یہ بات بہت۔۔۔ ہاں تو ایسے۔۔۔ دراصل میں نے اس
 بااُمید شاہ کا مقصد نہ تھا۔۔۔ وہ جس نے اس میں بدلایا اور تمام سائنسی وجوہات سے
 سامنے آکر کھڑے ہوئے۔ میں نے انہیں کوئی مدد دی۔ بس تنہا ہی بت چکی کہ
 خواہ مخواہ اپنے یہی فیصلہ خرامی۔۔۔ عمران نے ہوا و دہرہ۔۔۔ انہیں بہرہ ور
 اور نکلنے دیا۔“

”سب ممبران حیرت اور تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کا
 جواب ان میں سے کسی کے لیے نہیں بن سکتا تھا۔ ان کے چہرے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ
 جیسے انہیں عمران کے بائیں پن میں کوئی شک نہ رہ جو صدر اور کپٹن کیل کی جگہ
 مذمت محسوس کر رہے تھے۔“

عمران صاحب۔۔۔ خدا کے لیے ہوش کھجے خواہ مخواہ اپنے آپ کو مامنا
 بنانے سے ناگاہ۔۔۔ کیپٹن کیل سے جب نہ بولایا تو وہ بول چلا۔
 ”کہاں جو رہا ہے مامنا۔۔۔ میں بھی دیکھوں گا۔۔۔ ٹھٹ کیا ہے۔
 مگر یہ خفیہ پاس نہیں مل سکتے۔۔۔؟“ آخری فقرہ عمران نے صدر کے کان
 میں کہا۔

”مہر عمران۔۔۔ حالات بے رن نہ لگ رہے ہیں۔ آپ مذاق چھوڑئیے۔۔۔
 اور سنجیدگی سے ہمیں بتائیے۔۔۔ کہ آپ نے کیسے اپنے ملک میں جوئے والی شویش پر
 قابو پایا ہے۔“ صدر نے اس بار بے حد سنجیدگی سے کہا۔
 اور عمران پورب کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے ایک طے کرنا نظر پڑی میں موجود

ہو ان تمام حالات کے ذمہ دار ہیں اور جس کی شدہ اور پشت پناہی سے یہ کمزور سیاسی
 عناصر اتنے ہی قوت ور بن گئے ہیں کہ ان کی حکومت بروزہ برآمد نام ہو چکے ہیں۔۔۔
 صدر نے مدبرانہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا کسی ملک میں ان شویشوں پر قابو ہو گیا یا جا سکتا ہے۔۔۔ ایک
 ممبر نے سوال کیا اور سب ممبر جب تک کہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
 ”ہاں۔۔۔ ایک ایشیائی ملک ”پاکیشیا“ اس سلسلے میں خوش قسمت
 رہا ہے کہ وہاں اس شویش پر قابو پا لیا گیا ہے۔“ صدر نے جواب دیا۔
 اس کی نظریں کھوتی ہوئی غم نہ پر نہم نکلیں۔ جڑا نکلیں ہنسنے پانا تدکی
 سے اور لکھ رہا تھا۔

”اوہ۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔ اگر آپ کو اسے قرآن کا ترجمہ ہمیں کوئی لکھ دیا کر
 سکتا ہے۔“ اسی مہر نے حیرت جواب دیا۔

پاکستان نے نامکے مسٹر عمران یہاں موجود ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس
 موضوع پر زیادہ اچھی طرح روشنی ڈال سکتے ہیں۔۔۔ مسٹر عرفان ہمیں تفصیل
 بتائیے۔۔۔“ صدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مہر عمران بدستور اور محض میں مصروف تھا۔ سب لوگوں کی نظریں عمران پر
 جم گئیں۔ کچھ خندا کے چہرے پڑے۔ رن کی حالت دیکھ کر استہزائیہ مسکراہٹ
 بترنے لگی۔“

صدر نے عمران کو تشویر کا کاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔۔۔ ہوش میں آئیے۔ سب آپ کی طرف متوجہ ہیں۔۔۔
 اور عمران اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ کیا میرے چہرے پر کوئی غم چل رہی ہے کہ
 سب میری طرف متوجہ ہیں۔۔۔“

تمام افراد پر دہائی اور سب کے چہرے لٹکے بستے دیکھ کر سکڑ دیا۔ اب اس سے
بہتر ہے پرچھائی ہوئی طاقتوں کی ہتھکیمیں غائب ہو چکی تھیں۔ اور اس کے پیچھے
تجزیرہ نکلا تھا۔ وہ انتہائی سنجیدگی کا حامل تھا۔

ہالی میں موجود تمام انسداد عمران کی اس اچانک کا پائلٹ کو دیکھ کر حیران
گئے۔ مگر صند اور کیمین شکیل خورشید کے کہ عمران سنجیدہ ہو گیا ہے۔ اسے پا بھی سمجھے
دلے اپنے آپ کو احمق سمجھتے پر مجبور ہو جائیں گے۔

صاحب صدارت اور معزز دوستو۔۔۔ سب سے پہلے تو میں آپ حضرات سے
یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے ان مجرموں کے خلاف کام کرنے کے لیے مجبور
تاکم کیا تھا۔ تو آپ نے ہم نیشانیوں کو کیوں نظر انداز کر دیا تھا؟ کیا آپ کا خیال یہ تو
کہ ہم اس قابل نہیں کہ مجرموں کے خلاف کام کر سکیں یا پھر ہم اس قابل نہیں کہ یورپ
اس کے اسے لوگوں کے درمیان بھیج سکیں۔ اور اگر اور کیا تھا تو پھر اب ہماری ضرورت
کیوں پڑھتی؟

عمران نے ہٹ کھلے دلوں سے جواب دیا۔

اور اس کی اس بات کا ہالی میں موجود یورپین ممبران پر گہرا اثر ہوا۔ ان کے سر
ندامت سے ٹپک گئے۔ وہ اس دہشت اپنی انتہائی سبکی خوش کوسے تھے۔

”ہم سے غلطی ہو گئی ہے مگر عمران۔۔۔ اور ہم نے اس اپنی غلطی کا جھانڈ
نکلت لیا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جب حالات نازک ترین موڑ پر پہنچے
ہیں۔ تو ہمیں خدائی اختلافات بھلا کر مل جل کر دنیا کی خطائی کے لیے کام کرنا چاہیے
آخر چند ٹکڑیوں کی خاموشی کے بعد صند نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

”پہلے چھوڑ دیئے اس کو کہ کو۔ میرے ایک اور سوال کا جواب دیجئے۔“
ای۔ ایس۔ ایس۔ بی نے اب تک کیا کرنے سے انجام دینے ہیں۔ میں ان کی تعین

سننا چاہتا ہوں۔ عمران نے مختصر جواب دیا۔

اس دہشت ورہ پوری محفل پر چھایا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بچوں کی
محفل میں کوئی بزرگ اور جہانمیدہ آدمی آ گیا ہو۔

”ای۔ ایس۔ ایس۔ بی نے جو کیا سے چھوڑے۔ آپ اپنی بات کیجئے۔“
ایک یورپین ممبر نے جھلک کر عمران سے پوچھا۔

”تو پھر تو کچھ تم نے کیا ہے جی چھوڑ دیجئے۔“ صند اور کیمین
کوئی لہو دے نہیں۔ کہ ہم امیدیں بیٹھیں ہیں۔ عمران نے حرکت ہو کر
کہا صند اور کیمین بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”بیٹھے بیٹھے مسٹر عراضہ تشریف رکھتے۔“ ہمیں آپس میں نہیں لڑنا چاہیے
مہم سب کا مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ آئی ایس
ایس بی نے اب تک کیا کیا ہے۔ صدر مملکت نے اٹھ کر کہا۔ اور عمران کے
دوبارہ بیٹھے ہی صند اور کیمین بھی بیٹھ گئے۔

آئی۔ ایس۔ ایس۔ بی نے دو گروپ بنائے تھے۔ گروپ نمبر ایک کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ
اس کیس کے اصل مجرموں کی نشاندہی کر سکیں۔ کہ اس کیس کی اصل وجوہات یہ روشنی
پڑے۔ گروپ نمبر دو کے ذمہ یہ کام تھا کہ اس وقت کے دوسرے فضلاء ہیں
مجرموں کا کھوج لگائے جو عالمگیر تینے پڑاں تمام جہانمیں اور تینے کے ذمہ دار ہیں۔
گروپ نمبر تینے جو تحقیقات اب تک کی ہیں۔ اس سے ثابت یہ معلوم ہو رہا ہے
یہ کیس اس طرح شہرت ہوا کہ چارہ نو جوانوں نے جو بے حد حسین و جمیل در لفظ دنیا نہیں
رکھتے تھے۔ ایک کتاب مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اس کتاب میں ان کے پردگام کے مطابق وہ تمام دنیا کے مٹی سیاسی عناصر
کے متعلق پوری تفصیل قلم بند کرنا چاہتے تھے۔ اپنے طرز پر تحقیق کرنے کے۔ اور جو جب

کو اس مسئلہ کو فیصلہ نکالا جائے۔ گورنر سینٹ میں بھی نہیں دیکھا۔ وہ جوں کہ تم سب بے دست و پا ہیں۔ بھائے پاس کوئی ایسا کچھ نہیں جس سے سخت تم آگے بڑھ سکیں۔ صدر نے تفصیل سے بتایا اور پھر وہ نرسی پر بیٹھ گئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس موضوع پر کتاب لکھنا یا اس کے لیے مواد جمع کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر یہ جرم ہے بھی تو میں ان کے لیے س سے بیباک نہ ہوں گی۔ سفارتش کرتے ہوں کہ انہوں نے یہ جرم کیوں نہیں کیا۔

کاش وہ جرم کرتے۔ تو اقلیتا و دنا ان حالات سے دوچار نہ ہوتی۔ بہت اب ہے کیونکہ کرتے یہ شے جنہوں نے بعد تمام حکومتیں ان باغی سیاسی عناصر کی کارکردگی اور زاویہ نظر سے آگاہ ہو جاتیں۔ اور اس طرح وہ کوئی ان کا قتل قمع کر سکیں۔ دوسرے کہ پھر ان سیاسی عناصر کے لیے بھی حکومت کی خلاف کوئی قدم اٹھانا ان کی موت بن جاتی۔ تیسرا عوام بھی ان عناصر کے اصل گمراہوں اور عوامت سے واقف ہو جاتے۔ اس لیے وہ ان کے بہکانے میں آکر بھی نہیں ملے بدامنی نہ پھیلاتے یہ کتاب ان باغی سیاسی عناصر کے چہرے سے عوام فوسستی اور حب الوطنی کا پیر وہ بنا کر عوام کو ان کے اصل چہرے دکھا دیتی۔

اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ جرم نہ کر کے جرم کیا ہے جس کی انہیں یہ دے سے زیادہ سزا ملنی چاہیے۔

”اب کہیے دوسری طرف آپ کا آئی ایس بی ایس بی ان مجرموں کا کھوت رکھنے میں قطعی کام ہو چکا ہے۔ جو اس وقت ان سیاسی عناصر کی پشت پناہی کرتے ہیں حالانکہ جرم وہ نہیں کر رہے۔ کیونکہ عوام کو ان کے حقوق کے لیے اجمار یا عوام کے منہ کے لیے کام کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ گورنر کے بعد وہ دوجرم ہیں اس نے کہ وہ حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اور ہم چونکہ حکومت کے مناسبت ہیں۔

وہ ظہا نہیں نہ ہوئے تو انہوں نے چہرہ چہرہ ملکوں کے ریکارڈ آفس سے ان تمام ریکارڈ کی کٹوں کی نقلیں کرنے کا پیر و کام نہایت جن میں ان عناصر کے متعلق سرگورن پر پور نہیں موجود تھیں ایک پرائیویٹ سائنسدان کی مدد سے وہ ایک جدید ٹیماک فوٹو آرڈر کر کے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس کی مدد سے انہوں نے دیکھ کے تقریباً سر جڑے ملک کے ایسے کاغذات کی نقلیں آ کر لیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کاغذات کو مرتب کر کے کتاب کی صورت میں لے گئے کسی نامعلوم پارٹی کو ان کاغذات کی کپی سن میں لکھی۔ چنانچہ یہ کاغذات اور ان کی ذاتی تحقیق کے کاغذات بھی ان سے چھپیں گئے۔ چونکہ جنرل مورن کی وہ پارٹی انتہائی دین طاقت کی حامل تھی۔ لہذا انہیں ہر لمحہ اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اس لیے انہوں نے پہلے میں غائب بھی کر دیا۔ مگر انہیں موجود سیکرٹ اریجنڈا نے انہیں ڈھونڈ کر نکالا اور وہ آدھی شب سے نریا۔ مگر چونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اس لیے مجبوراً انہیں گرفتار کرنے کی بجائے ان کی تحریک کی جادہ بنی۔ جو جی تک جادی ہے کہ وہ یہ کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب آئینہ گروپ میرا ۲۱ طرف۔

گروپ میرا دوسری سلسلے میں قطعی نام ہوا۔ اس گروپ کے ایک ممبر کو گورنر نے انجمن سے سافٹ کو ایک اطلاع پہنچائی اور میرا سب سے وہ مبہم سی اعلیٰ درجہ ممبران کو پہنچا دی۔

گورنر کے بعد میرا سب اور دیگر دونوں غائب ہو گئے۔

چنانچہ بانی ممبران بھی کچھ نہ کر سکے۔ اور اس طرح یہ گروپ اپنے مشن میں قطعی نام کام ہوا۔ حالانکہ سب سے اہم اور بنیادی کام اسی گروپ نے کرنا تھا۔ اور حکمرانوں کے حالات نہ بد بدتر کرتے جا رہے ہیں۔ اس سے انجمن آفس دنیا کی سیکرٹ سرورسز کے مناسبت دول کی یہ جہز میڈیکل کال کی گئی تاکہ بل

اس لئے ہم انہیں مجرم سمجھنے پر مجبور ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ انہیں بے جرم مجرم کہہ سکتے ہیں۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ہم نے اپنے ملک میں جسے دہائی شورشیں برپا کیے قابو پایا۔ تو اس کی تفصیل بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس میں اتنا آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ کل صبح تک یہیہ جرم مجرم آپ کے سامنے ہوئے۔ وہ سب اس وقت میری مصیبت میں ہیں۔“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوری تقریر مڑا دی۔

اور بال میں موجود تمام افراد بڑی حیرت سے عمران کی تقریر سن رہے تھے۔ اور واقعی حقد کا خیال درست تھا۔ اس کے بعد جنہوں نے عمران کو پاگل سمجھا تھا اب انہیں اپنی دماغی صحت پر شک ہو گیا تھا۔ مگر عمران کے آخری فقرے نے تو بالی میں متنبہ بچاں پیدا کر دیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے بالی میں ایڈم آکر ہوا۔ ہر شخص اس فقرے پر بڑی طرح غور کیا اور نہ صرف چوڑا بلکہ اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

”تو کیا آپ مجرموں کو جانتے ہیں۔“ ایک مجسمے بوکھلا کر عمران سے سوال کیا

”ہی ہاں۔۔۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔“ عمران نے جواب دیا اور تمام ممبران میں منظر کشی کر دینے سے عبادتوں سے ہوا نکلی گئی ہو۔

”تو پھر آپ اتنا بڑا دعویٰ کس بنا پر کر رہے ہیں۔“ حقد نے سوال کیا۔ اس بار اس کا لمبے لمبے مختار شاید اس نے یہ سوچا کہ عمران اب تک تمام لوگوں کو بے وقوف ہی بنا رہا ہے۔“

”بابا بندو شاد کے تعزیر کی بار پر۔“ عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے ادھنگھٹے لگا۔ اس کے چہرے پر حماقت کی پرچھائیاں نے دوبارہ ڈیرہ ڈالی تھی۔ وہ سنجیدہ عمران سنبھالنے کی دم کہاں غائب ہو گیا تھا۔

تمام بال میں تیز سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ ہر شخص اپنی اپنی رائے دے رہا تھا۔

”مسٹر عمران۔ اگر آپ واقعی مجرموں کو جانتے ہیں تو ہمیں بتائیے ان کی گرفتاری کے لیے ہم سب مل کر کام کریں۔ تاکہ وہ جلد زہد گرفت میں آسکیں۔۔۔“

صد نے اس بار قد سے الگ تائیہ بچے میں کہا۔ اور سب لوگ بے جرم عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ صد اور شیش کے سینے فخر سے تھپتھپ رہے۔ عمران نے تمام ممبران پر اپنی اہمیت کا سک بٹھا دیا تھا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں۔ اس لوکی طرح جسے اللہ نے سے لاکر احاطہ تیز دھوپ میں بٹھا دیا کی ہو۔ وہ آنکھیں موندے تمام انسانوں کو دیکھتا۔ نا۔ پھر کھڑا ہو گیا۔

”اچھا خدا حافظ دوستو۔۔۔ پھر میں گئے۔ اگر خدا لایا۔ اگر خدا نہ لایا تو صبر کر لینا۔ کیونکہ صبر کا بھلا بیٹھا ہر تہیجے۔ اور میٹھا بھلا آج کل صرف سکین کے انجیلش کا مرتبہ نہایت ہے۔“

عمران نے صد اور شیش کیل کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں بال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے

”مسٹر عمران۔۔۔ صد اور چند دیگر ممبران نے سے پکارا۔“ خدا حافظ۔۔۔ جب میں مجرموں کو پکڑ لوں گا آپ کو احاطہ سے دور رہا۔“

مادام نے ایک لڑکی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کی بے چینی قد سے کم ہو گئی
تھی مگر انھیں ابھی تک شعلے برسا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا
اور قین آدمی اندر داخل ہوئے یہ مینیو پور میں تھے ان کے چہرے خوف
سے زرد پڑے ہوئے تھے اور انھوں نے مذمت جھک جی تھی۔ وہ سر
جھکانے کھڑے ہو گئے۔ مادام چند لمحوں تک بغور انھیں دیکھی رہی پھر ایک
پھٹ پڑنے والے لمحے میں بولی۔

”ڈی سیس کیا ہو پورٹ تم نے ڈی دن کو دفن نہ دیا ہے؟“
”یس مادام۔ مجھے انسوک ہے۔“ ڈی سیس نے مذمت سے بھر پور

لہجے میں جواب دیا۔
”مگر یہ کیوں ہوا کیسے ہوا۔ جبکہ تمام پلان مکمل تھا پھر اب سے پہلے
تم لوگ باقی سب سے زیادہ کامیاب جا رہے تھے پھر ایک دم کامیابی
کیوں ہو گئی؟“ مادام غصے کی شدت سے چیخ پڑی۔

”مادام اس ملک کی سیکرٹ سروس بہت تیز بہم نے حتی الامکن کوشش
کی کہ ہم سیکرٹ سروس کی نظروں پر نہ چڑھیں اور ہم اپنے مقصدیں کا سبب بھی
رہے مگر فائل پلان کے لیے جب ہم شہر سے دور تھے تو اہم ترین خفیہ مشیننگ
کر رہے تھے۔ سیکرٹ سروس نے ریکرڈ کیا۔ ہمارے تمام سائینوں کو وہی گوبین
مار دی گئیں ہم قین ٹری مشکل سے جان بچ کر وہاں سے نکل سکے تمام سائین
بھی وہیں گرفتار کر لیے گئے اور پھر ان کے حلفیہ بیانات جب اخبارات
میں چھپے تو ہمارا مشن خیل ہو گیا۔ اب انعام ان تمام سیاست
حناسہ کے خلاف ہو گئے جو ہمارے لیے کام کر رہے تھے۔ ڈی سیس نے
تو دبائے مگر قد سے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

مادام برفانی شدید غصے اور اضطراب کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہی تھی۔
اس کے ہونٹ بھیجے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے۔
اچانک دروازے پر مکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔ مادام کے قدم
رک گئے۔

”کم دن۔“ اس نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور دروازہ کھول
کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
”مادام ڈی سیس اور اس کے دو ساتھی آئے ہیں۔“ نوجوان نے سر جھکا
کر بے حد مودبانہ لہجے میں کہا۔

”انھیں فوراً حاضر کرو۔“ اور سنو ڈی دن نے مشیننگ کے متعلق
کیا بتلایا ہے۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

”مادام ڈی دن خود حاضر ہو رہے ہیں۔“ نوجوان نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے تم جاز اور ڈی سیس اور اس کے ساتھیوں کو بھیج دو۔“

" چونکہ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ قطعی ناکام رہے تم نے وہاں کئی ایسی ناش غلطیاں بھی کیں کہ سیکرٹ سرکس تم پر چڑھ دوڑی درجہ دیگر ملکوں میں کمیوں ایسا نہیں ہوا۔ کیا وہاں سیکرٹ سرکس نہیں ہے یا وہ لوگ ٹی کے مادھوں کی " مادام غلطی سے چیخ اٹھی۔

" تم ... مادام ہم انفس ... کہ ... " ڈی سکس نے انتہائی خوف کے عالم میں ہرکھلاتے ہوئے کہا۔

" شٹ آپ " مادام حق کے لیجھی میں تجھیں متوں سے بچو ادوں گی میں تمہیں ایسی عبرت ناک نمرادوں گی کہ تمہاری آنسو والی نسیں بھی غلطی کے مرکب ہونے کا تصور بھی نہ کر سکیں " مادام ٹری طرح چیخ رہی تھی۔ شاہد طرف سے خوشخبریاں سننے سننے بڑی خبر سن کر اس کا نروسس بریک ڈاؤن ہو چکا تھا۔

اسی لمحے باب دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ مادام اسے دیکھتے ہی خاموش ہو گئی۔ مگر اس کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا۔ جو رہا تھا۔ آنکھوں سے چمکے گریاں برس رہی تھی۔

" مادام تمام پارٹیز کے سربراہ مینک ہال میں پہنچ چکے ہیں پاکستانیہ کے بارے میں خبر ان تک بھی پہنچ چکی ہے وہ سب تو ڈی سکس سے دہاں کے حالات سننا چاہتے ہیں۔ " نوجوان نے سر جھکا کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ڈی ون۔ تم ان کو وہیں لے چلو میں ادھی ہوں۔ مگر دیکھو۔ ان کو اس وقت تک ہال میں نہ جانا۔ جب تک میں نہ پہنچ جاؤں ان کو وہیں سب کے سامنے مزا دوں گی " مادام نے نوجوان سے کہا اور ڈی ون کے اشارے سے ڈی سکس کو اپنے پیچھے آنے کے لیے کہتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ڈی سکس اور اس کے دوسرے جواب تک خاموش کھڑے تھے۔ ڈی ون کے پیچھے چل گئے۔ ڈی سکس کی چال میں برزش تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بے انتہا خوفزدہ ہو خوف سے اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ گمراہی کے دوسرے بڑے مطمئن انداز میں چل رہے تھے۔

ڈی ون نے انہیں ایک کمرے میں بٹھانے ہوئے کہا: " تم یہیں بیٹھو مادام جب ہال میں پہنچیں گی تو تمہیں بلایا جائے گا۔ " اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی ڈی سکس نے اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر تہیوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

میرزا خیال ہے اب مناسبت وقت آگیا: ڈی سکس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ بہتر ہے اب انتظار نہیں کرنا چاہیے: اس کے ایک ساتھی نے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

" پھر سوچ کیا ہے۔ " ڈی سکس نے کہا اور وہ تہیوں دروازے کی طرف بڑھے مگر اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈی ون اندر داخل ہوا۔

چلو مادام تمہارا انتظار کرتی ہیں: اس نے ڈی سکس سے کہا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

اور پھر خاموشی سے ڈی ون کے پیچھے چل گئے۔ اور مختلف درجہ کیوں سے گزر کر جب وہ ایک ہال میں پہنچے تو ٹھنک کر رک گئے۔

ہال میں اس وقت تقریباً آٹھ افراد موجود تھے جو ایک گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔ زمین میں مادام جرنیلانی میز میسنڈ آلات و اقسام کے ہتھیار اور مشروبات سے پر تھی ان کے اندر داخل ہوتے ہی تمام افراد چونک کر

ن کی طرف سے ٹھیکھے گئے۔

یہ ہیں وہ بدبخت جو پاکیزہ میں ناپاکم بہت ہیں۔ مادام بڑھلائی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سخت ہلچے میں کہا، ”اچھی بہک! اس کا عقدہ نہیں اڑاؤ اٹھا۔“

”کیا ہوا مادام اگر ہم ایک ملک میں ناکام نہ ہیں۔ باقی تمام دنیا میں ہماری کامیابی کے بڑے بڑے نتائج بہت ہیں۔ تمام دنیا کی سیرٹ سرورسز اٹھیلی ٹیس اور دیگر تحفہ ہمارا مال میں جیکہ نہیں کر کے بس چند دنوں کی بات ہے اس کے بعد تمام دنیا علامہ ہاری عملدار میں ہوگی پھر ایک تھپڑ سے ایشیائی ملک کی بجلا کیا حیثیت ہے۔ وہ ہمارا کیا ریکارڈ ہے گا ایک بلڈاگ ناچہر سے اڑے آدمی نے گوجھی جڑی اڑا دیں کہا۔“

”جگ باں یہ تمہاری غلط فہمی ہے اور تمہیں اس غلط فہمی کی تہمت ادا کرنی ہوگی۔“ ڈی سکس نے جواباً بے ہوشے ہوئے ہلچے میں کہا۔

اور بگ باں اس کی بات سننے ہی اچھل گیا اس کا چہرہ ایک دم زرد پڑ گیا تھا۔

”تم... نہت... تم عمران... اُس نے تو دے ہکلاتے ہوئے ڈی سکس سے پوچھا باقی سب لوگ مادام سمیت بڑی جیتندہ سے بگ باں کی طرف دیکھ رہے تھے۔“

”یس عالی بناء خادم علی عمران حاضر خدمت ہے۔ فرمائیے،“ ڈی سکس جو دراصل عمران تھلنے سے جھک کر آداب بجالاتے ہوئے کہا۔

”تم ڈی سکس نہیں تم کوئی اور ہو۔ کون ہو تم؟ اس دفعہ مادام کی اچھلنے کی باری تھی۔“

خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے زبورہ ایک ایک کو مہجوں کر دکھ دوں گا! چانک عمران نے اپنے کوٹ کے اندر سے مشین گن نکالی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھیوں نے مشین گنیں نکال لیں۔

سعدہ اور شکیل نے دار کوئی بھی حرکت کرے تو اسے بے دریغ کوئی مار دیں۔ سعدہ نے پہنچ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا، ”رستہ باریک سمجھنا۔“

”اچھے افسوس ہے آپ لوگوں کے پلان ناکام ہوئے اب آپ مار دیں۔ اپنا تعارف کروائیے مجھے تو یہ ابھی طرح معلوم ہے کہ آپ لوگوں کا بڑا کیا ہے۔ مگر سوائے چند لوگوں کے باقیوں کو میں جانتا نہیں اس لیے تعارف ضروری ہے۔“ عمران نے مزاحیہ ہلچے میں جواب دیا۔

”تمہیں کتنی رقم چاہیے تو جوان بولو۔ اور ہمارا چھپا پھورو۔“ اچانک مادام بول پڑی۔ اس نے اپنا سکرٹ رائوں سے اونچا اٹھا لیا تھا۔

”بس تم مسکرا دو تو میں شبیہ جو جاذب کا البتہ اپنے ساتھیوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، ”یہ کسی اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔“

مگر اس سے قبل کہ مادام کوئی جواب دیتی ہی تک روشن دن سے بیک وقت تین فائر ہوئے اور ان تینوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں ٹھوگ گئیں جیسے ہی ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلیں مادام کے ہمرابر تھپنے سے پورا مال گونج اٹھا۔

”تم نے مادام بڑھلائی کو کیا سمجھا اٹھا۔ مجھے ہر لمحہ اٹھانے والا آت تک زندہ نہ کر داپس نہیں گیا۔ اس نے آخرت سے بھرپور ہلچے میں کہا۔ اس کے

ہاتھ میں ریلواریچک رملہ تھا۔

”مادام یہ شخص مونیہ کا سب سے عیار اور خطرناک انسان ہے۔ آپ وقت ضائع کرنے کی بجائے اُسے فوراً گولی مار دیں۔“ بگ باس نے مادام کو شہرہ جیتے ہوئے کہا۔

خاموش رہو بگ باس اس حیرت آویں کی کیا وقعت ہے کہ میرے لیے خطرناک ثابت ہو میں اسے گولی مارنے کی بجائے اس کی پوٹیاں کتوں سے بچاؤں گی۔“ مادام نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

عمران خاموش کھڑا تھا اور پرورش دان سے عین ریلواریوں کی نابیاں ان کو روکے کھڑی تھیں اور سانسے مادام ریلواری سے ڈانڈا لگ بول رہی تھی مگر عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار جیسے مخمور کر رہ گئے تھے۔ وہ پلں کھڑا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی ڈرامہ ہو رہا ہو۔

مادام اُتر آپ نہیں مارتیں تو میں مار دیتا ہوں۔ بگ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ریلواری نکال کر عمران پر تان دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی انگلی نے ٹراک پر حرکت کی۔

اور

ریلواری سے ٹکرائے شدہ نکل کر عمران کی طرف لپکا۔

بیک زیر تیزی سے آگے بڑھا اور رینگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا جو نیم وا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ کیا کہ تیزی سے اندر گھس گیا۔ یہ ایک جھپٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز کے قریب دو کرسیاں بٹری تھیں چند لمحوں تک دروازے کے قریب کھڑا ماحول کا جائزہ لیتا رہا یہ کچھ اتفاق ہی تھا کہ کپا بونڈ کی دیوار کوٹنے کے بعد اب بڑھکسی کی نظروں میں نہیں آسکا تھا ورنہ اس نے دیکھنا تھا کہ کپا بونڈ اور چھت پر جا بیٹھا ہے اور موجود تھے اور عمارت کی حفاظت کے لیے اسے اونچے پھانے پر غلط آگیا گیا تھا کہ حیرت نہ ہوتی تھی۔ مگر بیک زیر وہ انھیں جھل سے گرد نہ پہنچ چکا تھا۔

کمرے کا سامنے والا دروازہ کھلا تھا وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا مگر دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا اس کمرے میں کوئی موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے پردے کی سائیڈ سے اندر نظر ڈالی۔

اس اچانک جھٹکے سے سنبھل چکا تھا۔

”تم کون ہو؟“ اس نے سخت لہجے میں بلیک زیرو سے سوچا۔

مشین گن دیکھ رہے ہو۔ اس لیے تمھاری زندگی اس بات پر منحصر ہے کہ
بوشی سے جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔“ بلیک زیرو کا ہنسی انتہائی

سرخ تھا۔

نوجوان کی نفیس بلیک زیرو پر بھی ہوئی تھیں۔ وہ شاید بلیک زیرو کی بات
کا اندازہ کرتا تھا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔

”تم کیا چاہتے ہو؟“ نوجوان نے اس باز مطلق انداز میں پوچھا۔

”مادام کہاں ہے؟“ بلیک زیرو نے سوال کیا۔

”کون مادام میں کسی مادام کو نہیں جانتا۔“ نوجوان نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے پھر تم بھی کرو۔“ بلیک زیرو وہ قدم آگے بڑھ گیا۔ اس کے

ہاتھ میں موت کی سینگ کی پھر جو کچھ خواہ مخواہ توقع ہی ہوا نوجوان کا ہاتھ

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور میریٹ پر ہوا ہیمپریٹ بندوق سے بجلی

ہوئی گولی کی طرح بلیک زیرو کے اس ہاتھ پر پڑا جس سے اس نے مشین گن

سنبھالی ہوئی تھی اس اچانک ضرب سے اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر

نیچے جا پڑی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا نوجوان نے دربان میں پڑی ہوئی

بیز اس پر انٹ دی۔ بلیک زیرو دیکھتا ہوا اور نوجوان سے پیستیک کی طرح اس

پر جھلاٹک لگا دی۔ مگر یہاں وہ مار کھایا بلیک زیرو اب کم سنبھل چکا تھا۔

چنانچہ اس نے نوجوان کو اپنے اوپر روکا اور ہیمپریٹ میں اچھل دیا۔ نوجوان

ہوا میں گھومتا ہوا کمرے کے دیوار سے جا ٹکرایا مگر دیوار سے ٹکراتے ہی اتنی

تیزی سے واپس بلیک زیرو پر آپڑا۔ جیسے دیوار میں اسپرنگ لگے ہوئے

سانے اندازی کی طرف منہ کیے نوجوان کھڑا تھا۔ شاید وہ اندازی سے کوئی کاغذات

نکال رہا تھا ابھی بلیک زیرو کچھ سوچ ہی رہا تھا۔ آیا وہ کمرے میں داخل ہو جائے

یا نہیں کہ باہر سے آئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔

شاید کوئی آدمی اس کمرے کی طرف آ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھا فوری طور پر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی پھر دل

کی آواز اب بالکل نزدیک آگئی تھی آنے والا چند ہی لمحوں میں کمرے میں داخل

ہونے والا تھا بلیک زیرو کے لیے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں تھا کہ وہ تیزی

سے نوجوان کے کمرے میں داخل ہو جائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا گواں سے

اپنی طرف سے بڑی احتیاطی تھی مگر وہ اس بات کا کیا کرتا کہ جیسے ہی وہ

اندر داخل ہوا اس لمحے وہ نوجوان کا غذا اٹھا کر کھڑا اب بلیک زیرو اور نوجوان

آٹے سانے تھے۔ نوجوان کا منہ بلیک زیرو کو اپنے سامنے یوں اچانک دیکھ

کر حیرت سے کھلا رہ گیا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ میں مشین گن تھی جو اس نے نوجوان کی طرف بڑھی

کر رکھی تھی۔

”اگر آواز نکلی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔“ بلیک زیرو نے سانپ کی طرح

پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کے کان کمرے کے دوسری طرف لگے ہوئے تھے۔

اور پھر اس نے دروازہ کھول کر کسی کو اندر آتے مشن مگر کسی لمحے اندر

آنے والا وہ اس مڑ گیا شاید کمرہ خالی پا کر وہ داس مڑ گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کسی

نے اندر گھسے دیکھ لیا ہو اور اپنا شک دفع کرنے آیا ہو۔ بہر حال جو کچھ

ہمیں تھا۔ وہ آدمی کمرے میں داخل ہو کر داس جا چکا تھا۔ بلیک زیرو

اطمینان سے اس نوجوان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نوجوان اس آثار میں حیرت کے

”اے“ نوجوان نے جواب دیا اور بیک زبردستی دانت بھینچ کر ایک دروازہ چھٹکا دیا۔ گردن کی لمبی ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونجی اور نوجوان ہر طرف لٹک گیا۔ بلیک زبردستی اسے فرش پر دھکیل دیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ بلیک زبردستی تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر بلیک کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اپنے منہ سے نقاب اتار لیا اور پھر جب تک یہ چھوٹا سا کبس نکالا اور کبس کھول کر اس میں رکھا ہوا تینہ سناٹے رکھ دیا۔ اب اس کے پانچ تیزی سے اپنے چہرے پر بلیک آپ کر کے میں منہ نہ ہو گئے۔ وہ بڑی بھرتی سے میک آپ کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا تو وہ بالکل ڈی دن سے ملتا جلتا تھا اس کیس بند کر کے دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر ڈی دن کی لاش اٹھا کر وہ اس الماری کی طرف بڑھتا ہوا بھیٹک کھنسی ہوئی تھی اس کے خالنے کا پی بڑے تھے اس سے ایک خالی خانے میں ڈی دن کی لاش کو موڑ کر گھسیٹ کر بند کر دیا اور اس کے سامنے اور اوپر کا غذا ڈال دیئے اور ساتھ ہی الماری بند کر دی مگر الماری بند کر کے ہی اس کے ذہن میں خیال آیا اس نے الماری دوبارہ کھولی اور اس میں توتور کا غزلوں کو چپ کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک فائل کھولتے ہی اس کی آنکھیں بند اٹھیں اور جیسے جیسے وہ کاغذات پلٹتا گیا اس کی آنکھوں کی چپک بڑھتی گئی اس نے تیزی سے کاغذات فائل سے نکالے اور پھر انھیں تہہ کمرے اوپر کوٹ کی جیب میں ٹھوس دیئے۔ الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اس نے ایک لمحے کے لیے کمرے کی حالت کا اندازہ لگایا اور پھر فرش پر پڑی ہوئی شین سن اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا دروازے کی چھتی کھول کر وہ پہلے والے کمرے میں آیا اور نہایت

ہوں۔ بلیک زبردستی اس سے اتنی بھرتی کی توقع نہیں تھی۔ اس لیے اس بار بلیک زبردستی کے قدم کھٹکے اور وہ فرش پر گر پڑا۔ نوجوان اس کے اوپر پڑا۔ بلیک زبردستی تیزی سے کڑھ لی اور پھر نوجوان کی گردن اس کے منقبوط بازو کے کنارے میں آگئی اور پھر وہ سب ہٹا کر آجوتیا نوجوان کی پشت اب بلیک زبردستی کے سینے کی طرف تھی اور اس کی گردن اس کے بازوؤں میں۔

نوجوان نے تیزی سے اپنی کہنی بلیک زبردستی کے پیٹ میں ماری مگر بلیک زبردستی نے اپنے جسم کو روکٹ جیسی حالت میں کر کے کرائے کے اس خطرناک ترین دائرے سے اپنے آپ کو بچایا اس نے ایک ہاتھ تو اس کی گردن کے گرد ہی رستے دیا اور دوسرا اس کی کمر کے گرد لپیٹ لیا۔ اب نوجوان پوری طرح اس کے قبضہ میں تھا اس نے اپنے اس بازو کو دوسرے قبضہ کیا جو نوجوان کی گردن کے گرد پٹا ہوا تھا اور نوجوان کے حلق سے بے اختیار ”اوغ“ کی آواز نکلی۔ اس کا دم گھٹنے کے قریب تھا۔ بلیک زبردستی اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔

”بناؤ مادام کہاں ہیں“ بلیک زبردستی نے سر مڑائی ہوئی آواز میں پوچھا۔
”یہ یہ... یہیں ہے یہیں ہے نوجوان کے حلق سے بڑی مشکل سے الفاظ نکل رہے تھے۔“

”تم کون ہو؟“ بلیک زبردستی نے دوسرا سوال کیا۔
”ڈی دن“ نوجوان کے حلق سے بڑی مشکل سے الفاظ نکلے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں پلٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔
”اوہ“ مادام کے بعد تم ہی یہاں کے انچارج ہو۔“ بلیک زبردستی نے جیسے جیت تھی۔“

موتا جاوہ باہر نکلیا تو نہیں آگیا۔ اب وہ بڑے اطمینان سے چل رہا تھا۔
جیسے ہی دو کپاؤں میں آیا۔ بائیں سائیڈ سے ایک آدمی تیسری سے اس
کی طرف آیا۔

مادام نے ڈی سکس کو پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے بڑے
موزانہ انداز میں بلیک زیرو سے کہا۔

”مادام کہاں ہیں؟“ بلیک زیرو نے کہا بھیجی بالکل ڈی ون والا تھا۔ وہ
میٹنگ ہال میں پہنچ چکی ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

میٹنگ ہال کی حفاظت کا انتظام مکمل ہے کوئی کسر تو نہیں رہ گئی۔
ڈی ون نے اس سے سخت لہجے میں سوال کیا۔

”نہیں جناب قطعی مکمل ہے۔ تین آدمی اوپر روشہ مذاقوں میں رول او بسے
ہوئے بیٹھے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔

”اچھا تم، مادام کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ میں انتظامات چیک
کر کے ابھی آ رہا ہوں۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم۔ مگر مادام ناراض نہ ہو جائیں۔ اس آدمی کے لہجے میں خوف کی
نرزش تھی۔

”نہیں تم جاکر میرا پیغام دے دو ڈی ون نے سخت لہجے میں جواب دیا اور
آدمی بغیر کوئی بات کہہ کر واپس مڑ گیا۔

بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ دراصل وہ اس کے پیچھے جا کر
میٹنگ ہال دیکھنا چاہتا تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ آدمی ایک
دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہی
نہیں سمجھی تھی اس لیے وہ بلیک زیرو کو اپنے پیچھے آتا نہیں دیکھ سکتا تھا اور

دروازے پر دستک دینے کے بعد اندر چلا گیا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ دروازہ میٹنگ ہال کا ہے۔ اس طرف سے
طمینان کرنے کے بعد واپس مڑا اور پھر ایک راہداری میں آتے ہی جیسے ہی

وہ ایک دروازے کے قریب پہنچا اسے اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔
وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ عمران کھنڈر کو بیکٹین

سامنے کھڑے تھے۔ وہ شاید دروازے کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔
چلو مادام تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ اس نے مشین گن کا نوچ ان کی طرف

کو تے ہوئے کہا۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر جھٹک
کر چل دیئے۔ اندھیرے کی وجہ سے عمران شاید بلیک زیرو کا میک اپ

پتہ نہیں کر سکا تھا۔ وہ انہیں لیے ہوئے اس دروازے تک پہنچا
اور پھر اس نے عمران کو دروازے پر دستک دینے کو کہا۔ عمران نے دستک

دی آہی لے اندر سے آواز آئی۔
”کم ان“

”چلو اندر۔“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تینوں دروازہ کھول کر اندر داخل
ہو گئے۔ بلیک زیرو انہیں ہال میں داخل کر کے واپس مڑا اب وہ سڑکیاں

تلاش کر رہا تھا تاکہ اوپر جا کر ان تینوں آدمیوں کا انتظام کرے جو کسی جگہ
عمران وغیرہ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ جب وہ وہ سیڑھیاں

تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔
اسے اچھی طرح احساس تھا کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ عمران نے

پروگرام کے مطابق جلد ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دینا ہے وہ تین آدمی چند لمحوں
کی فرصت پا کر انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ وہ تیزی سے میٹھیلاں

چڑھ گیا۔ دیکھ کر اپنی منزل کی راہ راہی میں پہنچا تو اس نے مینوں آدمیوں کو
روشنہ مینوں کے ساتھ لگے بیٹھے دیکھا اس سے پہلے کہ وہ ان کے قریب
پہنچا ان مینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر مینوں نے بیک وقت
پائے کر دیئے۔

بیک زید و اچھل کر آگے بڑھا اس نے ایک روشنہ ان سے جھانک
کر دیکھا یہ دیکھ کر اس نے املین ان کا سانس لیا کہ ان کی گولیوں نے حرف
مشین گولوں کو نیچے گرایا تھا۔

بیک زید نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیکس لگے بلاؤ
کارخانہ مینوں کی طرف کیا۔ وہ مینوں کو ٹکڑی کر کے نیچے کر کے کی طرف
متوجہ تھے اس لئے وہ بیک زید کو بیک نہ کر سکے
بیک زید نے رپو کا نو ٹیگر دیا۔ اور پھر مسلسل تین بار تھک
تھک کر تھک بھریں اور اس کے ساتھ ہی وہ مینوں جھجھے سے پہلو
کے لی رپو میں جی گرتے پڑے گئے۔ مشین گیس بھی ان کے ساتھ ہی
زحمت لیا۔

بیک زید نے دانستہ ان کی کھوپڑی میں ان کی ماری تھی تاکہ ان کے صحن
سے کوئی آواز پیدا نہ ہو سکے۔ اور وہ اپنے منہ میں پوری طرح کا گیا تا
ہذا وہ مینوں، متبانی خاموشی سے حرکت کرتے تھے۔ ان کی کھوپڑیوں
کے پیچھے اڑ گئے تھے۔

ان کی طرف سے صحن ہونے کے بعد بیک زید نے رپو اور جیب
میں ڈال اور پھر مشین گن نکال کر وہ ایک روشنہ ان سے چھٹ گیا۔ دوسرے
لئے وہ چوک بڑا۔ کیونکہ اس نے اس سے بیک سرخ شدہ عران کی
طرف پکے دیکھا۔

عران پھرتی سے ایک دن بٹ گیا۔ ان کے کچھ دھڑکتے ہوئے
جیسی لے بیک زید نے دوسرے ہاتھ میں رپو اور کو حرکت کرتے
دیکھا تو اس نے مشین گن کا ٹیگر دیا۔

دوسرے لمحے مادہ اس کے ہاتھ سے نہ صرف رپو اور نکلتا بلکہ تیار
بیک باس جو کہ عران پر دھڑکتے ہوئے تھا یہ بھی نکلتا تھا اور پھر
اس کے ہاتھ میں رپو پھر ہو، تیار تھا۔ اس کے ہاتھ میں سے نکلتے ہوئے

ہاتھوں سے مشین لگن نکلتی چلی گئی۔

"اے — — — یہ کیا ہوا — — — اب میں نہیں کیسے سزا دوں گا" عزان نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا جو لات مار کر اب لٹکی حرج گھومتی ہوئی دوسرے محلے کے لئے پرتوں — — — حقیقی مادام کے چہرے پر غمخیزانہ سی مسکراہٹ ریشی اور دوسرے محلے اس نے عزان پر چھلانگ لگا دی

اس نے اپنے جسم کو ہوا میں دائیں طرف جھکایا مگر عزان بڑے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ مادام نے اس کے سپرد میں بھرپور انداز میں لات مارنے کی کوشش کی۔ لیکن عزان نے عین موقع پر جھگٹائی دی اور دوسرے محلے وہ نہ صرف مادام کے محلے سے بچ گیا۔ بلکہ اس کی دائیں ٹانگ پروری قوت سے مادام کی پشت پر پڑی اور مادام تہنجی ہوئی سامنے کی دیوار سے جا ٹکرائی۔

"ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے۔" اور میں اپنے بزرگوں کا سب سے بڑا نمونہ ہوں۔ اس لئے وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے۔" عزان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

مادام دیوار سے ٹکرا کر لٹیٹھ اور پھر وہ توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اڑتی ہوئی عزان کی طرف آئی۔ وہ عزان کے سینے میں جھڑپ کرنا چاہتی تھی۔

مگر غائب رہے جب تک عزان نہ چاہے اس کے جسم کو کوئی ٹکلی نہیں لگا سکتا تھا۔ عزان برق رفتاری سے کونوں کے بل فرش پر

گولیاں اسے چاٹ چکی تھیں۔

فائرنگ ہونے اور بگ باس کے گرتے ہی بال میں موجود باقی چھ افراد تیزی سے اچھلے اور انہوں نے بے اختیار پیرونی دروازے کی طرف بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے عزان نے انتہائی پھرتی سے فرش پر پڑی ہوئی اپنی مشین لگن اٹھائی اور پھر کمرے میں ریٹ ریٹ کا ہبک نذر گونج اٹھا۔ چند ہی لمحوں بعد کمرے میں مادام اکیلی کھڑی ہوئی تھی۔ باقی سب افراد گولیوں سے پھیلی ہو چکے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو میرے آدمی تھے۔" مادام نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اتنے سارے تمہارے آدمی تھے۔ یعنی تمہارے شوہر تھے۔ حیرت ہے تو کیا ہے بھی بدتر ہو۔" عزان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی مشین لگن کا رخ غائب مادام کی طرف تھا۔

"م — — — مجھے صاف کر دو۔ یعنی دولت چاہے لے لو یا مادام نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"صفر اور شکیل۔" تر دوٹوں بابر والوں کی نبر لو — — — عزان نے مادام کو جواب دینے کی بجائے پیچ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف پلکے۔

عزان نے جان بوجھ کر اپنی توجہ ان دونوں کی طرف ایک لمحے کے لئے کی تھی۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق مادام نے اسی لمحے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس نے انتہائی تیزی سے اچھل کر عزان کے اس ہاتھ پر لات ماری جس میں اس نے مشین لگن پکڑی ہوئی تھی۔ اور عزان کے

گزار اور اس نے ایک تائب کو دوسری طرف جھٹکا دیا تو مادام
انہی بونی پوری قوت سے مخالف دیر سے جا کھڑی۔ اس کے
طن سے بے اختیار چیخ نکلی تھی
عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مادام اس بار جب اٹھی تو اس کے ہاتھ میں ریوا اور چمک رہا تھا
”اب میں دیکھوں گی کہ تمہارے جسم میں کتنے سوداخ ہو سکتے ہیں
مادام نے غصے سے جیتنے ہوئے کہا۔

”مرن دیکھو گی یا مں بھی کوئی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
مادام نے توجہ دے کر دیکھا۔ عمران برق رفتاری سے ایک طرف ہٹا اور پھر
مادام پر تو جنون اور وحشت کا وہ رد پڑ گیا۔ وہ مسلسل ٹریکرو دباتی چلی
گئی۔ اور عمران برق کے کونہ سے کی طرح کمرے میں اچھل رہا تھا۔ جب
خالی رہا تو پلٹنے کی مخصوص آواز اُٹھ رہی تو عمران دگ گیا۔

”سوداخ مجھے آسان ہیں مادام۔“ بنانے مشکل ہوتے ہیں۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام نے جھلک کر جواب دیا۔
عمران پر کھینچ مارا۔ ظاہر ہے اس کے ساوہ اور کیا کر سکتی تھی۔

”اب تیار ہو جاؤ مادام۔“ تم نے بہت کوششیں کر لی۔“ چاک
عمران نے پتھر کی طرح سخت ہونے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اُٹھنے بڑھ
اور اس سے پہلے کہ مادام سمجھتی۔ عمران اپنی جگہ سے کسی پرگم کی
طرف اچھٹا اور دوسرے لمحے اس کی لٹ کھینچی ہوئی مادام کے پہلو پر
پڑی اور وہ چیختی چوٹی خوف و ہراس میں گرے گی تھی کہ عمران کی
دوسری لٹ اس کے دوسرے پہلو پر پڑی اور مادام کے سر سے

بے اختیار ایک چیخ نکلی گئی اور وہ پشت کے بل فرش پر گر گئی۔
اسی لمحے عمران ہوا میں اچھٹا اور اور پھر وہ دونوں پاؤں جوڑ
کر مادام کی پینڈی پر گرا اور مادام کے منہ سے کربناک شیخ نکلی گئی۔
پینڈی کی ہڈی ٹٹنے کی تو اوصاف سنائی دی تھی۔
”تم عورت نہیں بلکہ عورت کے نام پر دھبہ ہو۔ پھر بھی میں تم پر
ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔“

عمران نے سر جھبے میں کہا۔

دوسرے لمحے اس نے ایک لٹ مادام کی گردن پر رکھ کر
تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور مادام کا پورا جسم یوں پھینکے گئے۔
جیسے دھج ہوئی ہوئی پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ بری طرح ہاتھ پر مار رہی
تھی۔ اس کا چہرہ دیکھتے بگڑ گیا تھا۔

عمران اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے کسی عزیمت کو مرنے دیکھ رہا
ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور بلیک زیرو منہ پر نقاب لگاتے اور
ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”تم نے مجرم کو مار دیا۔“ اسے زندہ رہنا چاہیے تھا۔
بلیک زیرو نے گرجت لہجے میں کہا۔ عہد اور کیپٹن شکس
اس کو پیچھے اندر آئے تھے۔

”تو آپ کر لیں زندہ۔“ مجھ سے قسم اٹھاؤ میں کہیں نے اسے
دھم لگایا ہو۔“ عمران نے بڑے عاجزانہ انداز میں گفتگیاں
ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں مادام ختم ہو چکی تھی عمران نے بوٹ کے زوردار

اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کا مشترکہ قبضہ نے بغیر تیزی سے
دروازہ کراس کر کے باہر نکلتا چلا گیا۔

ختم شد

گھواؤ سے مادام کی گردن توڑ ڈالی تھی۔
”مارنے کے لیے ہاتھ لگانا ضروری نہیں ہوتا“ بلیک زیرو نے
کوخت لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے جناب — قاتل نگاہوں سے بھی مارا جاسکتا
ہے“ عمران کے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو کے پیچھے
گھرے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ
دیکھ گئی۔

”اس کو بھی کی مکمل تلاشی لے کر رپورٹ کرو۔“ بلیک زیرو نے تیزی
سے مردِ صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا۔

”یس سر: ان دونوں نے فوراً موٹے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”آپ بھی کمال کے آدمی ہیں۔ باس سے بھی مذاق کرنے سے نہیں
چوکتے۔“ صفدر نے بلیک زیرو کے جاتے ہی جنتے ہوئے کہا۔

”کمال کا نہیں۔ سلیمان جیسے بالکال کا آدمی ہوں۔ عمران نے مکرلے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”آپ کہاں جا رہے ہیں۔ کوہنی کی تلاشی نہیں لینی؟“

کیپٹن شکیل نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر پوچھا۔

”کیا کروں گا تلاشی لے کر — کوہنی کا اصل سرمایہ تو تہارے

سامنے پڑا ہے۔ باقی توجہ عاشقوں کے خطوط ہوں گے وہ تم اپنے

باس کو دے دینا — شاید اسے بھی کسی کو خط لکھنے کا

طریقہ آجائے۔“ عمران نے برا سامنے ہاتھ جوئے کہا۔

عمران سیریز میں ایک نیا شاہکار ناول

مصنف
منظوم کلیم ایم اے

والد ٹائیگر

ولسٹن کاؤن کا مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ والد ٹائیگر جو پاکیشیا کے مشہور سائنس دان سردار کامیشن لے کر میدان میں اترا۔ والد ٹائیگر جو پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو احمقوں کے ٹولے سے زیادہ اہمیت دینے پر تیار نہ ہو سکتا تھا۔ والد ٹائیگر جس نے عمران کو چیونٹی کی طرح چلنے میں مسل دینے کا دعویٰ کیا۔ والد ٹائیگر جو سردار کو اکھاڑنے لیا تھا اور عمران لے کر سردار کو خود اپنے فائیٹ پر بلا کر والد ٹائیگر کے حوالے کر دیا کیوں؟ کیا عمران والد ٹائیگر سے ڈشت اندہ تھا۔ سردار۔ پاکیشیا کے معروف سائنسدان جن کے ہاتھ پر باندھ کر انہیں سمندریں دھکیل دیا گیا۔ اور عمران باوجود جاننے کے انہیں نہ بچا سکے کیوں؟ والد ٹائیگر جس سے مقابلے کا تصور ہی عمران کو مایوسی اور شکست سے دوچار کر دیتا تھا۔ والد ٹائیگر جس کے مقابلے میں اگر عمران کو زندگی میں پہلی بار شکست کا مزہ کھنا پڑا۔

اعصاب شکست سب سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ناشران: یوسف برادرزہ پبلیشرز بکسیر پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد ناول کی کہانی

منظوم کلیم ایم اے

شوٹنگ پاور

★ خطہ جیش میں دین کا بے مثال مہلت سکھ والا عمر کرافٹ عمران کے حکم سے کر ش کرنے کا حکم کرتا ہے پور عمران اسے جیتے کر موت دے انکے جیش میں مہلت کا جیتے مقابلے میں عمر کرافٹ مقابلے عمران۔ حیرت انگیز مظاہر۔ ★ مقابلے کے لیے سیم جیش دیکر سیکھیں اور اپنی ایکس خوف البر حیرت سے بہت گھبرا۔ ★ جرم کا ایک لیا اچھوتا اور بے حال منصوبہ کہ عمران اور ایک نرید دیکھتے ہی اٹھ گئے اور جرم مکمل ہو گیا۔ ★ جرم کا منصوبہ مکمل ہو گیا مگر کام کسے ہے لیکن عمران اور سیکٹ سول خرم کی جو سمجھنے کے بعد جو اسے ملک نہ سکے گئے۔ ★ کیا عمران کی بیٹھ مریہ کھینچنے اور اس کی بجائے جس اس اچھوتے منصوبے کے سامنے بے فکر ہو کر رہ گئی۔ ★ ایک لیا جرم جو عمران کی بیٹھ ملا جھٹکے کے لئے بہت زیادہ جیش میں نہ رہ سکتے تھے۔ اس جیتے کا نتیجہ کیا تھا۔ حیرت انگیز یا حسرت انگیز۔

یوسف برادرزہ پبلیشرز بکسیر پاک گیٹ ملتان

یوسف برادرزہ پاک گیٹ ملتان

عمران سیر میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پر اسرار اور تحیر نیز مائل

شورمان

(مصنف: مظہر کلیم اللہ)

شورمان شیطان کے پجاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل تسخیر بنادیا تھا۔

شورمان کانفرنس کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کاچلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔

مہما مہمان کاچلا کا سب سے بڑا پجاری، شیطان کا خصوصی پیروکار اور شورمان کا رکھوالا جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کاچلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پائیشیاتے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا۔ یا ۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شورمان کی تباہی اور مہما مہمان کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف، جو انا اور ٹائیگر کو لے کر شورمان کی تباہی کا جلا کی سرکوبی کے لئے کانفرنس کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ

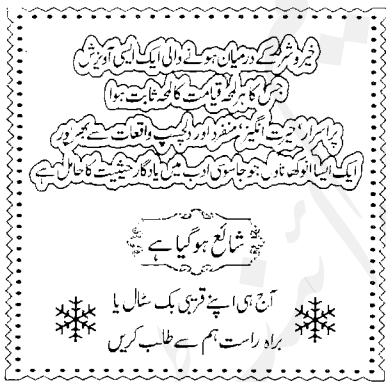
علاقہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔

* وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک شکنجے میں

جکڑے جانے کے بعد بے بس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھا گیا۔ یا ۔۔۔۔؟

* کیا عمران شورمان کو تباہ کرنے اور مہما مہمان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا شکار ہو گیا ۔۔۔۔؟ انتہائی حیرت انگیز انجام

* کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو توڑنے میں کامیاب ہو سکا۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران فریدی سیرت میں الیکٹک چپ اور بنگلہ تیر انداز

زگ زیگ مشن

اسلامی ملک مراٹھ میں جو تہذیبی اسٹیک مملکت کے ذرائع خارجہ کی کانفرنس کو سیدھا کرنے کے لئے دنیا کے جنگل و دشت گرد گروپ کی تعینات حاصل کر رہی تھیں۔

کانفرنس ہال کو سیدھا کرنے سے لڑنے اور دھوکا دہیوں سے چھٹی کر دینے کی جنگ چمکیا۔

اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرٹل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دشت گرد گروپ کے خلاف جنگ بندی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔

علی عمران اور پاکیشا سلیٹ سروس نے دشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہان کی ہلاکت کا ارادہ کر دیا۔

دشمنی دھماکے کے خلاف جنگوں میں واقع دشت گرد گروپ نے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے عمران اور پاکیشا سلیٹ سروس کی سربراہی میں۔

دشمنی دھماکے کے خلاف جنگوں میں عمران اور پاکیشا سلیٹ سروس کے ساتھ دشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا برسرِ قیامت کا کچھ ظاہر ہوا۔

دھماکے جب عمران اور اس کے ساتھی دشمنی دھماکے جنگوں میں دشت گردوں کے قہر میں آکر رہے ہیں ہوئے۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی دشت گردوں کے سپرد ہو کر ان کے سپرد و زکوٰۃ

تیار کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی بھیانک موت کا شکار ہو گئے؟

مراٹھ میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کے لئے دشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔ ایسی سازشیں کہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابلے میں ہو کر رہ گئے۔

وہ لمحہ جب عمران، پاکیشا سلیٹ سروس، کرٹل فریدی، اس کی زیرِ نگرانی اور مراٹھ کی فوجی سیکورٹی سب دشت گردوں کے مقابلے آگے لیکن دشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے؟

وہ لمحہ جب دشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرٹل فریدی اور علی عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو روکنے پر قادر نہ رہے۔

آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔

اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرٹل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دشت گرد گروپ کے خلاف جنگ بندی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔

شائع ہو گئی ہے

آج ہی اپنے قریب بک شاہ یا براہ راست ہم سے طلب کریں



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان